A CRITICAL HISTORICAL ESSAY ON

سوانح عمري روبرٹ کلایو

Lord Clive,

باني سلطنت انگلشیه درمیان کشور هندوستان

THE FOUNDER OF BRITISH EMPIRE IN INDIA

مصنفه لارڈ مکالے

CONTRIBUTED TO EDINBURGH REVIEW

جسکي ضمن شروع عملداري سرکار کي مفصل کیفیت و انتظام کي
ابتري و باشندگان کے نهایت قابل ترس حالات و ملازمان
کمپني کے جور و ظلم و فرعون بے ساماني کے ذرا ذرا
حالات مرقوم هیں

BY LORD MACAULAY

(in January 1840)

جو

Translated into simple Urdu.

اپنے هموطنوں کے فایده کے غرض سے اصل انگریزي سے سلیس اُردو میں

MUNSHI KASHI NATH, KHETRI.

منشي کشي ناتهه صاحب کهتري

(سرسا ضلع الهآباد)

(SARSA ZILLA ALLAHABAD)

نے ترجمه کیا

مطبوعه

منشي گنگا پرساد ورما و برادران پریس لکهنؤ

قیمت ۸ آنه

اول مرتبه ۱۲۵۰

دیباچہ مترجم

سوانح عمری وہ شریف علم ہی جو مثل آئنہ کے ناظرین کے سامنے نیک مثال پیش کرتا ہی۔ تاکہ وہ ہر پہلو سے بہ مصلحت و غور دیکھ لین کہ دنیا مین خوش و خرم رہنے و نیک نام و عظمت و بلندی حاصل کرنے و ہر دل عزیز بننے کے کون کون وسائل ہین۔ جو دنیا مین ایسے اعلی بزرگ گذرے ہین۔ اور جنکے نام تعظیم و تکریم کے ساتھ لیے جاتے ہین کن اوصاف حمیدہ سے موصوف تھے۔

جب ایک سچی و تربیت پذیر طبیعت والا انسان بغور دنیا کے کسی عالی بزرگ کی سوانح عمری مطالعہ کرتا ہے تو ضرور اسکے دل مین اُسکے تقلید کرنے کی نیک آرزو و ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ پس یہی اسکے لیے سب سے بہتری و بہبودی کی بنا ہوتی ہے۔ افسوس ہی کہ ہماری زبان مین ہنوز ایسی کتابین بہت کم یا بالکل تحریر نہین ہوئین۔ قوم و اشخاص کو ترقی دینے و اصلاح کرنے کا اول و مقدم آلہ یہ ہی کہ اولوالعزم نوعمر طالبعلمون کے ہاتھ مین اپنی خاص و دیگر اقوام کے عالی بزرگون کی سوانح عمری کی کتابین دیجاوین تاکہ اُنکے دل مین زندگی کے عالی مقاصد

پورا کرنے کا جوش پیدا ہو۔ جب اپنے نیک توسل سے دل مین اول قصد مصمم قائم ہوگا تو ضرور کار عظیم و نیک ظہور مین آوینگے۔

کس شائق علم کو ایک ایسے بے نظیر انسان کی سرگذشت و طرز معاشرت وجودت و ذہانت و نادر ہمت و بہادری کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کی آرزو نہو گی — جسنے ہندوستان مین عظیم الشان سلطنت انگلشیہ کی بنا قائم کی۔ اور وہ وہ کار عظیم انجام دیئے جو کبھی اُسکے ہموطنون کے خواب خیال مین بھی نہین آئے تھے۔ لارڈ کلایو کے حالات مین اکثر ضخیم کتب انگریزی مین موجود ہین۔ مگر ہم لارڈ میکالے کے مضمون سے جو بطور نظر ثانی نہایت چست و دلپسند عبارت مین نہایت راستی و منصفی کے ساتھ مرقوم ہے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ اس نہایت لائق و زبردست مصنف نے لارڈ کلایو کی سوانح عمری کے ضمن مین شروع عملداری انگریزی کے زمانہ کی مفصل کیفیت و ملازمان کمپنی کے طور و انتظام و ظلم و زبردستی و بے سامانی و تمام رعایا کی ترسناک حالت و انتظام کی ابتری و حیرانی کو بلا روے رعایت قومی ارقام کیا ہے۔

ترجمہ حتی الوسع نہایت سلیس زبان مین لکھا گیا ہے مجھے یقین ہو کہ عام ناظرین کتب اردو کو یہ کتاب بہر طور و چسپ و نئی قسم کی ثابت ہوگی۔ اور طلبہ علم تواریخ اسکو نہایت مفید و کارآمد سمجھینگے۔ اگر عام شائقین مین اس ترجمہ کو کچھ بھی قدر و منزلت حاصل ہوگی۔ تو یہ احقر پھر ہمت ہوکر بہت جلد اس قسم کے دیگر ترجمات شائع کرنے کی کوشش کریگا۔

اخیر مین یہ غریب مترجم نہایت باادب و تعظیم اپنے عالی حضور پر

و مربی جناب خلیفہ **سیّد محمد حسن صاحب وزیر الدولہ وزیر اعظم** ریاست پٹیالہ۔ و جناب منشی **گنگا سہن** صاحب منصف سہارنپور۔ و جناب منشی **زین العابدین** صاحب منصف کرنٹاڈیہ ضلع غازیپور کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہے جن کے خاص ترغیب و ایما و وعدہ امداد کی بدولت یہ ترجمہ ختم کرکے مشتہر کیا گیا۔

کاشی ناتھ کھتری

سرساضلع الٰہ آباد

۲۰۔ مئی ۱۸۸۵ عیسوی

سوانح عمری لارڈ روبرٹ کلایو
بانی سلطنت انگلشیہ درمیان
ملک ہند مصنفہ لارڈ
مکالے

ہر شخص جو بنظر عمیق دانشمندی لارڈ کلایو کی سرگذشت کو دیکھیگا ضرور تسلیم کریگا کہ جزیرہ برٹانیا مین اگرچہ ہمیشہ اعلی درجہ کے بہادر و مدبر ملک پیدا ہوتے رہے ہین۔ مگر فی زمانہ کوئی ایسا نہین ہوا جو اسکے مانند میدان جنگ و نظم و نسق ملک مین یکسان عالی رتبہ کا دانشمند بزرگ ہوا ہو۔ ہمارا قصد ہے کہ اسکی مختصر سوانح عمری تحریر کرین۔

ضلع شروپ شایر کے مقام مارکیٹ درایٹن کے نزدیک ایک مختصر علاقہ مین صدی دوازدہم کے درمیان کلایو کے آبا اجداد آباد ہوئے۔ بادشاہ جارج اول کے عہد مین یہ قدیم میراث رچرڈ کلایو کے قبضہ مین تھی۔ یہ شخص سادہ طبیعت و اوسط درجہ کی لیاقت کا تھا۔ وہ پیشہ وکالت اور اپنی جائداد کا بندوبست بھی خود کرتا تھا۔ اسنے پنچسٹر کے ایک باشندے کی دختر بنام گیکل کے ساتھ شادی کی۔ جس سے کثرت سے اولاد ہوئی۔ اسکا سب سے بڑا بیٹا روبرٹ جسنے ہندوستان مین

انگریزون کی عملداری کی بناڈالی اپنے آبا واجداد کے قدیم مقام پر ۲۶ ستمبر سنہ ۲۵ء عیسوی کو پیدا ہوا۔

بچپن مین ہی سے بروٹس کلایو کی وہ خاصیتین جنکے لیے وہ مین رسیدگی زمانہ کے درمیان مین مشہور ہوا نمایان ہونے لگین۔ اُسوقت کے لکھے ہوئے جب کہ وہ سات سالہ بچہ تھا اُسکے خاندان والون کے چند خطوط موجود ہین جس سے واضح ہے کہ وہ اُس سن مین بھی نہایت تند مزاج وضدی تھا۔ یہان تک کہ اسکے باعث اُنکو نہایت تردد رہتا۔ اُسکے ایک چچا نے ایک خط مین لکھا ہے "وہ ہر دم دنگا و فساد کرتا رہتا ہے۔ یہی اسکی عادت پڑ گئی ہے۔ اور ایسا سرزور و تند مزاج ہے کہ ذرا ذرا بات پر بھاگ جاتا ہے"۔ بستی کے ضعیف لوگون کو تا ہنوز اپنے والدین سے سُنا ہوا یاد ہے کہ ایک مرتبہ کلایو مارکیٹ ڈرین کے گرجے کے بلند مینار کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گیا۔ جس سے تمام موضع مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور کامل اندیشہ ہو گیا کہ وہ وہان سے گر کر پُرزے پُرزے ہو جائیگا اور یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اُسنے موضع کے کل شریر اور آوارہ لڑکون کو جمع کر کے لُٹیرون کی ایک فوج جمع کر لی تھی۔ اور ہر دوکاندار سے بطور خراج سیب یا نصف پیسہ وصول کرتا۔ بعوض اُسکے وہ اُنکی گٹھریون کے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری کر لیتا۔ وہ ایک مدرسہ کے بعد دوسرے مین پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا۔ مگر خاک نہ پڑھا۔ ہر جگہ از حد شرارتی لڑکا کہا جاتا۔ کہتے ہین کہ ایک مدرس نے اُسکی وضع وچلن دیکھکر پیشین گوئی کی تھی۔ کہ وہ دنیا مین ضرور کوئی بڑا بہادری کا کام کریگا۔ مگر تاہم عام ہمسایون کی یہی راے قرار پا گئی تھی کہ وہ بگڑا دل لڑکا ہے

گویا بالکل خراب و خستہ نہین ہے۔ والدین اسکو محض بے مصرف سمجھتے۔ اُنکو ذرا امید نہ تھی کہ اس ضدی و شریر لڑکے سے کوئی کار مفید ہو سکیگا۔ لہذا یہ کوئی جاے حیرت نہین ہے کہ جب وہ اٹھارہ سال کا ہوا تو والد نے اپنی جان چھڑانے کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت مین اُسکو ایک محرر کی رسامی دلا کر جہاز پر بٹھا کر مدراس روانہ کر دیا۔ تاکہ یا تو وہان روٹی کما کھائے یا بخار سے مر کر رہجاے۔

کلایو کی آیندہ امیدین ان نوجوانون سے بالکل مختلف تھین جو اب ایسٹ انڈیا سے تیار ہو کر ہمارے ایشیائی قلمرو مین بھیجے جاتے ہین۔ اُس زمانہ مین یہ کمپنی محض ایک تجارتی گروہ تھا۔ اسکی کل جائداد ہندوستان مین اُسوقت چند مربع میل تھی جسکا سالانہ خراج دیسی حکام کو دیا جاتا تھا۔ اُسکے تحت مین اسقدر سپاہ نہ تھی جو اُن دو تین کمزور و بودے قلعون کے مورچون پر کھڑے ہو سکین جو مال تجارتی کی حفاظت کے لیے تعمیر کرا لیے گئے تھے۔ سپاہ کے اس قلیل شمار مین زیادہ تر دیسی لوگ تھے جنکو ہنوز ممالک یورپ کی قواعد دانی مین تربیت نہین ہوئی تھی۔ اِنمین سے کسی کے پاس تلوار و کسی کے پاس تیر و کمان ہتیار تھا۔ ان ایام مین ملازمان کمپنی کا کام کا نظم و نسق وسیع ملک نہ تھا۔ بلکہ جُلاہون کو پیشگی دادنی دینے و مال تجارت خریدنے و جہاز پر روانہ کرنے اور دیگر تجارتی امور کی نگرانی کرنے کا تھا۔ جو اُنکے اجارہ مین مخل ہونے کا قصد کرتے تھے۔ اونکے محرونکی تنخواہین اسقدر قلیل تھین کہ وہ بیچارے بلا قرضدار ہوئے اوقات بسری نہین کر سکتے تھے

عالی درجہ کے ملازمان خود تجارت کرکے امیر بنے رہے۔ اُنمین سے اکثر قبل سے عالی عہدہ پر پہونچنے کے بہت روپیہ کما چکے تھے۔

اُسوقت کمپنی کے کل ہندوستانی نوآبادیون مین مدراس جہان کلایو محرر مقرر ہوکر آیا تھا سب سے اول تھا۔ صدی گذشتہ مین سمندر کے ایک بنجر کنارے پر قلعہ سینٹ جورج تعمیر کرایا گیا۔ اُسکے قریب مین ایک شہر جلد اناً فاناً آباد ہوگیا۔ جیسا کہ اکثر مشرق مین ہوتا رہتا ہے۔ شہر کے گرد نواح مین بہت آراستہ بنگلے و باغ بنگئے۔ جہان کمپنی کے مالدار گماشتہ دن بھر گودام و حساب کتاب کے محنت کے بعد شام کو سمندر کی فرحت و تازگی بخش ٹھنڈی ہوا کھانے کے لیے چلے آتے تھے۔ اِن امرا کے تزک و احتشام و سامان عیش و آرام ان عالی عہدہ داران ملکی و حکام عدالت سے بدرجہا برتر تھا جو انکے بعد ہوئے ہین۔ مگر تاہم اصلی آرام جو اب ہے تب میسر نہ تھا جو اب گرمی کی سختی رفع کرنے و صحت جسم قائم رکھنے و ایام زندگی بڑھانے کے لیے کیجاتی ہین تب ایجاد و دریافت نہین ہوئی تھین۔ زمانے موجودہ کی بہ نسبت تب اسقدر سہولت و شتابی کے ساتھ یورپ کی آمد و رفت جاری نہ تھی۔ زمانہ ماضی مین سفر جہاز براہ کیپ بجاے تین ماہ کے جو اب لگتے ہین چھ ماہ مین بلکہ بعض اوقات ایک سال مین طی ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے زمانۂ حال کے ہندوستان مین رہنے والے انگریزون کی بہ نسبت زمانہ ماضی والے وطن سے بہت زیادہ علحدہ رہتے۔ و مشرقی طور و طریق زیادہ اختیار کرتے۔ اور یورپ واپس جاکر وہان کے لوگون مین بہت کم ملنے کے

لائق رہجاتے تھے۔

دیسی حکام کی اجازت سے انگریزون کو اپنے قلعہ اور اُنکے گرد و نواح مین باشندگان پر اسقدر حکومت حاصل تھی۔ جس قدر دیگر دیسی علاقہ دارون کو عطا ہوتی ہے۔ مگر انکے خواب و خیال مین بھی کبھی یہ نہ آتا تھا کہ ایک روز ہماری قوم کل ملک پر تسلط کرکے شہنشاہی کا ڈنکا بجاویگی بلکہ انکو اواز حکومت تک حاصل کرنے کا گمان نہ تھا۔ گرد نواح کے ملک پر نواب کرناٹک کا راج تھا۔ وہ دہلی کے اُن بادشاہون کا جنکو ہمارے بزرگ مغل اعظم کے نام سے پکارتے۔ جنوبی نائب السلطنت نواب نظام کا نائب تھا۔ یہ نام و لقب جو اُس زمانہ مین عظیم الشان تھے ہنوز باقی ہین۔ اب تک ایک نواب کرناٹک ہے جو اپنی گذر اوقات اُس پنشن پر کرتا ہے جو سرکار انگریزی اُس وسیع ملک کی آمدنی سے اُسکو عطا کرتی ہے۔ جسپر اُسکے آبا و اجداد حکمران تھے۔ اب تک ایک نواب نظام ہے جسکی دار الخلافت ایک انگریزی لشکر سے لرزہ کرتی ہے۔ اور جسپر انگریزی رزیڈنٹ صلاح کے نام سے حکم صادر کرتا رہتا ہے جسکی اطاعت و تعمیل سے گردن موڑنا اُسکے امکان سے باہر ہے۔ اب تک ایک مغل بادشاہ کے نام سے موجود ہے جسکو دربار کرنے و عرائض سماعت کرنے کی ہنوز اجازت ہے۔ مگر جسکو کمپنی کے ایک ادنےٰ سول سرونٹ (ملازم ملکی) کے مثل بھی نیکی و بدی کرنے کا اختیار حاصل نہین ہے۔ ×

+ یہ مضمون جنوری ۱۸۴۰ء مین تحریر ہوا لہذا اُسی وقت کے مطابق سب مرقوم ہے جب سے ملک مین ہزارہا انقلابات عظیم برپا ہو چکے ہین۔

کلائیو کا سفر جہاز اس زمانہ کے مطابق بھی نہایت تاخیر کے ساتھ ہوا۔ اسکا جہاز چند روز تک برزل مین لنگر ڈالے رہا۔ یہان اس نوجوان سپاہی نے کچھ زبان پورچگیز سے واقفیت حاصل کرلی۔ اور جو کچھ گرہ مین سرمایہ تھا سب خرچ کر ڈالا۔ وہ انگلینڈ سے روانہ ہونے کے ایک سال بعد ہندوستان پہونچا۔ مدراس مین اسکی حالت نہایت دردناک تھی۔ گرہ مین ایک پیسہ نہین تنخواہ قلیل قرض ہوگیا۔ رہنے کا مکان نہایت تنگ و غلیظ۔ ہندوستان مین ایک یوروپین کے لیے مکان کی تنگی آفت عظیم ہوتی ہے کمرے خلاصہ وسیع ہونے پر گرمی کے دن کٹتے ہین۔ وہ انگلینڈ سے ایک شریف کے نام خطوط سفارش لایا تھا۔ مگر بدبختی سے اُسکے پہونچنے کے قبل وہ انگلینڈ روانہ ہوگیا۔ اگر وہ موجود ہوتا تو اسکی مدد کرتا۔ اب یہان اسکا کوئی یگانہ نہ تھا۔ اس متکبر لڑکے کا تیز مزاج و محجوب و شرمیلی عادت اجنبی لوگون سے ملاقات کرنے مین مانع تھی۔ قبل کسی ایک خاندان مین مانوس ہونے کے اسکو ہندوستان مین رہتے ہوئے کئی ماہ گذر گئے تھے۔ ملک کی گرم آب و ہوا نے اسکی صحت جسمانی و طبیعت پر بد اثر پیدا کیا۔ اُسکا کاروبار منصبی اسکی پرجوش و بہادر طبیعت کے موافق نہ تھا۔ وہ ہمیشہ وطن کو یاد کرکے روتا اُسوقت جو خطوط اُسنے وطن روانہ کیے اُنسے اُسکی آزردگی و دلگیری و کم ہمتی آشکارہ ہے جیسا کہ اُسکے لڑکپن کی شوخی و آیندہ عمر کی پختگی و مضبوطی سے ہرگز امید نہین ہوسکتی تھی۔ وہ ایک خط مین لکھتا ہے "جب سے مین نے وطن چھوڑا ہے

ایک دن بھی خوشی و آرام مین نہین گذرا۔ جب کبھی مجھے عزیز وطن کی یاد آجاتی ہی رویا کرتا ہون۔ اگر مجھے پھر وطن و خصوصاً نچسٹر جو میری کل خواہشون کا مرکز ہے جانا نصیب ہو جاوے۔ تو میری سب آرزوین یکساتھ بر آئین۔"

اس دلگیری و مایوسی مین اُسکو ایک عمدہ تسلی میسر آئی۔ حاکم قلعہ کے پاس عمدہ کتب خانہ تھا۔ اُسنے کلاڈیو کو اجازت دیدی کہ وہان سے لاکر جو کتاب دل مین آئے پڑھے۔ یہ نوجوان فرصت مین کتابین پڑھکر دل بہلاتا جس سے اُسکو معقول واقفیت حاصل ہو گئی۔ لڑکپن مین وہ سُست و غافل رہا وجوان ہونے پر مشقت کے کام مین مشغول ہو گیا۔ لہذا جو کچھ اسکو علم ہوا صرف اُنھین ایام کے مطالعہ کتب سے ہوا۔

لیکن نہ آب و ہوا نہ مفلسی نہ کتب بینی اس بیچارے جلاوطن کی تند طبیعت کو زیر و پست کر سکی۔ وہ کئی مرتبہ اپنے افسرون سے ایسے طور پیش آیا جسطور اپنے مدرسون سے آیا تھا۔ لہذا کئی بار اُسکو موقوف ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ محرر ان کے مکان مین رہتے ہوئے دو مرتبہ اُسنے خودکشی کرنے کا قصد کیا۔ اور دونون ہی مرتبہ پستول کی گولی جسکو اُسنے اپنے گلے پر چلائی نشانہ سے چوک گئی۔ اس عجیب واقعہ سے اسیطور اسکے دل پر نہایت اثر ہوا جسطور ولسٹن کے دل پر ہوا تھا۔ جب اسنے دیکھا کہ مین نے بخوبی پستول بھر کر اپنے اوپر چلائی اور پھر مین محفوظ رہا۔ تو وہ جوش مین آکر کہنے لگا۔ فی الحقیقت خدا کی مرضی ہے کہ میری ذات سے دنیا مین کوئی کام عظیم ہو اس لیے ہی اُسنے مجھے محفوظ رکھا ہے۔

اُسوقت ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ جو اولاً اُسکی زندگی کی کل امیدونکو غارت کرتا ہوا معلوم ہوا مگر اُس سے دراصل اُسکے لیے عالی مرتبہ حاصل کرنے کہ ایک نئی راہ جاری ہو گئی۔ چند سال سے ملک اسٹریا کی تخت نشینی کے باعث تمام یورپ مین جنگ جدال ہونے سے پریشانی برپا تھی۔ جو رچ سوم مرا تھا کا معاون و مددگار و خاندان بوربن طرف ثانی سے ملا ہوا تھا اگرچہ اس زمانہ مین انگلینڈ کی جہازی فوج زبردست تھی۔ مگر تاہم زمانہ حال کے مثل ایسی نہ تھی کہ دنیا کی تمام ملی ہوئی فوجون سے سمندر مین مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ اسکو اب فرانس و اسپین کی متحد جہازی فوج سے زیادہ عرصہ تک جنگ جاری رکھنا نہایت دشوار تھا شرقی سمندرون مین فرانس نے اختیار جما لیا۔ لیورڈ نے گورنر جزیرہ مولاسیس نے جو عالی لیاقت و خوبی کا انسان تھا ہندوستان پر چڑھائی کی اور باوجود انگریزی جہازون کے مقابلہ کرنے کے فوج کو اوتار کر مدراس کا محاصرہ کر کے دونون شہر و قلعہ کو تحت مین کر لیا۔ خزانہ و گدامون کی چابیان حملہ آور سردار کے حوالہ ہو گئین اور فرانس کا نشان قلعہ پر چڑھایا گیا۔ انگریزی باشندے قید کر لیے گئے اور یہ شرط ہو گئی کہ تا وقتیکہ جایداد نہ کیا جاوے شہر فرنچ لوگون کے زیر تحت بنا رہے۔ لیورڈ نے صرف ایمانداری سے قلیل جزیہ وصول کرنے کا وعدہ کیا۔

لیوارڈ نے کی فتح دیکھکر اسکے ہموطن ڈیلیو حاکم پانڈیچری کو رشک پیدا ہوا۔ اسنے عظیم الشان تجاویز کین کہ جنکا اصل مقصد یہ تھا کہ مدراس

اب انگریزون کو نہ ملے - اسنے اعلان کیا کہ لبوردڈینی نے اپنے اختیارات منصبی سے تجاوز کیا کل فتح جو فوج کے وسیلے سے ہندوستان مین ہوئی گورنر پانڈیچری کے زیر تحت و تجویز ہونی چاہیے - لہذا ہمارا حکم ہے کہ مدراس بالکل نیست و نابود کردیا جاوے - لبوردڈین کو مجبوراً اسکے حکم کے تابع ہونا پڑا - عہد شکنی کے علاوہ ڈپلیو کی بدسلوکی سے جو عالی ملازمان کمپنی کے ساتھ کیے گئے انگریزون کا غصہ فرانسیسیون کے اوپر بے انتہا بھڑکا - گورنر و کئی عالی درجہ کے انگریز فوج کی حراست مین پانڈیچری روانہ کیے گئے اور وہان پچاس ہزار تماشبین لوگون کے سامنے بطور قیدیان جنگ شیخی کے ساتھ نہایت ذلت کی صورت مین سر بازار گھمائے گئے -

اس طور جب فرانسیسیون نے عہد شکنی کی تو باشندگان مدراس نے بھی اپنے وعدہ کو جو لبوردڈین کے ساتھ کیا تھا پورا نہ کیا - کلایو شب کو ایک مسلمان کا بھیس بناکر قلعہ سینٹ ڈیوڈ کو بھاگ آیا - یہ ایک اونے آبادی مدراس کے زیر تحت تھی -

اس حالت مین اسکی تند و تیز طبیعت مقتضی ہوئی کہ تجارتی اسباب کی گٹھریون کو جانچنے و حساب تیار کرنے کے کام کو ترک کرکے پیشہ سپاہگری اختیار کرے - اسکو عرضی کرنے پر نشان برداری کا ایک عہدہ کمپنی کی ملازمت مین ملگیا - چنانچہ ۱۹ سال کے سن سے اسکا جنگی دور شروع ہوا - ایام ملازمت محرری مین ایک دنگے باز سپاہی سے جو قلعہ سینٹ ڈیوڈ کے رہنے والون کا ناک مین دم کیے رہتا تھا قصہ تکرار ہونے مین اسکی ذاتی ہمت

وہ سلطنت جو بابر اور اُسکے پوتون مین مغلون نے سولہوین صدی کے
اوایل مین قائم کی دنیا مین مدت تک سب سے وسیع و عالی شان و پُر رونق رہی۔
یورپ کی کسی سلطنت مین ایک بادشاہ کے زیر تحت اسقدر بیشمار آبادی کسی زمانہ
مین نہین ہوئی۔ اور نہ اسقدر زر کثیر ایک خزانہ مین بطور آمدنی ملک کبھی جمع ہوا
ہندوستان کے شاہون کی تعمیر شدہ عمارت کی خوبصورتی و عظمت و شوکت
دیکھکر اُن مسافرون تک کو چکا چوند ہوتی ہے جنھون نے یورپ مین سینٹ پیٹر
کا بڑا گرجا معائنہ کیا تھا تخت دہلی کے متعلق بے شمار فوجین و شان و حشمت
و آراستگیان دیکھکر وہ لوگ تک حیرت کے عالم مین ہو جاتے تھے جنھون نے درستے
کے طمطراق و احتشام دیکھے تھے۔ مغل شہنشاہون کے بعض نائبون کی شوکت
و حشمت و اختیارات و ملک شہنشاہ جرمنی و بادشاہ فرانس سے برتر ان نائبون
کے ماتحتون تک کے ملک و آمدنی سکسنی کے گرینڈ ڈیوک یا سکینی کے رئیس سے
بدرجہا زیادہ تھی۔

مگر اسمین ذرا کلام نہین کہ گو یہ عظیم الشان سلطنت سرسری نظر
سے دیکھنے مین نہایت زبردست و پرشان معلوم ہوتی ہے مگر عروج کے عین ایام
مین بھی اسکے نظم و نسق کا طریق زمانہ حال کی کسی ناقص سے ناقص بادشاہت
یورپ کے طریق حکومت سے بدتر تھا۔ حکام متعلقہ کے سیاست و انتظام ملک مین
مشرقی ظلم کی کل خرابیان اور وہ سب بدیان جو ایک قوم کے دوسرے پر حکمران ہونے
سے ہوتی ہین موجود تھین۔ شاہی خاندان کے شہزادون کے تنازعہ دعوےون کے باعث
سنگین جرائم و عام آفات کے طویل سلسلہ دائم بنے رہتے۔ بادشاہ کے بعض پر جو صلہ

وعزم۔ وہ وقت آزاد ہونیکے لیے سدا چاہتے رہتے۔ ہندوؤن کی بہادر
اقوام غیر لوگون کے ظلم حکومت سے تنگ آکر اکثر خراج شاہی دینے سے
انکار کرتے اور اپنے پہاڑی قلعون سے شاہی حملہ آور فوجون کو مار کر ہٹا دیتے
اور وسیع میدان مرو وعہ مین آکر غارتگری پھیلا کر بھاگ جاتے۔ باوجود ایسی
بد انتظامی اور ایسے انقلابات کے جس سے کل ملک مین تہلکہ برپا تھا۔۔۔
بادشاہت کئی پشت تک ظاہرا صورت مین قوت و اتحاد و رعب و داب شاہی سے
رکھے رہی۔ مگر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد مین یہ سلطنت زوال پذیر
ہونی شروع ہوئی اگرچہ وہ نہایت حکمت و قوت سے کل خرابیون کے
روکنے مین ہمیشہ ساعی بنا رہتا۔ نتیجہ مین اسکے انتقال ہو جانے پر سلطنت
مغلیہ کی برباد روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اندرونی خانہ جنگی کے ساتھ یکایک
بیرونی حملہ ہونے شروع ہوئے جسکا چند ایام مین یہ انجام ہوا کہ کل حکومت
بے جان و مثل بودی دیوار کے ہو گئی۔

تھیوڈوسیس شہنشاہ روم کے جانشینون کی تواریخ اورنگ زیب
کے جانشینون سے بہت کچھ مشابہ ہے۔ خاندان کارولونجین کا زوال خاندان
مغلیہ کے زوال کے مساوی ہے۔ چارلیمس کو مدفون ہوئے قلیل عرصہ ہی
گذرا ہوگا۔ جبکہ اسکی اولاد کی نامردی و کمزوری کے باعث اُس زمانہ کی
رعایا پر بربادی ہونے لگی۔ فرنگ لوگون کی وسیع بادشاہت ایک آن کے
آن مین ہزار ٹکڑے ہو گئی۔ اس عظیم الشان خاندان کے نالائق ورثا
چارلس گنجا و چارلس فربہ و چارلس سادہ لوح کے لیے بجز ایسے نام

ومرتبہ کے اور کچھ باقی نرہا۔ تند وجشی حملہ آور جو ایک دوسرے سے قومیت
و مذہب مین مختلف تھے دنیا کے دور و دراز گوشہ سے اُن صوبون کو
لوٹنے و غارت کرنے کو چڑھ آئے جنکی حکام اب حفاظت نہین کرسکتے تھے۔
شمالی سمندرون کے ڈاکوون نے دریاے ایسٹ سے لیکر پیرینیز
تک تمام ملک مین غارتگری پھیلادی۔ اور آخرش کو دریا سین کے زرخیز وادی
مین اپنا قیام مقرر کیا۔ ھنگرین لوگ جنکو خوف زدہ پاوری وہ لوگ بیان کرنے
لگے۔ جنکے بارے مین پیشین گوئی ہوئی ہے لمبارڈی کے شہرون کی لوٹ
وغنیمت پہنسوین جنگلون کے درمیان لے گئے۔ ساریسن لوگون نے جزیرہ
سسلی مین حکومت جمائی اور کمپنیا کے زرخیز میدان کو غارت کردیا اور سرام
کی دیوارون تک لوٹ مار کرتے چلے گئے۔ ان مصائب کے درمیان ایک
بڑی تبدیلی بادشاہت پر ہونی شروع ہوئی۔ جب کوئی بڑا جسم موت سے
مرتا ہے تو اُس مین چھوٹی چھوٹی نئی جانین اور پیدا ہوجاتی ہین۔
یہی حال بڑی بڑی سلطنتون کا ہوتا ہے۔ تاریخ یورپ کے اس بنجر و خوفناک
میدان مین کل موجودہ امیر خاندانون و حقوق تعلقہ داری کی بنا قائم ہوتی
ہے۔ انھین ایام مین وہ شاہ پیدا ہوئے جو اگرچہ برائے نام ماتحت
حاکم تھے۔ مگر دراصل آزاد اختیارات کے ساتھ بلقب ڈیوک و مارکوئیس
و کونٹ کی اس بڑی سلطنت پر حکومت کرتے تھے جو ایک زمانہ مین چارلیمین
کے زیر تحت تھی۔

بعینہ ایسی تبدیلی سلطنت مغلیہ پر اورنگ زیب کی وفات سے

چالیس سال پیشتر تک ہوتی رہے۔ اس درمیان مین پے در پے
براے نام ایسے بادشاہ تخت دہلی پر بیٹھے جو محلون مین پڑے ہوے
کاہل و عیاشی مین تمام زندگی گذرانی۔ کسبیون کے مثل نار کیا کرتے و پان
چبایا کرتے و نقالون کے تماشے سے دل بہلایا کرتے۔ کئی وحشی و تند
حملہ آورون نے مغربی پہاڑی راستون سے اُتر کر ہندوستان کی غیر
محفوظ دولت کو لوٹا۔ ایک ایرانی فتحیاب دریاے سندھ کو عبور کر کے
دہلی کے دروازے تک چلا آیا۔ اور فتح کے نشان اُٹھاتا پھرا اُن خزانون
کو لیے گیا جسمین وہ تخت طاؤس بھی تھا جسمین گولکنڈہ کے بیش قیمت
جواہرات یورپ کے کاریگرون کے ہاتھ سے مرصع ہوئے تھے۔ اور
جنکو دیکھکر برنیر صاحب و صاحب کی آنکھین تلملا گئی تھین۔ اُسمین لاثانی
بیش بہا ہیرا کوہ نور بھی تھا جو بہت زمانہ کے انقلابات کے بعد رنجیت سنگھ
کی پہونچی مین لگا۔ (اور اب ملکہ معظمہ وکٹوریا کے نام کی زیبایش ہے)
مابعد جو کچھ ایرانیون کے ہاتھ سے غارت ہونے سے بچ رہا تھا۔
اُسکو ایرانی حملہ آورون نے برباد کیا۔ راجپوتانہ کی جنگی اقوام مسلمانون
کی حکومت سے منحرف ہو گئین۔ روزگاری سپاہ کے ایک گروہ نے
روہیلکھنڈ پر قبضہ جما لیا۔ سکھ لوگون نے دریاے سندھ تک اپنا نشان
نصب کرا دیا۔ جاٹون نے جمنا کے کنارے کے کل ملک مین آفت
برپا کر دی۔ پہاڑی زمین جو ہندوستان کے مغربی سرحد پر سمندر کے
کنارے واقع ہے۔ اس ملک مین ایک ایسی زبردست قوم آباد ہے۔

جو ہمیشہ سے باشندگان ہند کے لیے باعث خوف بنی رہی - وہ بھی
اسوقت یہان حملہ آور ہوے - یہ لوگ صرف انگریزون کی قوت و ذہن سے
سر ہوئے ہین - اور چنگیز کے عہد مین یہ کوہستانی اول اپنے پہاڑیون سے
اُترے تھے - مگر اُسکی وفات ہونے پر ہندوستان کا ہر گوشہ مرہٹون کے
نام سے لرزنے لگا - اکثر زرخیز صوبے بالکل انکے زیر تحت ہو گئے - انکا
راج جزیرۂ نما مین ایک سمندر کے کنارے سے دوسرے سمندر تک ہو گیا
مرہٹے سردار پونا و گوالیار و گجرات و برار و تنجور مین حکمران ہو گئے
مگر باوجود بادشاہون کے مثل ہونے کے وہ ڈاکہ زنی سے باز نہ آتے -
انمین تاہنوز اپنے بزرگون کی خو باقی رہی - ہر صوبۂ ہند جو اُنکے دخل مین
نتھا انکی یورش سے غارت ہوتا - جہان کہین اُنکے نقارہ کی آواز سنائی دیتی
غریب کسان اپنے دھان کے بورے کو کندھے سے ٹپک کر و اپنے قلیل
سرمایہ کو کمر مین باندھ کر عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر جنگل و پہاڑون مین بھاگ جاتے
جہان درندہ اُنکی جانین نہین لیتے اور اُن مرہٹون سے اپنے تئین زیادہ رحیم ہمسایہ ثابت کرتے اگر صوبہ دار سالانہ
جزیہ ادا کر کے اپنی فصل کو محفوظ رکھتے - اس کمبخت پتلے کو بھی جو تاہنوز
برا سے نام بادشاہ کہلاتا اس قبیح و معیوب محصول کو ادا کرنا پڑتا تھا -
تاکہ اُنکے لوٹ مار سے ملک محفوظ رہے - مرہٹون کے ایک خونخوار غارتگر
سردار کے لشکر کی آگ دہلی کے محلون سے نظر پڑتی تھی - ایک دوسرا
اپنی بیشمار فوج رسالہ کو لیکر بنگال کے وہان کے کھیتون مین اُتر جاتا -
یوروپین کوٹھی وال تک اپنے مال و اسباب محفوظ رکھنے کے لیے متردد ہوتے

سو برس کے درمیان مین راس کنیا کماری سے لیکر کوہ ہمالیہ تک اپنا تسلط جما لیگئی۔ و مرہٹون و مسلمانون کو زیر کرکے تابع کر لیگئی۔ وان زبردست جنگی اقوام تک کو جو ئے اطاعت مین جوت دیگئین جنھون نے زور آور مغل بادشاہون تک کے سامنے سر نہ جھکایا۔ اور کروڑہا بنی انسان کو اپنے قانون کے زیر تحت کرکے دریا برہم پتر سے مشرق تک اور سندھ سے مغرب تک فتح کرتی چلی جاویگی واوا کے دروازے پر شرائط صلح لکھا دیگی۔ اور قندہار کے تخت پر اپنا ماتحت بادشاہ بٹھا دیگی۔

اول ڈپلیو نے گمان کیا تھا کہ مغل بادشاہت کے آثار پر ایک یوروپین بادشاہت کی عمارت کھڑی کر دینا ممکن ہے۔ اسکے ہی تیز و ذہین دل نے یہ تدبیر باندھی تھی جب کہ انگریزی کمپنی کے عالی ترین ملازمین صرف مال لدوانے و بیجک بنانے مین مصروف تھے اسنے اس کار عظیم پر صرف کمر ہی نہین باندھی بلکہ ان وسائل پر بھی خوب غور کر لیا تھا جن سے یہ کام پورا ہونا ممکن تھا۔ و خوب سمجھ لیا کہ دیسی نوابون و راجاؤن کی بڑی سی بڑی فوج ان سپاہ کے سامنے جو مغربی طریق کے مطابق قواعد انی و فن صف آرائی مین تربیت دی گئی ہو ہرگز نہین ٹھہر سکتی۔ اسنے تجربہ یہ بھی خوب جان لیا کہ دیسی سپاہ بھی یوروپین سردارون کے زیر کمان ایسی ہی کارآمد و بہادر ہو سکتی ہین جیسے سیکس و فریڈرک کی سپاہ تھی۔ وہ بخوبی آگاہ تھا کہ ایک یوروپین خانہ بدوش کو ہندوستان مین حکومت کرنے کے لیے سب سے آسان طریق یہی ہے کہ کسی پر چشمت و زرین پتلے کو جو نواب یا نظام کے نام سے

تعظیم و تکریم کیا جاتا ہو پوشیدہ نچاتا رہے۔ اور اُسکے منہ کے ذریعہ سے اپنے حکم نافذ کرتا رہے۔ جنگ و مصلحت زمانہ کے فن جنکو چند سال بعد نہایت کامیابی سے انگریزون نے استعمال کیا اول اُس پر حوصلہ و عزم وزیرک و دہین فرانسیسیون سے کام مین لائے گئے۔

اِسوقت ہندوستان کی ایسی حالت ہو رہی تھی کہ کوئی حملہ و پیشدستی شکل سے ایسی ہو سکتی تھی جسکے ساتھ کوئی معقول حیلہ قدیم یا رواج حال کے روسے نہ ساخت کیا جا سکتا ہو۔ کل حقوق محض بے قیام ہو رہے تھے۔ اور یوروپین لوگون نے جو دیسیون کے قصہ و تکرار مین شریک ہو گئے تھے اس ابتری و درہمی و برہمی کو ایشیائی نظم و نسق کے ساتھ یوروپین قوانین و دستورات کو ملا کے اور زیادہ بڑھا دیا۔ اگر مصلحتاً کسی نواب کو آزاد حاکم قرار دینے کی حاجت ہوتی تو اُسکے لیے معقول وجہ پیدا کر لیجاتی۔ و اگر اُسکو صرف دربار دہلی کا نائب سمجھنے مین مطلب برآری ہوتی تو اُسکے لیے بھی کوئی وجہ نکالنے مین بھی دقت نہوتی صرف کہنے مین وہ اپنا بنا ہی رہے۔ اگر اُسکے عہدے کو موروثی تصور کرنے کی ضرورت ہوتی یا صرف وہ مارپیٹ کے لیے ہی خیال کیا جاتا۔ گو کوئی دشواری نہ تھی۔ ان سب کے لیے دلائل و نظائر پیش کر دیجاتین۔ وہ فریق جو وارث خاندان بابر کو ہاتھ مین لیے ہوئے تھا۔ اُسکو جائز و یقینی مسلم بادشاہ قرار دیتا اور دعوی پیش کرتا کہ کل حکام پر اُسکی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے۔ مگر فریق ثانی جسکے زیر کرنے کے لیے یہ دعوے پیش ہوتے۔ اس امر کے معقول حیلہ پیش کرنے مین نہ چوکتا کہ بادشاہت مغلیہ

اور اُنکے نام کے حیلہ سے کل ملک پر خود حکومت کرنے کی امید
نہایت دل پسند اور کشش کرنے والی تھی - وہ فوراً اُن وعویداروں
کے ساتھ ملگیا - اور چار سو فرنچ اور دو ہزار دیسی سپاہ کو جو
یورپ کی قواعد دانی مین تربیت یافتہ تھی - انکی مدد کے لیے
روانہ کردی - جنگ ہوئی جسمین فرنچ سپاہ نے نہایت بہادری
دکھلائی - الاورہے خان کو شکست ہوئی اور جنگ مین قتل
ہوا - اُسکا بیٹا محمد علی جو بعدہ انگلینڈ مین نواب ارکٹ
کے نام سے مشہور ہوا - اور جسکا نہایت فصاحت آمیز تقریر مین برک
صاحب نے ذکر کیا ہے - اپنی بھیجی ہوئی فوج کو لیکر ترچناپولی
کو بھاگ آیا - اب فتحیاب کرناٹک کے صوبہ پر قابض ہوگئی -

- ڈپلیو کی اقبالمندی کا یہ صرف نہ تھا - چند
ماہ کے جنگ و عہد و پیمان و کارروائی و منصوبہ بازی و سازش
و لیاقت و نیک اختر کے اسکا رعب و اب کل کرناٹک کے
اوپر جم گیا - مناظر جنگ اپنی سپاہ کے ہاتھ سے
قتل ہوا - پھر جفا جنگ وکیل کا نائب سلطنت کی گدی پر بیٹھا -
چنانچہ فرنچ فوج و پولیسی کے چہار طرف فتح کامل ہوگئی -
پونڈچری مین نہایت شادمانی و خوشی منائی گئی - قلعہ پر سے
فتح کی سلامی داغی گئی - اور شکر گزاری مین گرجے مین بھجن گائے گئے تخت نشین

نظام وہان اپنے مددگار دوستون سے ملاقات کرنے آیا۔ اور اسی مقام پر رسم تخت نشینی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ادا کی گئی۔ ڈپلیو اعلے درجہ کے مسلمان امرا کی پوشاک پہنکر نظام کے ساتھ پالکی پر سوار ہوکر شہر مین داخل ہوا۔ اور دربار کے سب سے اعلی امیر کی جگہ پر شاہی سواری مین نمایان ہوا۔ وہ دریا کرشنا سے لیکر راس کنیا کنواری تک کل ملک ہند کا حاکم مقرر ہوا۔ ملک کا یہ حصہ فرانس کے برابر تھا۔ اسکو کل وہی اختیارات عطا ہوئے جو چندا صاحب کو حاصل تھے۔ ساٹھ ہزار سوارون کی فوج اسکے زیر تحت کردی گئی۔ اور یہ بھی اعلان کردیا گیا کہ سوائے پنڈوچیری کے کرناٹک مین اور کہین ٹکسال نہ رہے۔ اس بڑی دولت کا ایک جزو کثیر جسکو گذشتہ نائبان سلطنت دکن نے جمع کیا تھا۔ فرنچ گورنر کو ملا۔ کہتے ہین کہ بیس لاکھ نقد روپیہ اور بہت بیش قیمت نقد جواہرات اسکو نذر ملی۔ المختصر اسکے منفعت کی انتہا نہ رہی۔ اب اسکو بیلین رعایا پر کامل اختیارات حاصل ہوگئے۔ بجز اسکے سفارش و مداخلت کے کسی کو کوئی عزت و اعزاز حاصل نہین ہو سکتا تھا۔ کوئی عرضی بلا اسکے دستخط ہوئے نظام تک نہین پہونچ سکتی تھی۔ میر جفا جنگ گدی نشین ہونے کے بعد چند ماہ تک زندہ رہا۔ اسی خاندان کا دوسرا شہزادہ فرانسیس لوگون کے اختیار سے گدی نشین کیا گیا۔ اور اُسنے بھی اول نظام کے سب عہدون و اعزاز کو بحال رکھا اب تمام ہند مین ڈپلیو سے برتر کوئی زبردست حاکم نظر نہین آتا تھا۔ اسکے ہموطن ازراہ شیخی کہتے کہ ڈپلیو کے محلون تک مین اُسکا نام بلا لرزے

نہین لیا جاتا تھا۔ دیسی لوگ نہایت تعجب و حیرت کرتے کہ ایک یوروپین پر ایسی کو چند سال کے عرصہ مین اسقدر عظیم الشان اختیارات و ملک و دولت حاصل ہو گئی مگر اس خود پسند و متکبر فرانسیس کو اسقدر اصلی اختیارات و دولت حاصل کرنے پر بھی قناعت نہ ہوئی۔ وہ نہایت شیخی کے ساتھ اپنی بزرگی و شان و حشمت کو اپنے ہمسرون و رعایا پر ظاہر کرنا پسند کرتا۔ اسنے قصد کیا کہ اسمقام پر جہان ظاہر جنگ کو شکست دیکر اسنے فتح عظیم حاصل کی اور میر حبیب جنگ کو گدی نشین کیا ایک مینار یادگار کے لیے تعمیر کرایا جاوے جسکی چہار طرف چار زبان مین کتبہ کندہ کیا جاوے تاکہ اقوام مشرق مین اسکی فتح کا اعلان ہوتا رہے۔ فتح کی علامات کے تمغے اس عظیم الشان مینار کی بنیاد مین رکھے گئے اور اسکے گرد ایک شہر بنام فتح اباد ڈپلیو ڈپلیو کی فتح کی یادگار مین آباد کیا گیا۔

انگریزون نے اپنی ہمسر کمپنی کی تیز و پر اجلال ترقی کو ضبط کرنے کے لیے کچھ کمزور و غیر مستقل کوشش کی اور محمد علی کو نواب کرناٹک تسلیم کیے رہے۔ مگر اسکے تحت مین صرف ترچناپلی ہی باقی تھا۔ اسکو بھی ب چندصاحب اور اسکے فرنچ مددگارون نے آکر محاصرہ کیا۔ دشمن کو وہان سے اب ہٹانا غیر ممکن تھا۔ ایک قلیل فوج جو مدراس مین مقیم تھی بلا لائق سردار کے تھی۔ میجر لارنس انگلینڈ واپس چلا گیا تھا۔ باشندگان ملک اب انگریزون کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ انھون نے بچشم خود دیکھ لیا تھا کہ فرانسیسیون نے آکر ایک آن کی آن مین مدراس مین اپنا تسلط جما کر انکے خاص افسرون کو

قید کرکے پنڈوچری کی گلی و کوچون مین گھمایا تھا۔ انھون نے ہر جگہ ڈپلیو کی فوج و حکمت کو کامیاب ہوتے دیکھا۔ و حکام مدراس نے جو کچھ مخالفت کی وہ صرف انکی کمزوری و نالائقی کی مظہر ہوئی۔ اس سے فرنچ دشمن کے اجلال کو اور زیادہ ترقی ہوئی۔ اس عین نازک وقت پر و عالم مایوسی مین ایک نامعلوم انگریز نوجوان کی قوت و ہمت و ذہن کی بدولت یکایک کچھ اور کا اور ہی نظر آیا۔

کلایو کی اسوقت ۲۵ سال کی عمر ہوگئی تھی۔ کچھ عرصہ تک جنگی و تجارتی ملازمت کرتے رہے۔ پھر وہ آخرش کو ایک ایسے عہدہ پر مقرر ہوگیا جو دونون صیغہ سے متعلق تھا۔ وہ کپتان کے مرتبہ کے ساتھ فوج کا رسید دہندہ مقرر ہوا۔ حال کے موقع پر اُسنے اپنی کل قوت کا اظہار کیا۔ اسنے بگرم جوشی اپنے افسرون کے ذہن نشین کیا کہ تاوقتیکہ کوئی پرزور و پرہمت کوشش نکیجاویگی ترچناپولی ہاتھ سے نکل جائیگا والاور دیے کا خاندان غارت ہوجائیگا۔ اور اور فرنچ کل جزیرہ نما کے اصل مالک بن بیٹھینگے۔ یہ اشد ضرور تھا کہ بشجاعت کوئی زبردست ضرب دشمن پر ماری جاوے اگر ارکٹ دارالخلافت کرناٹک اور معزز سکونت نوابان پر حملہ کیا جاوے تو ضرور ہے کہ ترچناپولی پر سے محاصرہ اُٹھ جاوے۔ افسران مدراس ڈپلیو کی کامیابی سے نہایت خوف زدہ ہوگئے تھے اور انکو کامل اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر اب فرانس اور انگلینڈ کے درمیان جنگ ہوئی تو دشمن فوراً ہماری آبادی پر حملہ آور ہوکر اُسکو نیست و نابود کردیگا۔ چنانچہ ان سب نے کلایو کی تجویز کو پسند کیا

اور اُسکو پورا کرنے کا کل انصرام اسکے ہی ذمہ کر دیا۔ اس نوجوان کپتان کے زیر تحت ۲۰۰ گورہ اور ۳۰۰ دیسی سپاہ جو انگریزی وضع کی صف آرائی و تربیت پائے ہوئے تھی کر دی گئی۔ اس قلیل فوج کے آٹھ ماتحت افسرون مین دو تو کسی قدر آزمودہ کار تھے مگر چھ محض ناواقف تھے۔ وہ کلایو کے مانند کمپنی کے مخبر و تجارتی ملازم تھے۔ مگر اُنھون نے بھی اب اسکے مثل جنگی ملازمت قبول کر لی تھی۔ موسم نہایت طوفانی تھا۔ مگر کلایو بلا لحاظ بارش و گرمی و آندھی طوفان برابر قدم مارے ہوے ارکاٹ کے پھاٹکون تک پہونچ گیا۔ فوج قلعہ نے متحیر و خوف زدہ ہو کر فوراً قلعہ خالی کر دیا۔ کلایو بلا ایک گولی سر کیے اُسمین داخل ہوا۔

مگر کلایو بخوبی جانتا تھا کہ جلد مجھے یہان زبردست غنیم کا مقابلہ کرنا پڑیگا وہ مجھے یہان زیادہ عرصہ تک بلا خلل نہ رہنے دیگا۔ لہذا اسنے بمستعدی قلعہ مین رسد جمع کرنا اور مورچہ بندی مضبوط کرنا و خندق درست کرنا شروع کر دی تاکہ دشمن کا محاصرہ ہونے پر سب درستی رہے اور باطمینان مقابلہ ہو سکے فوج جو قلعہ سے نکالدی گئی تھی زیادہ مدد لیکر واپس آئی تین ہزار سپاہ شہر کے باہر خیمہ زن ہوئی۔ کلایو نے شب کی خاموشی مین قلعہ سے نکلکر ناگہانی دشمن پر حملہ کیا۔ بہت آدمی کھیت رہے اور باقی درہم برہم ہو کر بھاگ گئے۔ کلایو بلا ایک سپاہی کے نقصان کے قلعہ مین واپس چلا آیا۔

ان واقعات کی خبر خود چندا صاحب کو پہونچی جو اپنے فرنچ مددگارون کو ہمراہ لیے ہوے ترچناپولی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اسنے فی الفور اپنے لشکر سے

چار ہزار سپاہ ارکاٹ کو روانہ کی۔ انکے ساتھ وہ بھی سب لگئی جنکو کلا بوتے شب کو حملہ کرکے پراگندہ کردیا تھا۔ ان مین ولوندنے دو ہزار سپاہ اور آکر ملگئی۔ اور پنڈوچیری سے ۱۵۰ فرنچ سپاہ ڈپلیو لے روانہ کردی۔ یہ فوج امدادی سب سے بہتر تھی۔ یہ کل فوج جو شمار مین دس ہزار تھی چندا صاحب کے پسر راجہ صاحب کے زیر کمان ارکاٹ کو روانہ ہوئی۔

راجہ صاحب فوراً ارکاٹ پر محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ قلعہ نہایت بودہ و مسمار تھا بالکل اس لائق نہ تھا کہ اسمین رہکر کامیابی دشمن سے مقابلہ ہوسکے۔ دیوارین شکست و خندق خشک و بیسی مورچے اسقدر جنگ تھے کہ توپین نہین چڑھ سکتی تھین۔ اور نہ قلعہ بندی ایسے درست تھی کہ سپاہیونکی حفاظت ہوسکے۔ فوج قلعہ کا شمار بیماری و زخمون کے باعث اور بھی زیادہ کم کم ہوگیا تھا اسمین ۱۲۰ گورے اور ۲۰۰ دیسی سپاہی کام کرنے کے لائق رہگئے تھے۔ افسر بھی چار باقی رہے تھے۔ رسد بھی کچھ زیادہ نہ رہی تھی اور بھی زیادہ مشکل یہ نظر آتی تھی کہ یہ قلیل فوج ایک ۲۵ سالہ نوجوان کپتان کے زیر کمان تھی جسکو صرف حساب کتاب کرنے کے سوا اور کوئی تعلیم نہ ملی تھی۔

۵۰ روز تک محاصرہ جاری رہا۔ اس اثنا مین اس نوجوان کپتان نے نہایت شجاعت و مضبوطی و مستعدی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ گویا وہ کوئی پرانا جنگ آزمودہ یورپین کمانڈر تھا۔ اب سامان رسد کم ہونے لگا۔ ایسی صورت مین اکثر ہوتا ہے کہ سپاہ سرکشی و نافرمانی کرنے پر مستعد ہوجاتی ہے۔ یہ خطرہ اور بھی زیادہ ہوجاتا ہے جب سپاہ مختلف زبان و طور و طریق و مذہب و قومیت کی

ہوتی ہے۔ گر اس قلیل گروہ کی اطاعت و فرمان برداری قیصر کی فوج دہم
و نپولین کی قدیم سپاہ سے بھی برتر تھی۔ کلایو کے پاس سپاہی آئے کچھ
یہ شکایت کرنے کو کہ سامان خوردنی کم ہے بلکہ یہ عرض کرنے کو کہ کل غلہ یورپین
سپاہ کو دیدیا جاوے۔ جنکو باشندگان ایشیا کی بہ نسبت زیادہ غذا کی
ضرورت ہوتی ہے۔ ہم صرف چاول کا مانڈ کھا کر گذر کر لینگے۔ تمام دنیا کی
تواریخ مین ایسی سچی وفاداری و اطاعت کی دوسری تمثیل مشکل سے نکلیگی۔
گورنمنٹ مدراس نے مدد پہونچانے کا قصد کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔
لیکن ایک دوسری سمت سے امداد کی امید پیدا ہو گئی۔ چھ ہزار مرہٹون کا
ایک گروہ جو نصف سپاہ و نصف رہزن تھی صاحبزادہ کے زیر کمان محمد علی کو
مدد دینے کے لیے کچھ معاوضہ پر راضی ہو گیا۔ مگر فرنچ سپاہ کی قوت کو
زبردست اور چندہ صاحب کی فتح ہونے کو بلاشبہ سمجھکر وے کرناٹک
کی سرحد پر خاموش پڑے رہے۔ مگر جب انھون نے ارکاٹ مین چند
انگریزی سپاہ کی شجاعت و جوانمردی کی شہرت سنی تو غفلت سے بیدار ہو گئے
صاحبزادہ نے یہ خبر سنکر خود کہا مجھے ہرگز یقین نہ تھا کہ انگریز لوگ
جنگ کرنا جانتے ہین۔ مگر چونکہ اب مجھے معلوم ہوا کہ انھون نے اپنی حفاظت
و مدد کرنے کی ہمت ہے۔ لہذا مین بھی اب انکی مدد کرونگا۔ راجہ صاحب کو
دریافت ہوا کہ مرہٹے اب اس سمت کو روانہ ہوے۔ اس باعث ضرور ہوا
کہ از راہ دوراندیشی کچھ مناسب بندوبست کر لینا چاہیے۔ اسنے اول عہد و
پیمان کرنے کی کوشش کی۔ اسنے کلایو کو زر کثیر رشوت مین دینے کے لئے

کہلا بھیجا مگر اسنے نہایت حقارت کے ساتھ اُسکو نامنظور کیا۔ راجہ صاحب نے قسم کھائی کہ اگر میری تجاویز تسلیم نہ ہونگی تو مین فی الفور قلعہ پر حملہ کرکے ہر کس کو جو اُسکے اندر ہے تہ تیغ کر ڈالونگا۔ کلایو نے اپنے معمولی زعم و تکبر سے جواب مین کہلا بھیجا کہ تمھارا باپ غاصب و دست دراز ہے تمھاری فوج محض بے ترتیب ہجوم ہے۔ تمھین انگریزی سپاہ سے قبل ایسی بزدلی دکھلانیکی کا پیغام بھیجنے کے اول غور کرلینا چاہیے تھا۔

راجہ صاحب نے اب قلعہ پر ضرور حملہ کرنے کا قصد کیا۔

وہ روز جنگی مہم و عزم کے لیے نہایت موزون تھا جو محمدی لوگون کا یاد دن تھا۔ وہ روز حضرت علیؓ کے پسر جناب امام حسین کی شہادت کا یادگار ہے کل تاریخ اسلام مین اس سے زیادہ دردانگیز و ترسناک ماجرا واقع نہین ہوا اس پر غم واقعہ کا اختصار یہ ہے۔ کہ جب سردار فرقہ فاطمہ کی وفادار سپاہ جنگ کرتے کرتے کھیت رہی۔ تب آپ نے اخیر مین ایک گھونٹ پانی پیا نماز پڑھی ذرا عرصہ مین جام شہادت نوش فرمایا۔ ملعون قاتلون نے آپ کا سر دھڑ سے اُتار کر ظالم کے روبرو لیگئے۔ جسے بے جان لبون پر عصا مارے۔ اُن مبارک لبون پر جنکو اکثر ضعیف لوگون نے رسول اللہ کو چومتے دیکھا تھا۔ اگرچہ اس دردو حسرت ناک ماجرے کو گذرے ہوے بارہ سو سال ہوگئے۔ مگر تاہم جب دیندار محمدیون کو اُسکی یاد آتی ہے نہایت غم و رنج کرتے ہین۔ وہ اس وحشت ناک واقعہ کی یادگار مے روز اکثر اشتدید جوش غم ظاہر کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ بعض کی روح قلب

نکلجاتی ہے۔ انکا عقیدہ ہے کہ جو شخص اس روز کافرون سے جنگ کرتا ہوا شہید ہوتا ہے۔ اسکی تمام زندگی کے گناہ بخشے جاتے ہین۔ اور بہشت مین حورین نصیب ہوتی ہین۔ چنانچہ اُس مبارک دنکا موقع پاکر راجہ صاحب نے ارکاٹ پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ مذہبی جوش و خروش کو اضافہ کرنے کی غرض سے اشیاء منشی کا استعمال کیا گیا۔ + چنانچہ سپاہ محاصرہ پر غضب ہو قلعہ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھی۔

کلایو کو اس تجویز کی خبر پوشیدہ نہو پہنچ گئی تھی۔ لہذا اُسنے اپنا سب سامان درست کر لیا تھا شب بھر سب درستی کرتا رہا صبح ہونے کے قریب جب ماندہ ہو کر ذرہ لیٹا تھا کہ یکایک حملہ کا شور و غل شروع ہوا وہ فوراً بیدار ہو کر اپنی جگہ پر موجود ہوا۔ دشمن زبردست ہاتھیون کو جنکی پیشانی آہنی توؤن سے مسلح تھی آگے کیے ہوئے قلعہ کی طرف بڑھا۔ یہ پوری امید کی گئی تھی کہ یہ زندہ دیو مکرون سے دروازہ کو چور چور کر دینگے مگر جبکہ ان عظیم الشان جانورون پر انگریزی سپاہ کی گولیون کی بارھ کی بوچھار ہوئی۔ وے وحشت ناک ہو کر اُسی انبوہ کو پامال کرتے ہوئے پیچھے بھاگے جو اُنکو آگے کی طرف بڑھائے چلے آتے تھے۔ خندق کے اُس حصہ مین جہان پانی تھا ایک پٹا خا چھوڑا گیا۔ کلایو نے دیکھا کہ وہان ہمارے گولہ انداز اپنے کام کو بخوبی نہین سمجھتے۔ خود انتظام اپنے ہاتھ مین

+. مصنف کا یہ بیان محض لغو ہے۔ دیندار محمدی منشی اشیاء کو حرام سمجھتے ہین اسے اپنے ہمقوم لوگون کے اجلال و شہرت بہادری کو زیادہ کرنے کی غرض سے ایسا لکھا ہے۔ مترجم۔

لے لیا۔ اور توپین چلا کر ایک آن مین کل بیڑے کو صاف کر ڈالا جسطرف خندق خشک تھی اسطرف دشمن کی سپاہ نہایت دلیری سے قلعہ کی دیوارون پر چڑھی۔ مگر اسقدر تیزی و درستی و نشانہ کے ساتھ اُنپر گولہ سر کیے گئے کہ بڑے بڑے بہادرون کی ہمت پست ہوگئی پیچھے کی صف آگے کی صف کو برابر گولیان بھر کر بندوقین دیتی جاتی تھین جو غنیم کی فوج مین ہیبت ناک غارت گری پھیلاتی تھی۔ یہ زور شور کے ملے سارکر دشمن کھائی سے پیچھے ہٹ گیا۔

یہ کش مکش ایک گھنٹہ رہی۔ حملہ آور فوج مین سے چار سو آدمی کام آئے قلعہ کی فوج مین سے صرف پانچ و چھ آدمی کھیت رہے۔ وے شب بھر نہایت فکر مین رہے کہ مبادا دشمن دوبارہ حملہ کرے۔ مگر جب صبح ہوئی تو تمام میدان خالی نظر آیا۔ ایک بھی دشمن کا سپاہی کہین نہ رہا۔ وہ بہت سامان جنگ اور کئی توپین چھوڑ کر کے بھاگ گئے۔

جب قلعہ سینٹ جورج مین اس فتح عظیم کی خبر پہونچی تو نہایت خوشی منائی گئی۔ کلایو ایک نہایت لائق سردار سمجھا گیا۔ اور سب کو یقین ہوگیا کہ وہ نہایت اہم کام کو انجام دے سکیگا۔ فوراً دو سو گورے و سات سو تلنگے اُسکی مدد کے لیے روانہ کیے گئے۔ اُن سب کو لیکر آپ اُسنے دشمن پر چڑھنے کا عزم کیا۔ اُسنے قلعہ تمری کو فتح کر کے مرادی راؤ کی فوج کو اپنے ساتھ کر لیا۔ اور بہ تیزی کوچ کیا تاکہ راجہ صاحب پر جو پانچ ہزار دیسی اور تین سو فرانسیسی سپاہ ساتھ لیے ہوے تھا حملہ کر کے شکست دے۔ کلایو نے

پیچھا کرکے فی الفور جنگ شروع کردی۔ دونون طرف سے خوب بہادری ظاہر ہوئی۔ مگر آخرش کو کلایو کو کامل فتح حاصل ہوئی راجہ صاحب کا کل سامان جنگ فتحیاب کے ہاتھ لگا۔ دشمن کی فوج کی چھ سو سپاہ کلایو کے پناہ مین چلی آئی اور کمپنی کی ملازمت مین رکھ لی گئی۔ کنجوٹ نام بلا جنگ کے ہاتھ مین آگیا۔ حاکم ارنی نے چندہ صاحب کو ترک کرکے محمد علی کو نواب کرناٹک تسلیم کیا۔

اگر کل انصرام جنگ کلایو کے حوالہ رہتا تو اغلب تھا کہ سب معاملہ کفایت سے جلد طے ہو جاتا۔ مگر سوائے وٹسن کے جہان وہ خود موجود ہوتا۔ اور سب جگہ انگریزی افسرون کی بزدلی و ناقابلیت کے باعث جو انکے ہر کام مین نمایان ہوتی۔ جنگ زیادہ عرصہ تک بڑھتی گئی۔ مرہٹے باہم کانا پوسی کرتے کہ کلایو سپاہی اُن انگریزون سے بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے۔ جو اور اور جگہ دکھائی پڑتے ہین۔ اُنکی کاہلی و سستی کا انجام یہ ہوا کہ قلیل عرصہ کے بعد راجہ صاحب ایک فوج کثیر کو لیکر جسمین چار سو فرانسیسی سپاہ بھی تھی قلعہ سینٹ جوڈج کے نیچے تک چلا آیا اور انگریزون کے باغ و بنگلے غارت کر ڈالے۔ مگر کلایو نے پھر اسکا مقابلہ کرکے شکست دی۔ اس جنگ مین ایک سو فرانسیسی سپاہی قید کر لیے گئے یا قتل ہوئے۔ یہ نقصان ایکہزار دیسی سپاہ کے بہ نسبت زیادہ خیال کیا گیا۔

ظفریاب فوج جنگ میدان سے قلعہ سنٹ ڈیوڈ کی طرف روانہ ہوئے راہ مین ڈپلیو فتح آباد بستی و ستون فتح ملا جسکو اپنی فتح کی یادگار قائم رکھنے کے لیے

ڈپلیو نے تعمیر کرایا تھا۔ کلایو نے حکم دے دیا کہ وہ مینار و آبادی دونون نیست
و نابود کر دیجاوین ۔ ہم یقین کرتے ہین کہ اُسنے اس غارتگری کے کام کو ذاتی
یا قومی نفرت سے نہین کیا بلکہ پہین مصلحت وقت کے لحاظ سے کیا۔ اس آبادی
و مینار کا تمائی سے نام و کتبہ ایک حکمت و فطرت تھی جسکے ذریعہ سے ڈپلیو
نے عام ہندوستانیون کے دلون پر اپنا اور اپنی قوم کا رعب و داب
جمایا تھا۔ کلایو نے مناسب سمجھا کہ مین بھی عام پر روشن کردون کہ ہماری
قوم فرانسیسیون سے کسی امر مین کمتر نہین ہے۔ اور نہ وہ اس سے ذرا خوف
کھاتی ہے۔ دیسیون کو خود غرض لوگون نے یقین کرا دیا تھا۔ کہ یورپ مین
فرانسیسی سب سے زیادہ طاقتور و زبردست ملک ہے قوم انگریز اُسکی
ہمسری کا دعوی نہین کر سکتی۔ اس دھوکہ و فریب کو دور کرنے کے لیے
فرانسیسون کی فتح کی یادگار غارت کر ڈالنے کی بہ نسبت دوسری کوئی بہتر
تدبیر نہین ہو سکتی تھی۔

ان واقعات سے پر ہمت ہو کر گورنمنٹ مدراس نے فوج قلعہ
ترچناپولی کے امداد کے لیے ایک مضبوط فوج کو کلایو کے زیر کمان روانہ
کرنے کا عزم کیا۔ مگر اسوقت میجر لورنس انگلینڈ سے واپس آیا اور کل فوج
انگلشیہ کے اول کمان پر مقرر ہوا۔ ہرگز امید نہ تھی کہ کلایو جسے مدرسہ و
دفتر کوٹھی مین اسقدر شوخی و سرکشی ظاہر کی تھی ایسی عظیم الشان کار مہم طے کرنے
کے بعد بخوشی ماتحتی مین کام کرنے پر راضی ہو جائیگا۔ لیکن لورنس شروع مین
اسکے ساتھ نہایت شفقت و عنایت کے ساتھ پیش آتا تھا۔ کلایو کے بارے مین

یہ کہنا حق بجانب ہے کہ باوجود شوخ و متکبر ہونے کے وہ ہرگز ہرگز احسان فراموش نہ تھا۔ اسنے نہایت خندہ روئی سے اپنے قدیم مہربان دوست کی ماتحتی مین کام کرنا تسلیم کرلیا۔ اور ایسی گرمجوشی سے ماتحتی مین کام کیا۔ جیسے اول کیا تھا۔ لودنس اسکی مدد کا بخوبی قدرشناس تھا۔ اگرچہ خود کوئی بڑا زبردست حاقل نہ تھا۔ تاہم مردم شناس تھا۔ اگرچہ اسنے فن جنگ وصنعت آرائی کی باضابطہ تعلیم پائی اور ہمیشہ جنگ کو بدت الایام سے کرتا اور دیگر دست اندازون کو بنظرت دیکھتا تھا تاہم وہ کلایو کو عام قاعدہ سے مستثنیٰ سمجھتا تھا۔ اُسنے ایک مرتبہ تحریر کیا "بعض لوگ کپتان کلایو کو خوش قسمت و اقبال مند سمجھتے ہین۔ مگر مین اس شریف کو بخوبی جانتا ہون کہ جو کچھ واقع ہوا ہے اسکی عالی لیاقت کی بدولت ہوا ہے۔ وہ زبردست ہمت و پوری مستعدی و تند مزاج کا انسان ہی۔ خطرہ عظیم پیش آنے پر بھی نہین گھبراتا۔ وہ پیدائش سے ہی سپاہی ہے۔ بلا کسی قسم کی تربیت جنگی و تجربہ کے اسنے اپنی عالی سمجھ و امتیاز سے ایک کامل تجربہ کار افسر و بہادر سپاہی کے مثل فوج کی رہنمائی کی اور ایسی دوراندیشی ظاہر کی کہ جسکی بدولت کامل کامیابی حاصل ہوئی"۔

فرانسیسیون مین کوئی ایسا سپہ سالار نہ تھا جو ان دونون دوستون کے مقابلہ کرنے لائق ہوتا۔ اگرچہ ڈپلیو کسی یوروپین سے کاروبار فطرت مین کمتر نہ تھا۔ مگر میدان جنگ مین فوج کی رہنمائی کرنے مین

بخوبی لائق نہ تھا۔ اسکو سپاہی ہونے کی تربیت حاصل نہ تھی۔ اور نہ اسکو سپاہی ہونے کی رغبت تھی۔ اسکے دشمنون نے اُسکو بزدل کہا۔ وہ گولی کی پہونچ سے باہر رہتا۔ کیونکہ اسکا قول تھا کہ خاموشی و امن میری ذہانت سے مناسبت رکھتی ہین۔ توپ و گولون کے شور و غل کے درمیان مین غور نہین کرسکتا۔ لہذا اُسکو اپنی جنگی تجویزون کو انجام دینے کا کام دوسرون کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ اُسکو اکثر نہایت گلہ گزاری رہتی۔ کہ میری مرضی مطابق کارروائی نہین ہوتی۔ تاہم اُسکو ایک نہایت لائق افسر بنام بوسی سے مدد ملی۔ مگر وہ نظام کے ہمراہ جانب شمال روانہ ہوگیا تھا اور اس بادشاہ کے دربار مین اپنے ذاتی و ملک کے فائدے کی فکر مین تھا۔ ان افسرون مین جو ڈپلیو کے ساتھ رہ گئے تھے ایک بھی لائق نہ تھا۔ اکثر اُن مین نادان نوآموز کم سن لڑکے تھے جنکی ناواقفیت و بیوقوفی پر عام سپاہی قہقہہ اُڑایا کرتے تھے۔

اب انگریزون کی چہار طرف فتح ہونی شروع ہوئی۔ ترچناپولی کے محاصران خود گھیر لئے گئے۔ اور مجبوراً قول و قرار کرکے دشمن کے حوالہ ہوئے۔ چندا صاحب مرہٹون کے ہاتھ پڑگیا۔ اور غالباً محمد علی کے ورغلانے سے قتل کرڈالا گیا۔ تاہم ڈپلیو کی ہمت پست نہین ہوئی تھی وہ بڑا منصوبہ باز تھا یورپ سے اسکے مالکان نے امداد روانہ کرنے سے انکار کردیا۔ انھون نے اسکی پولیسی و تدابیر کو ناقص و بیہودہ قرار دیا و مدد زر دینے سے قطعی گریز کیا۔ فوج بھی جو روانہ کی وہ بھی

ایسے لوگون کی بھرتی تھی جسکو جہازون و کوچون کا فضلہ کہا جاوے تو بجا ہے۔ تاہم ڈپلیو نے ہمت نہ ہاری۔ اسنے رشوتین دین و ساز شین کین اور اپنی ذاتی دولت کو صرف کیا۔ دہلی سے سندین حاصل کین اور چہار طرف گورنمنٹ مدراس کے دشمن پیدا کرادیے۔ جہانتک کہ خود کمپنی کے مددگار و دوستون کو اپنی طرف ملالیا۔ مگر یہ سب عبث تھا۔ انگریزون کی قوت و اختیار رفتہ رفتہ روز بروز ترقی اور فرانسیسون کا تنزلی کرتا گیا۔ ہندوستان مین کلایو ہمیشہ مریض بنا رہتا۔ اب اسوقت اسکی صحت مین اسقدر خلل تھا کہ اسنے انگلینڈ واپس جانے کا قصد کیا۔ مگر قبل روانہ ہونے کے اسنے ایک نہایت اہم کار کو انجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ اور معمولی قوت و مستعدی کے ساتھ اُسکو ختم کیا۔ قلعہ کولونگ و جنگلپٹ فرنچ فوج کے قبضہ مین تھے یہ مشورہ ہوا کہ اُنسے یہ چھین لیے جاوین۔ مگر اس مقصد کے لیے فوج موجودہ نہایت ابتر و خراب تھی بجز کلایو کے اور دوسرے کی جرات نہ تھی کہ اسکو لیکر ایسے دشوار کام کو انجام دینے کا قصد کرتا۔ اسمین نئی بھرتی کے ۵۰۰ دیسی سپاہ اور ۲۰۰ ایسے گورے تھے جنکو کمپنی نے لنڈن کی گلیون سے جمع کرکے ابھی ہندوستان کو روانہ کیا تھا۔ کلایو گو اُسوقت نہایت ناتوان و بیمار تھا۔ تاہم اُسنے اس بے ترتیب انبوہ سے ایک عمدہ تربیت یافتہ فوج بنانے کا ارادہ کیا۔ وہ اُسکو ہمراہ لیکر قلعہ کولونگ روانہ ہوا۔ قلعہ کے ایک گولے سے ان عجیب سپاہیون مین سے ایک مارا گیا تو فوراً سب منھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ نہایت دشواری و دقت سے کلایو نے

انکو جمع کیا اور روکا۔ ایک دوسرے موقع پر گولہ کی آواز سے سنتری ایسا خائف ہوگیا کہ اُن مین سے ایک کونے مین چھپا ہوا ملا۔ کلایو نے رفتہ رفتہ انکو خطرہ کا عادی بنا دیا۔ اور ہر وقت آپ خطرناک مقامات پر حاضر رہکر اُنکو شرم دلا دلاکر ہمت ور بنایا۔ آخرش کو اُن بیوسے وبے ڈھنگ سپاہیون سے اسنے ایک درست فوج بنالی۔ قلعہ کولونگ فتح ہوا۔ کلایو کو خبر لگی کہ چنگلپٹ سے ایک بڑی فوج ایک قلعہ کو واپس لینے کے لیے آتی ہے۔ اسنے ایسی تدبیر کی کہ دشمن کو ظاہر نہ ہونے پاوے کہ قلعہ فتح ہوگیا اور اُنکے آنے مین تاخیر ہوئی۔ چنانچہ وہ اُنکی راہ مین اپنی سپاہ کو لیکر ایک مقام پر پوشیدہ ہوکر گھات مین بیٹھا۔ جونھین کہ دشمن کی فوج قریب پہونچی اسنے ایک باڑھ مین سو سپاہ کو گرا دیا۔ تین سو کو گرفتار کرلیا اور بھاگنے والون کا تعقب چنگلپٹ کے پھاٹک تک کرتا چلا آیا۔ وفی الفور اس قلعہ کا جو ہندوستان مین نہایت مضبوط مشہور ہے محاصرہ کرلیا۔ اور گولون سے ایک مقام پر دیوار مین شگاف کرڈالا۔ اور قریب تھا کہ حملہ بولکر اُسپر چڑھ جاوے۔ جبکہ فرنچ سردار نے ہتیار رکھدیے اور اپنے سپاہیون کو ہمراہ لیکر وجان کی امان پاکر چلا گیا۔

کلایو ظفریاب ہوکر مدراس واپس آیا۔ مگر اُسوقت اُسکی صحت جسمانی مین اسقدر زیادہ خلل تھا کہ ممکن نہ تھا کہ وہ اب ہندوستان مین زیادہ عرصہ ٹھہر سکے۔ اسلئے اب اس عالی ریاضی دان کی ہمشیرہ بنام میکیلامین سے جو بمبای بحری کے عہدہ پر ممتاز تھا شادی کرلی تھی۔ وہ حسین

وصاحب کمال تھی - اسکے خاوند کے خطوط سے ثابت ہو کہ اسکو اسکے ساتھ
کمال محبت تھی -

شادی ہوتے ہی کلایو دُلھن کو لیکر انگلینڈ روانہ ہوا - دس سال
قبل جب وہ ہندوستان مین روٹی کمانے آیا تھا - تب سے وہ اب
بالکل دوسرا ہی انسان ہوگیا تھا - اسکی اب صرف ۲۷ سال کی عمر تھی تاہم
اسکا ملک اسکو اول درجہ کا سپاہی سمجھ کر عزت و تعظیم کرتا تھا - کل یورپ مین
صلح تھی - تمام دنیا مین صرف کرناٹک ہی تھا جہان انگریز اور فرانسیسی
ایک دوسرے سے جنگ و جدال مین مشغول تھے - ڈپلیو کی عظیم الشان تدبیر
وحکمات کے باعث لنڈن مین نہایت تشویش و تردد پھیل گیا تھا - لیکن اب
جبکہ کلایو کے لاثانی ہمت کی بدولت یکایک سب برعکس ہوگیا - اور ہر جہاز
انگریزون کی فتح ہوئی تو نہایت شادمانی ہوئی - نوجوان کپتان کلایو
صاحبان ڈایرکٹر کی ضیافت مین جنرل کلایو سے فخر کے ساتھ پکارا گیا - اور
اسکی تندرستی نہایت اعلان و خوشی کے ساتھ سُنائی گئی - انگلینڈ واپس
آنے پر ہر جگہ اسکی قدر و منزلت و تعریف ہوئی - ایسٹ انڈیا کمپنی نے
نہایت گرمجوشی سے اُسکی حالی خدمت کا شکریہ ادا کیا - اور ایک خنجر ہیرون سے
مرصع بخشا - اسنے نہایت نازک خیالی سے شکرگزاری کی - اِس نذر کو قبول
کرنے سے انکار کیا - تاوقتیکہ ایسی ہی خاطرداری اُسکے دوست و کمانڈر یورنس
کی بھی کیجاوے -

یہ بآسانی خیال کیا جاسکتا ہے کہ کلایو کے خاندان والون نے

نہایت شفقت و مہربانی سے اسکا استقبال کیا۔ انکو اسکی فتوحات کا حال سُنکر نہایت مسرت حاصل ہوئی۔ مگر اُنکے قیاس مین ہرگز نہین آتا تھا کہ کس صورت سے اس شریر و کاہل لڑکے نے ایسے کار عظیم انجام دیے ہونگے اسکے والد کو اسکا بالکل یقین نہین ہوتا تھا۔ جب ارکاٹ کے محافظت و مقابلہ کی خبر انگلینڈ پہونچی تو یہ ضعیف نہایت خوش ہوکر کہنے لگا کہ میرے لڑکے مین کچھ لیاقت ہے۔ جب ایک فتح عظیم کے بعد دوسری کی خبر پہونچی۔ تو وہ اپنے پسر کی بہت تعریف و فخر کرنے لگا۔

کلایو کے رشتہ دارون کو اسکی واپسی پر خوش ہونے کی مناسب وجہ تھی۔ انعام مین بہت بڑی رقمین اُسکو عطا ہوئی تھین۔ چنانچہ وہ ایک معقول رقم وطن کو لایا۔ جسمین سے ایک حصہ کو اُسنے اپنے والد کے قرض کو ادا کرنے و موروثی جائداد کو فک رہن کرنے مین لگایا۔ اور باقی کو دو سال کے درمیان صرف کر دیا۔ وہ نہایت شان و حشمت کے ساتھ رہتا و نہایت بھڑکیلی پوشاک پہنتا۔ و گھوڑا سواری کا رکھتا۔ ان طریق فضول خرچی پر قناعت نہ کرکے اسنے پارلیمنٹ کی ممبری کے لیے منتخب ہونے کے لیے امیدواری کی جسمین کچھ بچا تھا۔ وہ بھی ٹھکانے لگ گیا۔ مگر تاہم اُسکو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

اسطور پارلیمنٹ مین داخل ہونے سے مایوس اور مصارف سے تنگ ہوکر اسنے پھر ہندوستان کی طرف نگاہ کی۔ کمپنی اور گورنمنٹ دونون کی نہایت آرزو تھی کہ وہ انکی ملازمت کو قبول کرے ——

کرناٹک مین ایک عہد پیمان مناسب حال انگلینڈ تحریر ہوا ڈپلیو
کی جگہ دوسرا شخص مقرر ہوکر آیا۔ چنانچہ وہ خستہ حال و آزردہ ہوکر
یورپ واپس آیا۔ جہان مذمت ولعن وطعن وحیلہ سازی نے جلد اسکا
کام تمام کیا وہ نہایت متردد ورنجیدہ خاطر رہنے کے باعث چند روز
تک مریض رہکر فوت ہوا۔ اب اکثر علامات نمایان نہین کہ جلد انگلینڈ
وفرانس کے درمیان جنگ ہوئے بغیر نہ رہیگی۔ لہذا یہ ضرور تھا کہ
ہندوستان مین کوئی لائق کمانڈر روانہ کیا جاوے ڈائرکٹران
کمپنی نے کلایو کو گورنر قلعہ سینٹ ڈیوڈ مقرر کیا۔ اور بادشاہ نے
اُسکو انگریزی فوج مین لفٹنٹ کرنل کا عہدہ بخشا۔ لہذا وہ ۱۷۵۵ء
مین دوبارہ ہندوستان کو روانہ ہوا۔

اول ہندوستان مین جہاز سے اُترتے ہی اسکو قلعہ گنجم کو فتح
کرنے کا کام سپرد ہوا۔ یہ مضبوط قلعہ سمندر کے ایک چٹانی راس پر
تین طرف پانی گھرا ہوا بنا ہوا ایک سمندری ڈاکو بنام انگریا کا مسکن تھا
جسکے جہاز خلیج عرب مین آمدرفت کرنے والون کے لیے آفت عظیم
برپا کرنے والے تھے سپہ سالار واٹسن نے جو مشرقی سمندر مین انگریزی
جہازی فوج کا سردار تھا۔ اسکے جہازون کو چلا دیا۔ جبکہ کلایو نے برّہ خشکی
اسکے قلعہ کو جاکر گھیر لیا۔ وہ جگہ آخر سش کو فتح ہوئی۔ اور ایک کرور پچاس
لاکھ روپیہ نقد فتحیابون کے ہاتھ لگا۔

اس کار عظیم کو طے کرنے کے بعد کلایو قلعہ فورٹ ڈیوڈ کو روانہ ہوا

اسکو وہان کا کام کرتے صرف تین ماہ گذرے تھے کہ ایک ایسے واقعہ کی خبر آئی کہ جسمین اُسکی ہمت و بہادری کمال کی کل قوت کا اظہار ہوا۔

ان کل صوبون مین جو خاندان تیموریہ کے زیر تخت تھے بنگال سب سے زیادہ مالدار و زرخیر تھا۔ ہندوستان کے کسی دیگر حصہ مین کاشتکاری و تجارت کے لیے ایسے عمدہ موقع نہین ہین جیسے یہین ہین۔ دریا گنگ جو یہان سیکڑون دھارہ ہوکر روان ہے ایک ایسا زرخیز میدان بنائے ہوئی ہے جو آب و ہوا گرم ہونے کے باعث اسقدر شاداب و سرسبز بنا رہتا ہے جیسا انگلینڈ مین ماہ اپریل کے درمیان گلزار بہار رہتی ہے۔ دھان کثرت سے ہوتا ہے ایسا دنیا کے کسی ملک مین نہین ہوتا۔ یہان شکر و مصالحہ و نباتی روغن نہایت افزونی کے ساتھ پیدا ہوتے ہین۔ دریاؤن مین خورش انسان کے لیے بے انتہا مچھلیان ملتی ہین۔ سمندر کے کنارے بنجر و ویران جزائر جہان لنبی گھاسون کے درمیان شیر و چیتے و ہرنون کے جھنڈ چرتے ہین آباد میدان کے باشندون کے لیے کثرت سے نمک مہیا کرتے ہین۔ وہ عالیشان دریا جو میدان کو زرخیزی بخشتا ہے مشرقی تجارت کی شاہراہ بھی ہے اسکے اور اُسکے خراج گزار دریاؤن کے کنارے پر ملک کے سب سے زیادہ دولتور بازار و پررونق و عظیم الشان دار الخلافت اور پاک زیارت گاہین واقع ہین۔ وہ انسان کے ظلم و ستم سے ہر زمانہ مین غارت ہوتا آیا ہے۔ مگر قدرت کی فیاضی سے ہمیشہ مالا مال رہتا ہے باوجود اسکے کہ مسلمان ظالم بادشاہ اسپر حکمران رہے۔ اور مرہٹے رہزنون سے

وقتاً فوقتاً اُسکو لوٹا اور برباد کیا لیکن ممالک مشرق مین نہایت زرخیز و دولتور صوبہ مباغ ہند مشہور تھا۔ وہ نہایت کثرت سے آباد ہے۔ دور و دراز کے صوبہ کے باشندون کے شکم اُسکی پیداوار غلہ سے بھرے جاتے۔ اور لنڈن و پیرس کی نازک بدن امیرزادیان یہان کے بُنے ہوئے کپڑون کا لباس پہننے مین فخر کرتی ہین۔ قوم جس سے یہ صوبہ آباد ہے پرعیش وخوشگوار آب و ہوا کی تاثیر و شغل امن کے عادی ہوتے کے باعث دیگر اقوام ایشیائی کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہین جو ایشیا سے یورپ کے مستعد و قوت ور باشندون کے ساتھ رکھتے ہین۔ کانسٹیبل لوگون مین صوبہ و لنشیا کے بارے مین ضرب المثل ہے کہ وہان زمین پانی اور مرد عورت ہین۔ بعینہ یہی حال گنگا کے اُس بڑے میدان کا ہے جو کام بنگالی کرتا ہے سستی و کاہلی سے کرتا ہے اسکو زیادہ تر وہی شغل پسند آتے ہین جسمین بہت محنت نہو۔ اور بیٹھا رہنا پڑے وہ جسمین مشقت و کوشش سے دور بھاگتا ہے۔ اگرچہ قصہ و تکرار مین نہایت چرب زبان اور جنگ حیلہ سازی مین نہایت ضدی و حجتی ہوتا ہے۔ مگر ذاتی مارپیٹ و جھگڑے مین کبھی شامل نہین ہوتا۔ آج تک کسی نے نہین سُنا کہ بنگالی سپاہی ہوتا ہے۔ ہمین یقین نہین ہے کہ کل کمپنی کی فوج مین ایک سو بنگالی ہونگے۔ تمام دنیا مین دوسری قوم بنی انسان شاید ایسی نہوگی جو اپنی عادت و خلقت سے دوسرے قوم کی تابعداری کے لیے لائق ہو۔

اکثر یورپ کی تجارتی کمپنیون کی کوٹھیان بنگال مین مدت سے قائم تھین فرانسیسونکا سمندر کے کنارے چندرنگور ہے جہان وے اب تک ہین اپنی کوٹھی قائم کئے ہوے تھے۔ آگے بڑھکر دریا کے کنارے چنسورہ مین ڈچ لوگ قبضہ کیے ہوے تھے سمندر کے نزدیک انگریزون نے قلعہ ولیم تعمیر کرالیا تھا۔ اسکے گرد ایک گرجا اور بہت گودام مال بنگلے تھے وسیع وخوبصورت مکانات دریا کے کنارے کنارے ایسٹ انڈیا کمپنی کے امیر گماشتون نے تعمیر کرالیے تھے۔

قرب مین ایک بڑا شہر رفتہ رفتہ آباد ہونے لگا۔ جہان اکثر امیر ہندو تجارن نے اپنی بود و باش قائم کرلی۔ مگر اسوقت اسمقام پر جہان چوسرنگی کے محل کھڑے ہین چند پھوس کے چھپرون کی جھوپڑیان تھین۔ جہان اب شام کو امیرون کی بیشمار بگھیان دوڑتی رہتی ہین وہان پر جنگل تھا جسمین دریائی پرند اور حیوانوں کا خطر رہتے تھے اس زمین کی مالگزاری مثل دیگر زمیندارون کے انگریز نواب کے خزانہ مین ادا کرتے تھے۔ انکو اپنی زمینداری کے اندر دیگر ویسی تعلقداروں کے مانند کسی قدر اختیارات حاصل تھے۔

یہ عظیم الشان صوبہ بنگال سمیت بہار و اڑیسہ کے مدت سے ایک نائب السلطنت کے زیر تحت تھا جسکو انگریز نواب یا خان کے نام سے کہتے اور جو مثل دیگر نائبان مغل بادشاہ کے خود مختار ہوگیا تھا۔ وہ ۱۷۵۲ء مین انتقال کرگیا۔ اسکی گدی پر اسکا پوتا سراج الدولہ بیٹھا۔ یہ صرف بیس سال کا نوجوان تھا۔ مشرقی خود مختار حاکم کل نبی انسان مین بدتر ہوتے ہین۔

اور یہ کمبخت لڑکا ان سب سے زیادہ بدتر تھا۔ اسکی سمجھ و عقل نہایت بودی و ناقص مزاج چڑچڑا و ترش تھا۔ اسکی تعلیم ایسی ہوئی تھی کہ جس سے زبردست عقل ہو تو بھی ماری پڑتی اور فیاض دل ہوتا تو بھی برعکس ہو جاتا۔ وہ نہایت بے سمجھ تھا کیونکہ کبھی کسی کی جرات نہین ہوئی کہ اس سے سمجھ کی بات کرے۔ اور دلیل کہ کے راہ راست پر چلائے۔ وہ نہایت خود غرض تھا کیونکہ کبھی اُسکو دوسرون کی نیک مزاجی پر منحصر ہونے کا موقع نہ ملا۔ شروع عمر کی بادشاہی و بدفعلی نے اسکے دماغ و جسم کو خستہ و ابتر کر دیا تھا۔ وہ بے انداز منشی اشیا کا استعمال کرتا جس سے اسکا دماغ اور بھی زیادہ پراگندہ رہتا وہ ہر وقت مثل دیوانہ کے بنا رہتا۔ اُسکے منتخب ہمنشین رذیل و کم ظرف و کمینہ خوشامدی لوگ تھے۔ جنہین بجز مسخرہ پن جھوٹی خوشامد کرنے اور دوسری صفت نہ تھی۔ کہتے ہین کہ وہ زرالت و ابتری کے اخیر درجہ تک پہونچ گیا۔ جبکہ اُسکو بے رحمتی و دردہ ذہنی و سفلگی دل بہلاؤ ہو گیا۔ نیکی کی کوئی نیک جزا و جرم کی کوئی سزا نہ رہی۔ شروع مین حیوانون و پرندون کی ایذا رسانی و اذیت کا اُسکو شوق تھا۔ جب بڑا ہوا تو ہمجنسو نکا درد و ایذا اُسکا دل بہلاؤ ہو گیا۔ بچپن سے سراج الدولہ کو انگریزون سے نفرت تھی۔ یہ اسکا ایک وہم تھا۔ کسی کی جرأت نہ تھی کہ اُسکو سمجھا کر خام خیالی کو دور کرتا۔ اسنے دل مین مبالغہ آمیز خیال کر لیے انکے لوٹنے سے زر کثیر ہاتھ آویگا۔ اسکا کمزور و نالائق دل یہ نہ سمجھ سکا کہ کلکتہ کی دولت اگرچہ اسکے خیال کرنے کی بہ نسبت زیادہ بھی ہوتی تاہم اس نقصان عظیم کا پورا معاوضہ نہین ادا کر سکتی۔ جو حرارت

جو وہان ہوتی رہتی تھی بند ہو جانے سے اسکے خزانہ کو ہوتا۔ قصہ و تکرار کے لیے جلد ایک حیلہ تلاش کر لیا گیا۔ انگریز لوگ فرانس سے جنگ شروع ہونے کے اندیشہ سے بلا نواب کی خاص اجازت حاصل کیے قلعہ کلکتہ کی درستی کرنے لگے ایک مالدار دیسی نے جسکو وہ لوٹنا چاہتا تھا کلکتہ مین آکر پناہ لی اور نواب کے حوالہ نہین کیا گیا۔ چنانچہ ان وجوہات کی بنا پر سراج الدولہ ایک بڑی فوج لیکر قلعہ ولیم پر چڑھ آیا۔

مدراس مین کمپنی کے ملازمان کو ڈپلیو کی دست درازیون نے مجبوراً مدبر اور سپاہی بنا دیا تھا۔ مگر کلکتہ مین رہنے والے انگریز ہنوز سوداگری بنے ہوے تھے۔ وہ اس خطرہ کو دیکھکر خوف زدہ و پریشان ہو گئے۔ گورنر جسنے کہ سراج الدولہ کی بے رحمیون کا حال سن رکھا تھا حد سے زیادہ گھبرا گیا اور فوراً ایک کشتی مین کود کر قریب کے جہاز مین پناہ گیر ہوا۔ جنگی افسر نے بھی دیکھا۔ کہ اس عمدہ مثال کی پیروی سے بہتر دوسری تدبیر نہین ہو سکتی۔ وہ حضرت بھی اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ذرا کمزور مقابلہ کرنے کے بعد قلعہ نواب کے حوالہ کر دیا گیا۔ جسقدر انگریز موجود تھے سب قید کر لیے گئے۔ نواب کوٹھی کے دالان مین بیشان و حشمت گدی لگا کر بیٹھا۔ اور حکم دیا کہ ان قیدیون مین جو سب سے عالی مرتبہ کا ہو حضور مین پیش کیا جاوے چنانچہ ھولول حاضر کیا گیا۔ نواب نے انگریزون کی گستاخی و نہایت قلیل خزانہ ہاتھ لگنے کی شکایت کی۔ مگر اُن سب کی جان بخشدینے کا وعدہ کیا۔ اور آرام کرنے کو چلا گیا۔

اب وہ جرم عظیم سرزد ہوا جو اشد شقاوت و بے رحمی و ہیبت ناک

مکافات وپاداش کے باعث جو بعدہ ہوا زمانہ مین مشہور وقابل یاد ہے
انگریز قیدی سپاہ گارڈ کے رحم پر چھوڑ دیئے گئے۔ اُنھون نے قصد کیا
کہ جیلخانہ مین جو خوفناک نام بلیک ہول (سیاہ کوٹھری) سے
کہا جاتا تھا انکو شب کو رکھین۔ یہ زندان ایسی گرم آب وہوا مین
صرف ایک یوروپین مجرم کے لیے تنگ وپر مصیبت تھا۔ وہ صرف
۲۴ مربع فٹ تھا۔ اور ہوا آنے کے لیے سوراخ نہایت چھوٹے تھے
یہ بے انتہا گرمی کا موسم تھا۔ بنگال کی شدت کی گرمی انگلیسنڈ
کے باشندگان کو بلند دالانون اور شبانہ روز پنکھون کے چلنے سے
بدشواری برداشت ہوتی تھی۔ کل قیدیون کا شمار ۱۴۶ تھا۔ جب انکو
کوٹھری مین داخل ہونے کے لیے حکم دیا گیا۔ تو انھون نے خیال
کیا کہ سپاہی ٹھٹھہ کرتے ہین۔ چونکہ نواب نے جان بخشی کا وعدہ
کر دیا تھا لہذا وے خوش تھے۔ ایسے تنگ مکان مین رکھے جانے
کے خیال کی بیہودگی پر ہنسے۔ مگر انکو جلد معلوم ہوگیا کہ یہ ہماری غلطی
ہے۔ وے سنگدل دراصل اسی نہایت تنگ زندان مین حبس کرنیکا
ارادہ کیے ہوے ہین۔ انھون نے منت وسماجت جد وکد
وگلہ گزاری کی۔ مگر اُن قصابون کا دل ذرا نہ پسیجا۔ انھون نے
دھمکایا کہ جو ذرا بھی عذر کروگے تو فوراً تہ تیغ کر ڈالے جاوگے۔
المختصر بدبخت قیدی برہنہ شمشیرون سے خوف دلاکر کال کوٹھری مین
بھر دیئے گئے۔ اور دروازہ بند کرکے قفل دیدیا گیا۔

تواریخ یا قصہ مین کوئی حال ایسا وحشت انگیز نہین ہے کہ
جیسا کہ اس قاتل شب کے بچے ہوون نے بیان کیا ہے۔ یہ ہیبت ناک
ماجرا اس سے بھی درد و رنج مین برتر ہے جو برف کے درمیان اوگولیونو
کو پیش آیا تھا۔ قیدی رحم کے لیے چلّائے و روئے۔ اُنھون نے
دروازہ توڑ ڈالنے کے لیے کوشش کی ھولول نے جسکے حواس ایسی
خوفناک مصیبت و خطرہ مین بھی خطا نہین ہوئے تھے۔ داروغۂ جیل کو
بہت کچھ رشوت دینے کے لیے کہا۔ مگر یہی جواب ملا کہ بلا نواب کے
حکم کے دروازہ نہین کُھل سکتا وہ سوتا ہے کسی کی جرأت نہین ہے
کہ اُسکو جگا دے۔ بیچارے قیدی مایوسی سے دیوانہ ہو گئے۔ ایک نے
دوسرے کو پایمال کیا۔ کھڑکی پاس ذرا ہو لینے کے لیے قیدی ایک ایک
قطرہ پانی کے لیے ترسے۔ وہ نہایت درد انگیز طور پر رحم کے لیے اپنے
قاتلون سے خواستگار ہوئے۔ منت کی کہ براہ کی کی ہمپر گولیان
چلا کر اس مصیبت کا خاتمہ کر دو۔ محافظان قید خانہ کھڑکی و کٹہرون کے
پاس مشعل روشن کر کے لائے۔ اور بدبخت قیدیون کی مجنونانہ کشاکش
و جانکندنی پر خوب کھلکھلا کر ہنسے۔ آخرش کو شور و غل و چھت پٹاہٹ
کی جگہ دھمکی سسکیان و دردناک دم لینے کی آواز سنائی دینے لگی
صبح ہوئی نواب بیدار ہوا اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ بمشکل سپاہیون
نے لاشون کو ایکطرف چُنکر جو شدت گرمی کے باعث سڑنی شروع ہو گئی
تھین زندون کو باہر گھسیٹ کر نکالا۔ ۲۳۔ ایسے جن مین تا ہنوز دم باقی تھا

قصّا بخانہ سے باہر لائے گئے۔ انکی صورتین ایسی ہیبت ناک ہوگئی تھین
کہ خود انکی مائین یا جورؤین نہ پہچان سکین۔ کہ وے دراصل انکی اولاد ہین
ایک گڑہا فوراً کھدوایا گیا۔ اور کل لاشین جو شمار مین ۱۲۳ تھین اسمین
ایک کے اوپر ایک ڈالکر دفن کردی گئین۔

اگرچہ یہ وحشت ناک واقعہ آج سو برس کے بعد بھی بلا سخت افسوس
ورنج کے نہین کہا جاتا ہے۔ مگر اس وحشی و بیدرد نواب کے دل مین اسکے
سبب سے ذرا ترس و افسوس نہ ہوا۔ اسنے قاتلون کو کوئی سزا نہین دی
اور نہ زندہ بچے ہوئے قیدیون پر کوئی رحم ظاہر کیا۔ انمین سے چند
جنسے کچھ روپیہ وصول ہونے کی امید نہ تھی فی الحقیقت رخصت کردیے
گئے۔ مگر وہ جنسے زر ملنے کی توقع تھی نہایت ملعون و کریہ بے دردی کے
ساتھ سلوک کیے گئے۔ ھولول جو خود چلنے لائق نہ رہگیا تھا۔ گھسیٹ کر
ظالم کے سامنے لایا گیا۔ جسنے اُسپر لعنت ملامت کی اور دھمکایا۔ اور چند
دیگر انگریزون کے ساتھ جنپر شبہ کیا گیا تھا کہ وہ خزانہ کمپنی کو جانتے ہین
اور ظاہر نہین کرتے بیڑیان پہنا کر دار الخلافت کو روانہ کردیا گیا۔ یہ سب
اگرچہ تا ہنوز اس قاتل شب کے درد و مصیبت مین مبتلا تھے تاہم ان پر
ذرا رحم نہین ہوا۔ انکو صرف چبینا و پانی دیا جاتا اور ٹوٹے چھپرون مین
رکھے جاتے تھے۔ آخرش کو نواب کی عورتون نے اُن مصیبت زدونپر
رحم کرکے بمشکل کہ سُنکر رہا کرایا۔ ایک انگریز کی عورت اس ذریعہ سے بچگئی
تھی کہ وہ مرشد آباد مین نواب کی حرم سرا مین رکھ لیگئی۔

اس اثنا مین سراج الدولہ نے دہلی کو اپنے برائے نام بادشاہ کو خطوط روانہ کیے جنمین نہایت شد و مد سے اپنی فتح کا ذکر کیا۔
اسنے قلعہ ولیم مین ایک فوج مقیم کردی۔ اور انگریزون کو قرب و جوار مین بود و باش کرنے سے ممانعت کردی۔ اور حکم دیا کہ ہمارے کار عظیم و فتح کے یادگار مین کلکتہ اب علی نگر کہا جاوے۔

ماہ اگست مین کلکتہ کے ہاتھ سے نکلجانے واس مصیبت عظیم کی خبر پہونچی جسکو سُنکر ہر کس و ناکس کو نہایت صدمہ و رنج و غصہ ہوا۔ کل کی یہی راے قرار پائی کہ فی الفور ان بے قصورون کے قتل کا انتقام لیا جاوے۔
اس وحشت ناک خبر کے پہونچنے کے ۴۸ گھنٹے کے درمیان دریا گلی پر کلایو کے زیر کمان فوج روانہ کرنے کا قصد ہوگیا۔ جہازی فوج ایڈمرل واٹسن کے زیر کمان کی گئی۔ ۹۰۰ گورے پیادہ و ۵۰ رسالہ اور ۱۵۰۰ دیسی سپاہی ایک ایسے بادشاہ سے انتقام لینے کے لیے روانہ ہوے۔ جسکی رعایا لویس پنجم دہم یا شہنشاہ سہ ماسہ سے زیادہ ہے۔ ماہ اکتوبر مین جہاز روانہ ہوے۔ مگر چونکہ ہوا مقابل ہمت کے تھی لہذا وہ ماہ دسمبر مین بنگال پہونچے۔

نواب بلا اندیشہ اپنے تئین مرشد آباد مین محفوظ سمجھے ہوے اوباشی مین پڑا ہوا تھا۔ وہ یہانتک غیر ملکون کے حالات سے ناواقف تھا۔ کہ اکثر کہا کرتا کہ کل یورپ مین دس ہزار مرد بھی نہ ہونگے۔ اسکے کبھی خواب و خیال مین بھی یہ ممکن نہین معلوم ہوا تھا کہ انگریز میرے ملک پر کبھی لشکر کشی کرنے کو

جرات کر سکینگے - لیکن اگرچہ اُسکو اُنکی جنگی قوت کا کچھ خوف نہ تھا مگر تاہم
انکی عدم موجودگی مین اسکو اپنا نقصان ہونا معلوم ہوا - آمدنی پر مٹ بہت کم
ہو گئی - وزرا نے اب اُسکو سمجھا لیا کہ بعض اوقات حاکم کو تجاران کی تجارتکو
محفوظ رکھنے مین بہ نسبت اسکے کہ دفینہ خزانہ ظاہر کرنے کے لیے اذیت
دینے کے زیادہ فائدہ ہوتا ہے اُسکی اب مرضی تھی کہ کمپنی پھر اُسکے ملک
مین تجارت کرے - مگر اسکو بعد کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک انگریزی فوج دریا
ھگلی مین آئی ہوئی ہے - اسنے فی الفور حکم دیا کہ کُل فوج مرشد آباد مین
جمع ہو کر کلکتہ روانہ ہو -

کلایو نے معمولی ستعدی و قوت کے ساتھ کارروائی کرنا شروع
کردی - اُسنے ولیم پر قبضہ کر لیا - قلعہ ولیم سے نواب کی فوج کو بھگا کر
کلکتہ پر دخل جما لیا اور ھگلی کو لوٹ لیا - نواب کو جسکی اول سے بھی انگریزون
کے ساتھ رعایت کرنے کی نیت تھی انکی ہمت و قوت کا یہ ثبوت پاکر اور بھی
زیادہ منظور ہوا کہ انکے ساتھ صلح رہے - چنانچہ اسنے حملہ آور فوج کے کمانڈر کو
پیغام کہلا بھیجا کہ ہم تمھاری سب کوٹھیون کو بحال کر دینگے - اور جو کچھ نقصان
ہوا ہے اسکا معاوضہ دینے کو راضی ہین -

کلایو کا پیشہ جنگ تھا - اسنے خیال کیا کہ اسطور سراجہ الدولہ سے تصفیہ
کرنے مین نہایت ذلت و بدنامی ہے - مگر اسکے اختیارات محدود تھے - کل انصرام
کاروبار کا اختیار ایک کمیٹی کو تھا جسمین خصوصاً وہی ملازمان کمپنی شامل تھے جو
کلکتہ سے مال بچا کر بھاگ گئے تھے - یہ لوگ نہایت آرزومند تھے کہ ہم اپنے

نقصانات کا معاوضہ پاکر اپنے اپنے عہدہ پر بحال ہوکر سابق دستور کام کرنے لگین - گورنمنٹ مدراس کو خبر معلوم ہوئی کہ یورپ مین جنگ شروع ہوگئی ہے لہذا اُسکو نہایت اندیشہ تھا کہ مبادا اس موقع پر فرانسیس لوگ مدراس پر حملہ آور ہون اس باعث پے در پے حکم آئے کہ بنگال کا معاملہ حتی الوسع بہت جلد طے کرکے فوج کو واپس روانہ کرو - علاوہ برین نواب کے وعدے نہایت فیاضانہ وحسب دلخواہ تھے اسکی فوج عظیم کے ساتھ جنگ کرنے مین فتح کا حاصل ہونا انسان کے نظر نہین آتا تھا - کلایو عہد و پیمان کر لینے پر راضی ہوگیا مگر اسنے اپنا نہایت افسوس ظاہر کیا کہ کل معاملہ اسطور ایسی عمدگی واجلال وخوبی کے ساتھ انجام نہوگا جیسی اول مین نے امید کی تھی -

اس کارروائی کے ساتھ کلایو کی زندگی کا دوسرا پہلو نمایان ہوا - ابتک وہ سپاہی تھا اور نہایت لیاقت وقوت ومستعدی کے ساتھ دیگر افسران کی تجاویز کو انجام دیتا تھا - مگر اب وہ مدبر ملک ہوا - اور اسکی جنگی کارروائیان اسکی ملکی بندشون وتدبیرون کے زیر تحت ہوین - اسمین ذرا کلام نہین کہ اس حیثیت مین جو کام اسنے کیے نہایت عالی لیاقت وکامیابی کے ساتھ انجام دیے - مگر اسمین بھی ذرا شبہ نہین کہ اسوقت جو کارروائی اسنے کی وہ ہمیشہ کے لیے اسکے نیک چلن مین داغ ہوے -

اس بارے مین ہمین سرجون ہلکم کے ساتھ اتفاق نہین ہے جو بجز عزت وراستی کے کلایو کے چلن مین دوسری بات نہین دیکھتا اور نہ ہم مل صاحب کا یہ قول واجب اور درست سمجھتے ہین کہ کلایو

اس قسم کا انسان تھا کہ جب دغا و فریب سے کام نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا تو بلا دریغ و افسوس اسکے کر ڈالنے مین تامل نہین کرتا تھا۔ وہ خلقتاً دغاباز و حیلہ ساز نہ تھا بلکہ غایت درجہ بہادر و سچا تھا۔ وہ ایک سال اپنے خانگی و سرکاری کاروبار مین راست باز رہتا۔ لیکن برعکس اسکے کل تنازعہ و قضیہ جس مین اُسکو شریک ہونا پڑا مدرسہ مین پڑھنے کے زمانہ سے لیکر پارلیمنٹ اور دفتر ہند مین نشست کرنے تک اگر اسمین کوئی عیب تھا تو یہی تھا کہ وہ بہت زیادہ فیاض دل و سچا تھا۔ صرف اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسنے مشرقی نظم و نسق کو ایک ایسا کھیل سمجھا جسمین کوئی حکمت عملی عیب نہین سمجھی جاتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ دیسی لوگون کے قواعد اخلاقی باشندگان انگلینڈ سے محض مختلف ہین۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مجھے ایسے لوگون سے سروکار پڑا ہے جو خیال عزت سے بالکل غیر مانوس ہین۔ وہ بلا تامل ایک وعدہ کر دیتے ہین اور بلا شرم اُسکو شکست کر ڈالتے ہین۔ اُنکو اپنی غرض پورا کرنے کے لیے رشوت دینے و جھوٹی قسم کھانے و حیل بنانے مین ذرا پس و پیش نہین ہوتا۔ کلائیو کے خطوط سے آشکارا ہے کہ یوروپین و دیسی لوگون کے اخلاق کا فرق اسکے ذہن نشین تھا۔ ہماری دانست مین اسکا یہ نتیجہ کر لینا محض غلط تھا کہ اگر ہم ایسی پابندیون سے مقید رہتے جن سے ہمارے مخالفین آزاد ہین۔ اور اگر ہم اپنا سراسر نقصان کر کے اپنے لوگون کے ساتھ اپنے قول و قرار پورا کرتے جو خود ہمارے ساتھ اپنے اپنے قول و قرار پورا نہین کرتے۔ جنمین اسکا فائدہ نہو تو ہم اُنپر کبھی حاوی نہ ہو سکتے

چنانچہ یہ شخص جو اپنے دیگر کاروبار مین ایک شریف و عزت دار انگریز
و سپاہی کے مثل برتاو کرتا رہتا۔ اب ہندوستانی فطرتی و دغاباز
لوگون کے ساتھ ملکر جھوٹ و فریب و جعل کے کام کرنے پر آمادہ ہوگیا۔
نواب و انگریزون کے درمیان معاملہ کرنے کے لیے دو اشخاص
متعین تھے ایک کمپنی کا ملازم واٹس صاحب اور دوسرا ایک بنگالی
بنام امی چند۔ یہ بنگالی کلکتہ کے دیسی سوداگرون مین سب سے
زیادہ تونگر و مالدار تھا۔ اور نواب کے وہان پورش کرنے پر اسکا
سب سے زیادہ نقصان ہوا تھا۔ وہ اپنے تجارتی کاروبار مین انگریزون
سے بخوبی واقف ہوگیا تھا۔ لہذا نواب اور انکے درمیان معاملہ
طے کرنے کے لیے وہ بخوبی لائق تھا۔ اسکا رعب داب اپنی قوم کے
لوگون مین بہت زیادہ تھا۔ وہ صاحب غور و ہمت و مستعد و ثابت قدم
مگر کمینہ خصلت و دغاباز و از حد طامع تھا۔
نواب نہایت تلون طبع و کجرو و بے ایمان تھا۔ اُسکا برتاو محض
ایک ایسے بیہودہ و چھچھورے لڑکے کے مانند تھا جسکا دل و دماغ
خود پسندی و ادباشی سے کمزور پڑ گیا ہو۔ وہ کبھی وعدہ کرتا کبھی
پس و پیش کرتا کبھی بالکل انکار کر جاتا۔ کبھی لیت و لعل کرتا۔ ایک مرتبہ
وہ نہایت دھمکی کے ساتھ کلکتہ تک فوج کو لے آیا۔ مگر جب کہ اسنے دیکھا
کہ انگریز بمستعدی مقابلہ کرنے کو تیار ہین تو خوف کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔
اور انگریزون سے انکی شرائط منظور کر کے صلح کرنے پر آمادہ ہوگیا۔

عہدنامہ تحریر ہوتے ہی اسنے انگریزون کے خلاف دیگر شارشین کرنا شروع کردین۔ اسنے چند دنگر مین فرانس حکام کے ساتھ انگریزون کے برخلاف بندشین باندھنا شروع کیا۔ بشی کو وکھن سے ھگلی مین طلب کیا کہ بنگال پہونچکر انگریزون کو نکال دے۔ یہ سب والسٹن اور کلایو پر بخوبی آشکارا ہوگیا۔ دونون خشکی و تری کی افواج انگریزی نے ایسی حکمتین کین کہ چہار طرف کامل فتح ہوتی گئی۔ قلعہ و فوج قلعہ و جنگی سامان انگریزون کے ہاتھ مین آگیا۔ قریب پانچ سو یورپین سپاہ انکی قید مین آگئی۔

نواب کو انگریزون سے قلبی حقارت و نفرت و خوف اُسوقت سے تھا جبکہ وہ انکے ہمسر فرنچ لوگون سے اسکا مقابلہ کرانے لائق تھا۔ مگر اب فرنچ پست ہوگئے۔ لہذا اُسکو اُنسے اور بھی زیادہ خوف و حقارت ہوگی۔ اسکا کمزور و ناتربیت یافتہ دل تکبر و بے امتیاز و خوشامد و کمینہ پن کے درمیان ٹھہراتا تھا۔ ایکروز اسنے ایک رقم کثیر بطور معاوضہ نقصان کے ایک حصہ کے کلکتہ روانہ کردیا دوسرے روز اسنے بسی سردار فرنچ کو چند جواہرات بطور نذرانہ بھیجکر التجا کی کہ فوراً بنگال مین آکر کلایو سے جو جنگ مین نہایت خونخوار ہے اسکی حفاظت کرو۔ خدا اس ملعون کو غارت کرے"۔ ایکمرتبہ اسنے اپنی فوجون کو انگریزون پر چڑھ جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اپنا حکم منسوخ کردیا۔ اسنے کلایو کے خطوط چاک کرکے پھینک دیے۔ و جواب نہایت خوشامدانہ رنگین عبارت مین لکھا۔ واٹس کو اپنے سامنے سے نکالدیا

اور سول دینے کی دھمکی دی۔ پھر اُسکو طلب کرکے اس ذلت کی معافی چاہی۔ اُسوقت اسکی کمبخت بدنظمی واتبری وبیوقوفی واوباشی وکمینگی لوگون کی صحبت سے رعایا مین ہر درجہ کے لوگ سپاہی وسوداگر وملازم سرکاری ومتکبر وذی حشمت مسلمان وبزدل ومطیع وچاپلوس وزر پرست بنگالی سب نواب سے متنفر رہتے تھے۔

نواب کے برخلاف ایک سازش کی گئی۔ حسین سرامے دربلبھ وزیر خزانہ ومیر جعفر سپہ سالار فوج وجگت سیٹھ ہندوستان کا سب سے تونگر ومالدار مہاجن شریک ہوئے۔ یہ سب راز انگریزون کے کارندہ پیر جو مرشد آباد مین موجود تھے ظاہر کردیا گیا۔ چنانچہ انکے ذریعہ سے کمیٹی کلکتہ وشرکا ومعاہدان کے درمیان معاملہ شروع ہوا۔

کمیٹی مین اس معاملہ پر نہایت پس وپیش وتشویش ہوئی۔ مگر کلایو کا اتفاق معاہدان کے ساتھ تھا۔ اُسکی قوت ومضبوطی دیکھکر سب نے رضامندی ظاہر کردی۔ لہذا یہ تصفیہ قرار پایا کہ کلایو۔ سراج الدولہ کو اوتار کر میر جعفر کو تخت نشین کرانے مین امداد کرے بعوض اُسکے میر جعفر نے کمپنی واسکے ملازمان کو خاطر خواہ معاوضہ نقصان اور انواج خشکی وتری وشرکاے کمیٹی کو معقول انعام عطا کرنے کا وعدہ کیا۔ سراج الدولہ کے مکر وبدیون سخت وظلم وستم جو انگریزون پر کیے گئے وتجارت کو اُسکے رہنے سے آیندہ ضرر عظیم پہونچنے کے اندیشہ کے لحاظ سے اسکو تخت سے اُتارنے کا تصفیہ مناسب تھا۔ مگر اس دغا وفریب کی

کوئی معقول وجہ نہین ہوسکتی جو کلایو نے کمینہ پن سے کیا۔ اسنے سلجہ الدولہ کو نہایت شفقت آمیز الفاظ مین خط لکھا جس سے وہ کمروز نالائق حاکم اپنے تئین کامل محفوظ سمجھ کر مطمئن ہوگیا۔ وہ قاصد جو نواب کے نام یہ تسلی بخش خط لیکر چلا واٹس کے نام ایک دوسرا خط بھی لیچلا جسکا مضمون یہ تھا "میر جعفر سے کہدو کہ ذرہ خوف نہ کھائے۔ مین ایسی پانچہزار زبردست وآزمودہ بہادر سپاہ لیکر اسکی مدد کے لیے آتا ہون جنھون نے کبھی پیٹھ نہین دکھائی۔ اُسکو بخوبی مطمئن کردو کہ مین رات دن چلکر اسکی مدد کو پہونچتا ہون۔ اور جب تک میرے پاس ایک بھی آدمی رہیگا اُسکی مدد سے دریغ نہ کرونگا"

یہ غیر ممکن تھا کہ ایک سازش جسمین اسقدر شاخین ہون زیادہ عرصہ تک پوشیدہ رہ سکے نواب کے کانون تک اسقدر پہونچ گیا کہ اسکو بخوبی شبہ پیدا ہوگیا۔ مگر وہین امین چند کی حسکتون وبات کی بناوٹ سے جو وہ نہایت مستعدی سے کہدیتا تو اُسکا شک دور ہوگیا۔ سب بندشین پوری ہوگئین۔ اور نواب خرخشہ واندیشہ نہین رہا۔

مگر اب کلایو کو معلوم ہوا کہ۔ امین چند دغا کیا چاہتا ہے۔ اس فطرتی بنگالی سے وعدہ کیا گیا تھا کہ تمھین نقصان جو کلکتہ مین ہوا تھا۔ معاوضہ دیا جاویگا۔ مگر اسنے یہ سمجھکر کہ ہم نے اس بارے مین بہت کارگزاری کی ہے بجھے زیادہ کچھ ملنا چاہیے

اسکو اسقدر وعدہ کی ہوئی رقم کے پانے کی امید پر قناعت نہ ہوئی۔
کل بندش کی چابی اسکے ہاتھ مین ہی۔ سراج الدولہ کے کان مین اسکے صرف
ایک لفظ پھونک دینے سے کل بنا ہوا کھیل ایک لمحہ مین بگڑ سکتا تھا۔ میر جعفر
و واٹسن اور کل دیگر شرکا سازش کی زندگی صرف اسکے رحم پر منحصر تھی۔ لہذا
اسنے قصد کیا کہ اس موقع پر سب کو دبا کر خاطر خواہ اپنے لیے شرائط منظور
کرالون۔ اسنے کہا کہ مجھے تیس لاکھ روپیہ ملنے کا وعدہ ہو ورنہ مین ابھی سب
راز کھولے دیتا ہون۔ کمیٹی اس دغابازی پر نہایت غضبناک ہوئی۔ اور
خطرۂ عظیم سے جو اسطور راز کھل جانے پر نازل ہونے کا اندیشہ تھا نہایت
خائف ہوئی۔ کسی کی عقل مین نہین آیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ مگر کلائیو
امیں چند سے فطرت و فریب مین کچھ کم نہ تھا۔ اسکا قول ہے کہ وہ بنگالی
نہایت بد ذات فریبی تھا۔ جو حکمت اسکے دغابازی و فریب کو روکنے
کے لیے کیجاتی واجب و درست ہوتی۔ لہذا اسوقت نہایت مناسب و
مصلحت یہی ہے کہ جو وہ طلب کرے دینے کا وعدہ کر دیا جاوے کل
کام طے ہو جانے کے بعد امیں چند ہی فابو ہو کر ہمارے اختیار مین ہو جاویگا
تب ہم صرف اس رشوت کو بھی دینے سے انکار نہ کرینگے بلکہ وہ معاوضہ
بھی نہ دیکر جو اورون نقصان کا دیا جائیگا۔ اسکے دغا کی سزا دینگے۔
اسکی رائے تسلیم ہوئی۔ لیکن کسطور پر وہ ہوشیار و دور اندیش
بنگالی فریب دیا جاوے۔ اسنے چاہا کہ ایک شرط میرے دعوی کے نسبت
میر جعفر و انگریزون کے درمیان کے عہد نامہ مین داخل کر دی جاوے۔

اور مین اُسکو خود دیکھ لون - کلایو نے فوراً ایک حکمت سوچی - دو نقلین عہدنامہ کی تیار کی گیئن ایک سفید کاغذ پر اور دوسری سرخ پر ایک اصل اور ایک غلط اول مین امین چند کا ذکر تک نہ لکھا گیا اور دوسری مین جو اسکو دکھائی گئی اسکے حسب دلخواہ شرط لکھ دی گئی -

اور ایک مشکل پیش آئی - ایڈمرل کو جعلی عہدنامہ پر دستخط کرنے پر اعتراض ہوا - امین چند ایسا چالاک و باریک مین تھا کہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس اعلیٰ افسر کے دستخط موجود نہ ہونگے تو وہ ضرور شبہ کر بھیجیگا - مگر کلایو اس قماش کا انسان نہ تھا جو کسی کام کو نصف کر کے ترک نہ کر دے - ہمین یہان لکھتے بھی شرم آتی ہے کہ اسنے واٹسن کے جعلی دستخط بنا دیئے -

اب سب معاملہ تیار ہو گیا - واٹسن خفیتاً مرشد آباد سے بھاگ آیا - کلایو نے فوجون کا کوچ شروع کر دیا - اور نواب کو اپنے اول خطوط کا محض مختلف وضع کے ساتھ لکھا - اسنے ان سب بدعتون کا ذکر کیا - جو انگریزون پر ہوئے اور کہا کہ ہم ان سب کا تصفیہ میر جعفر پر منحصر کرتے ہین - چونکہ بارش قریب ہے - لہذا مین خود جواب کے لیے حضور مین حاضر ہوتا ہون -

سراج الدولہ نے فوراً اپنی سب فوج کو جمع کیا اور انگریزون سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا - یہ تصفیہ ہو گیا تھا کہ جب مقابلہ ہو تو میر جعفر اپنی فوج کو علیحدہ ہو کر کے کلایو سے آکر ملجاوے - مگر جب کہ عین موقع آیا

کل معدان کو خوف زدہ دیکھکر اسکی ہمت پست ہوگئی اور حوصلہ نہ ہوا کہ کچھ کرے
کلایو۔ قاسم بازار تک چلا آیا۔ نواب زبردست فوج کو لیے چند میل
فاصلہ پر پلیسی مین پڑا ہوا تھا۔ میر جعفر نے اپنا وعدہ پورا کرنے مین
تاخیر کی اور جب نہایت آرزو کے ساتھ انگریزی سپہ سالار نے گلہ گزاری
کی تو مذبذب جواب دیدیے۔

کلایو نہایت دردناک و متفکر حالت مین تھا۔ اسکو معدلوگون کی
صداقت و ہمت پر ذرا بھروسہ نہ تھا۔ اگرچہ اسکو اپنی جنگی لیاقت اور فوج کی
عمدہ قواعد دانی و بہادری پر بہت کچھ اعتماد تھا۔ تاہم اپنی فوج سے شمار مین
بیس مرتبہ زیادہ فوج کے ساتھ بھڑ جانا کوئی ادنی بات نہ تھی۔ اسکے اور دشمن
کے درمیان بڑا دریا واقع تھا جسکو عبور کرکے چلے جانا تو آسان تھا لیکن
اگر شکست ہوتی تو کل انگریزی فوج مین سے ایک سپاہی کے بھی زندہ واپس
آنے کی امید نہین ہوسکتی تھی۔ اسموقع پر اسکی بہادر و بخوف طبیعت چند
گھنٹہ تک اس تابرابر جنگ کی ذمہ داری کو اپنے اوپر لینے سے ذرا پس و پیش
مین ہوئی۔ کل ایام ملازمت کمپنی مین صرف یہی ایک موقع ہوا جسمین وہ اپنی
بڑی ذمہ داری کو سر پر لینے مین خائف ہوا۔ اسنے مجلس جنگ منعقد کی۔
کثرت رائے یہی ہوئی کہ اسقدر عظیم الشان فوج سے یکایک بھڑ بھڑے ہونا
نادانی ہوگی۔ کلایو کو اُن سے اتفاق ہوا۔ اس واقعہ کے گذر جانے
بعد اسنے کہا کہ مین نے صرف ایک مرتبہ کونسل جنگ جمع کی۔ اگر مین اپنی رائے
تسلیم کرکے خاموش ہوجاتا۔ تو قوم انگریز بنگال کے کبھی حکمران نہ ہوتے۔

مگر مجلس برخاست ہوتے ہی پھر اسکے دل مین جوش شجاعت پیدا ہوا۔ وہ چند درختون کے سایہ مین تنہا جاکر بیٹھ گیا۔ اور ایک گھنٹہ تک کل نشیب و فراز معاملہ پر غور کرتا رہا۔ وہان سے وہ یہ قصد مصمم کرکے اُٹھا کہ گو کتنا ہی زیادہ ہولناک خطرہ ہو مین جنگ کرکے بلا قسمت آزمائی کیے نہ رہون گا۔ اور حکم دیدیا کہ سب کل صبح دریا عبور کرنے کے لئے تیار ہو جاوین۔

چنانچہ دوسرے روز کل انگریزی فوج دریا پار اُتر آئی۔ اور تمام دن کے کوچ کی محنت سے ماندہ ہو آفتاب غروب ہونے کے وقت دشمن سے ایک میل فاصلہ پر فوج ایک آنبہ کے باغ مین خیمہ زن ہوئی۔ کلایو کو شب بھر نیند نہین آئی۔ تمام رات اُسکو نواب کے عظیم الشان لشکر کے ڈھولون و جھانجون کی آواز سُنائی دیتی رہی۔ یہ کوئی جاے تعجب نہین ہے کہ جب اسکو خیال آجاتا کہ مین کسقدر بیشمار فوج سے مقابلہ کرنے کو ہون اور کیسے بڑے ملک مین فتح حاصل کرنے کے لیے جنگ کرنے کو آمادہ ہوا ہون تو اسکا دل ذرا سُست ہو جاتا۔

مگر سراج الدولہ کو اور بھی زیادہ بیچینی رہی۔ اسکا دل جو کمزور و تند تھا وحشت ناک خوفون سے پریشان تھا۔ چونکہ یہ معرکہ عظیم قریب واقع ہونے والا تھا۔ لہذا اُسکی روح قبض تھی۔ اسکو اپنے کسی سردار پر اعتماد نہ تھا۔ ہر شخص سے جو اُسکے پاس آتا اُسکو مارے جانے کا اندیشہ ہوتا۔ تنہا چھوڑ دیئے جانے سے اور زیادہ ڈرتا۔ وہ نہایت آزردہ و پژمردہ ہو کر خیمہ مین بیٹھا رہا۔ اسکی یہ حالت دیکھ کر کوئی یونانی

شاعر ہوتا تو ضرور کہتا کہ اُن بے قصورون کے ارواح جو بلک دعل
مین اخیر دم مین اسکو کوستی و بد دعائین دیتین میرے اسکو حیران و
پریشان کیے ہوے تھین۔

علی الصباح ہوے۔ اسی روز ہندوستان کی قسمت کا تصفیہ
ہونے کو تھا۔ آفتاب طلوع ہوتے ہوئے ہی نواب کی فوج کی سمت سے
اس باغ کی طرف کوچ کرنے لگی جہان انگریزی فوج خیمہ زن تھی۔ چالیس ہزار
پیادے پلٹنین جو تلوار و تیر و کمان و بندوقون سے مسلح تھین میدان بھر لیا
انکے ہمراہ پچاس بڑی توپین تھین جنکو بیل و ہاتھی کھینچتے۔ چند چھوٹی توپین
جو فرنچ مددگارون کے زیر تحت تھین۔ نہایت قتل و غارتگری پھیلانے والی
تھین۔ پندرہ ہزار سوار شمالی ہند کے باشندون مین سے تھے بنگال
کے زنانی و نامرد قوم مین سے نہ تھے کلایو کی مشاق نظر نے چانچ لیا
کہ یہ سوار و گھوڑے کرناٹک کی سپاہ و گھوڑون سے زیادہ قوی و مضبوط
تھین۔ اسکے پاس اس عظیم الشان فوج سے مقابلہ کرنے کے لیے صرف
... ۳ سپاہ تھی جسمین سب انگریز سردار تھے۔ اور جو انگریزی طریق پر
قواعد مین ترتیب پائے ہوئے تھی۔ انمین کل ایکہزار کے قریب گورے
تھے۔ اس چھوٹی فوج مین ۳۹ رجمنٹ کی بہادر سپاہ تھی۔ جنکے نشان پر
اکثر قابل فخر علامات اعزاز کے جو ولنگٹن کی زیر کمان ہونے کے ایام مین
اسپین و گسولی مین حاصل ہوئی تھین۔ اب یہ بھی لکھا ہوا ہے۔
ہندوستان مین سب سے اول قدم بڑھانے والے۔

جنگ توپون کے داغنے پر شروع ہوئی۔ جسمین نواب کی توپین کچھ بھی نقصان نہ کر سکین۔ مگر انگریزون کی چند چھوٹی توپون نے دشمن کی فوج مین بہت سپاہیون کو گرا دیا۔ سراج الدولہ کے کئی عالی افسر اول وار مین مارے گئے۔ فوج مین پریشانی و اضطرابی پھیل گئی۔ ہر لمحہ اسکا خوف زیادہ ہوتا گیا۔ ایک سردار نے جو انگریزون سے سازش کیئے ہوئے تھا۔ اُسکو مشورہ دیا گیا کہ اب فوج کو ہٹا لینا مناسب ہے۔ چونکہ وہ خود خوف سے لرز رہا تھا۔ لہذا اسکو نامعقول و دغابازی صلاح پسند آئی۔ اور اُسنے فوج کو پیچھے ہٹ آنے کا حکم دیدیا۔ پس یہ حکم اِسکی بربادی کا اصل سبب ہوا۔ کلایو نے فوراً یہ موقع پاکر اپنی فوج کو قدم بڑھانے کا حکم دیا۔ قواعد دان فوج کے بہادرانہ حملون کے سامنے بے ترتیب و پست ہمت انبوہ بھاگنے لگا۔ نواب کی کل فوج کے قدم میدان سے اُکھڑ گئے۔ فرنچ لوگون کی چند سپاہ البتہ مقابلہ کرنے کو جمی رہی۔ مگر بھاگنے والون کے شمار سے عاجز آکر انکو بھی ہٹ جانا پڑا۔ صرف ایک گھنٹہ کے عرصہ مین سراج الدولہ کی فوج ایسی پراگندہ ہو گئی کہ اُسکے پھر جمع ہونے کی کوئی امید باقی نہ رہگئی۔ شکستہ فوج مین سے صرف ۵۰۰ قتل ہوے۔ مگر اسکے لشکر کے کل خیمے و توپین اسباب و بیشمار گاڑیان سویلین فتحیابون کے ہاتھ لگے۔ صرف ۲۲ سپاہ کے قتل ۵۲ کے زخمی ہونے کے نقصان سے کلایو نے قریب ساٹھ ہزار سپاہ کی فوج کو پراگندہ کر دیا۔ اور ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کو

زیر تحت کرلیا جو وسعت و آبادی مین گریٹ برٹن سے زیادہ ہے۔
میر جعفر نے جنگ کے درمیان انگریزون کو ورامد نہین دی۔ مگر
جبکہ اسنے دیکھ لیا کہ قطعاً انگریزون کی فتح ہو چکی۔ اپنی فوج کو علحدہ کرلیا۔
اور انگریزون کو فتح کی تہنیت کہلا بھیجی۔ دوسرے روز صبح کو انگریزی لشکر
نہایت خائف ہوا کہ دیکھیے میرے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے
سیہ خوف جاتا رہا۔ جبکہ اسکی تعظیم کرنے کے لیے فوج سلامی اُتارنے کے
لیے کھڑی ہوئی۔ مگر جلد اُسکا خوف دور ہو گیا جب کہ کلایو آیا اور نہایت
خندہ روئی سے اُسکو بنگال و بہار و اُڑیسہ کا نواب کہکر مبارکباد دیا۔
و بغلگیر کیا۔ اور اُسکے عذر و معاذرت کو نہایت شفقت کے ساتھ سُنا اور
مشورہ دیا کہ اب بلا تاخیر مرشد آباد کو کوچ کرنا چاہیے۔
سراج الدولہ۔ تیز رفتار سانڈنی پر سوار ہو کر چوبیس گھنٹے کے
درمیان مرشد آباد پہونچا۔ وہان اسنے اپنے وزرا کو جمع کرکے مشورہ
طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ جو اُنمین نہایت تجربہ کار و دانشمند تھے
اُنھون صلاح کہ آپ اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کردین۔ ان سے بخز
تخت سے اُتارے جانے و حراست مین رہنے کے اور کوئی خطرہ نہین ہے
مگر اسنے اس صلاح دینے والون کو دغاباز و نمک حرام کہا۔ چند نے
کہا کہ ان سے دوبارہ مستعد ہو کر جنگ کرنا چاہیے۔ اسنے اس صلاح کو
تسلیم کیا۔ اور فوج کی درستی کے لیے فوراً حکم دیا۔ مگر اسمین اسقدر
جرأت تک نہ رہی کہ کسی مردانہ قصد پر ایک روز تک قوی رہتا۔

اسکو یہ خبر سُنکر کہ میر جعفر آگیا نہایت خوف ہوا۔ ایک غریب آدمی کا بھیس بناکر اور ہاتھ مین جواہرات کا ایک ڈبا لیکر وہ شب کو محل کی کھڑکی سے اوترکر صرف دو آدمیون کو ہمراہ لیکر دریا کی راہ پٹنے روانہ ہوا۔

چند روز بعد کلایو صرف دو سو گورہ و تین سو دیسی سپاہی ہمراہ لیکر مرشد آباد پہونچا۔ اسکے رہنے کے لیے ایک محل خالی کردیا گیا جسکے گرد اسقدر وسیع باغ تھا کہ اُسکی کل سپاہ وہان بفراغت و آرام مقیم ہوسکے۔ میر جعفر کو گدی نشینی کی رسم رسم فوراً ادا کی گئی۔ کلایو نے نواب کو خود گدی پر بٹھایا۔ اور مشرق کی قدیم رواج کے مطابق جواہرات کی نذر پیش کی اور حاضرین دربار کو مبارکباد دیا کہ آپ لوگ خوش قسمتی سے ایک سخت ظالم کے پنجہ سے اسطور رہا ہوئے۔ اس موقع پر اسکو ایک مترجم کی مدد سے بولنا پڑا یہ قابل لحاظ ہے کہ باوجود اسکے کہ اُسکو ہندوستان مین رہتے اسقدر عرصہ ہوگیا تھا۔ اور باشندگان کے حالات و دیسی حکام کی طرز حکومت سے اسقدر آگاہ تھا۔ اور اپنی سپاہ کو ایسی شفقت و محبت کے ساتھ عزیز تھا۔ مگر تاہم اسنے تاہنوز ہندوستان کی کوئی زبان بولنا نہین سیکھا تھا کہتے ہین کہ وہ دیسیون سے بولنے مین پوچھکر زبان کے چند الفاظ استعمال کرتا تھا۔ جسکو اسنے طفلی مین پیرزن سے سیکھا تھا۔

نواب سے اب کہا گیا کہ جو وعدے اسنے دوستون و مددگارون سے کیے تھے اُنکو پورا کرو۔ چنانچہ جگت سیٹھ کے مکان پر

جو ہندوستان مین سب سے زیادہ مالدار کوٹھی وال تھا ایک مجلس منعقد ہوئی تاکہ سب تصفیہ ہوجاوے۔ امین چند بھی وہان آیا جسکو یقین تھا کہ کلایو کی میرے اوپر نہایت شفقت ہی جو اسکے ساتھ آج تک ظاہر انہایت مہربانی کے ساتھ سلوک کرتا۔ اسکا یہ فریب بنگالیون سے بھی زیادہ تھا۔ سفید کاغذ پر کا عہدنامہ پڑھا گیا۔ کلایو نے کرافٹن کیطرف مخاطب ہوکر۔ جو کمپنی کا ایک ملازم تھا انگریزی مین کہا کہ اب امین چند پر اصل راز کھولدینا چاہیے۔ کرافٹن نے ہندوستانی مین کہا۔ امین چند سرخ کاغذ پر کا عہدنامہ تمھین سبز باغ دکھانے کے لیے تھا۔ تمھین کچھ نہ ملیگا۔ یہ سنکر امین چند غش کھاکر گر پڑا۔ وہ کچھ عرصہ بعد ہوش مین آیا۔ مگر اُسکا دماغ ابتر ہوگیا۔ اُسکے نوکر پالکی مین ڈالکر مکان پر لیگئے۔ کلایو کو اگرچہ دیسی لوگون کے ساتھ بے ایمانی کرنے مین ذرا تامل نہین ہوتا۔ تاہم وہ محض بے رحم نہین تھا۔ کہتے ہین کہ اسکو اُسکی حالت زار پر نہایت ترس آیا۔ چند روز بعد اسنے امین چند سے ملاقات کرکے مہربانی کے ساتھ گفتگو کی و مشورہ دیا کہ کہین تیرتھ جاترا کراؤ تاکہ تبدیل آب و ہوا سے طبیعت درست ہوجاوے۔ بلکہ باوجود اسقدر فریب و غا ہوجانے کے اسکو پھر ملازمت سرکاری مین داخل کرنے کے لیے ارادہ ہوگیا۔ مگر اس یکایک صدمہ عظیم ہونے کی رو سے وہ بدبخت بنگالی زر پرست پراگندہ دماغ و مجنون ہوتا گیا۔ وہ جو اول اپنی عقل کی تیزی و حاضر جوابی کی سادگی کے لیے مشہور تھا اب اپنی دولت کو تقویت و سہولیت کے ساتھ

صرف کرنے لگا۔ وہ اب نہایت زرق برق و امیرانہ پوشاک و بیش قیمت جواہرات پہنتا۔ اس صورت سے چند ماہ زندہ رہکر فوت ہو گیا۔

ہم کچھ ضرور نہ سمجھے کہ اس کارروائی کے نیک و بد ہونے کے بارے مین مفصل راے ظاہر کرین۔ اگر سرجون ملکم صاحب نے اسکے بیجا و درست ثابت کرنے کرنے مین اپنی کل دلائل صرف نہ کی ہوتین۔ وہ بلاشک افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مصلحت موقع کے لحاظ سے جعلی دستخط بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر اُسکی دانست مین انپر کوئی الزام عائد نہین ہو سکتا۔ جنھون نے فریبی کو فریب دیا۔ وہ خیال کرتا ہی کہ انگریزونپر فرض نہ تھا۔ کہ ایسے ایک شخص کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ برتاو کرتے جسے انکے ساتھ بے ایمانی کی۔ اگر وہ اس دغاباز بنگالی کے ساتھ اپنا قول و قرار پورا کرتا تو اُسکی کامیابی دیکھکر اکثر لوگون کو ایسے فریب کے کام کرنے کے حوصلے پیدا ہوتے۔ ہم اس معاملہ پر اخلاق کے سخت قواعد کے مطابق بحث نہ کرینگے۔ یہ محض فضول ہوگا۔ اگرچہ یہ معاملہ مصلحت آمیز ہی سمجھا جاوے۔ اور اسمین کسی راست دلیل سے کام نہ لیا جاوے۔ تاہم ہم اپنا یقین ظاہر کرتے ہین کہ کلایو کے سخت غلطی کی نہین سنگین جرم کیا۔ باوجود اسکے کہ ذاتی منفعت کو نقصان بھی پہونچتا۔ تاہم یہ اصول (کہ ایمانداری سب سے عمدہ مصلحت ہی) نہایت درست و مناسب ہے۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ ایک دو آدمی ایسے نکل آوین جو بے ایمانی و وعدہ خلافی سے قلیل عرصے کے لیے اقبال یاور ہو گئے ہون

اگر ایک ہم بھی ایسی سرکار و ریاست کو نہین جانتے جسکا کام ایک روز بھی بے ایمانی سے نکل سکا ہو۔ برٹس انڈیا کی تواریخ مین اس حقیقت کا اظہار ہی کہ وفا سے وفا کو جتنا مصلحت آمیز نہین اسکو سرکرنے کے لیے سب سے عمدہ ہتیار راستی ہے۔ عرصہ دراز تک انگریز حکام نے جنکے گرد ایسے دشمن و دوست موجود تھے جو کسی قول و قرار کے پابند نہ تھے۔ صداقت و سچائی کے ساتھ کام کرتے رہے جسکا نیک انجام ہمیشہ ظہور مین آتا گیا اور جو نہایت دانائی ثابت ہوئی۔ اگر سچ پوچھیے تو انگریزون کی عقل و قوت نے ہندوستان مین اُنکی عملداری پھیلانے مین اسقدر مدد نہین دی جسقدر اُنکی راستی و سچائی نے دی۔ عہد شکنی و جھوٹی قسم و فریب سے جو حاصل ہونا ممکن ہوتا وہ اُسکے مقابل محض ناچیز ہوتا۔ جو انگریزی سرکار نے اس اطمینان کے ملک مین پیدا کر دینے سے حاصل کیا ہے کہ وہی ایک حکومت ایسی ہے جسکی بات پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ دیگر لوگون کے نہایت سنجیدہ قول و قرار و قسم و ضمانت پر اسقدر اعتبار نہین ہوتا جسقدر ایک انگریز اہلکار کے ہان بات پر ہوتا ہے۔ کسی بڑی قوی و مضبوط قلعہ کے رہنے والون کو اسقدر امن و حفاظت نہین ہو سکتی جسقدر ایک ایسے سردار کو قاتل ملک کے درمیان گذرتے ہوئے ہوتی ہے جسکی سرکار انگریز کفیل ہے۔ مشرق کے زبردست بادشاہ وقت ضرورت پر بہت زیادہ سود قرض دینے کے وعدہ پر رعایا سے قرض مانگتے ہین۔ تاہم کوئی اپنا وقیعہ کہو لینے پر جرأت نہین کرتا۔ سرکار انگریز صرف برائے نام چار روپیہ سیکڑا

سال سود سے زیادہ نہین دیتین ۔ تاہم لوگ اپنا کروڑون روپیہ زمین سے نکالکر اسکے حوالہ کئے ہوئے ہین ۔ دشمن بادشاہ ہمارے سپاہیون کو بہت سیم وزر کی طمع دکھا کر کہتے ہین کہ کمپنی کی ملازمت ترک کرکے چلے آؤ مگر کمپنی انکو مدت دراز کی ملازمت کے بعد صرف گذراوقات کے لیے قلیل پنشن دینے کا وعدہ کرتی ہے ۔ مگر ہر سپاہی جانتا ہے کہ کمپنی کا وعدہ پتھر کی لکیر ہے ۔ اور سب بے بنیاد ولغو ہین ۔ وہ جانتا ہے کہ اگر مین سو سال تک زندہ رہونگا تاہم میری نان خشک وتمک ایسا ہی محفوظ وبے خطر بنا رہیگا ۔ جیسا گورنر جنرل کی تنخواہ وہ جانتا ہے کہ کوئی دیگر سرکار ایسی نہین ہے کہ جو باوجود نہایت سنجیدہ وعدون کے میرے ہی کام ہوجانے پر مجھے خندق مین بھوک سے مرتے ہوئے نہ ترک کردیگی بہت ایسے حکام ہین جنپر کوئی اعتبار نہین کرتا ۔ ایک قابل اعتبار سرکار کے ہونے مین اسکو بہت موقع وفائدے حاصل رہتے ہین ۔ ایشیا کے درمیان ہمین یہ فائدہ حاصل ہے ۔ یہ ہمارا کامل یقین ہے کہ اگر سرکار انگلنڈ زیر دوپشت سے سرجون ملکم صاحب کے اصول کے مطابق کارروائی کرتی جیسا کہ امین چند کے معاملہ مین درست قرار دیگئی ہے ۔ اور جھوٹے وکمینے لوگون کے ساتھ دغا وفریب وعہد شکنی وجعلسازی کے ساتھ برتاو کرتی ۔ تو بڑی زبردست ہمت ولیاقت بھی ہماری عملداری کو ہندوستان مین قائم نہ رکھ سکتی ۔

سرجون ملکم صاحب تسلیم کرتے ہین کہ سخت ضرورت کے لحاظ سے

کلائیو کی یہ کارروائی قابل معافی قرار دیجا سکتی ہے۔ مگر ہم خیال کرتے ہین کہ وہ عہد شکنی محض فضول و غیر مصلحت آمیز تھی۔ ہم اسکو سب طرح بیجا و زبون سمجھتے ہین۔

صرف امیچند ہی کی جان اس انقلاب مین نہین گئی۔ سراج الدولہ چند روز بعد بھاگنے کے گرفتار ہوکر میر جعفر کے روبرو لایا گیا۔ دہشت سے لرز کر با آواز بلند گریہ وزاری کرکے اور زمین پر گر کر اسنے رحم کے لیے التجا کی جسکو کہ اسنے خود کبھی ظاہر نہین کیا تھا۔ میر جعفر کو ذرا پس و پیش ہوا کہ کیا کرنا چاہیے۔ مگر اسکا بیٹا میران جسکی عمر ۱۹ سال کی تھی جو کمزوری دماغ و وحشت مین اس کمبخت قیدی کے مشابہ تھا نہایت سنگدل تھا۔ سراج الدولہ ایک پوشیدہ مکان مین کردیا گیا جہان چند عرصہ بعد جلادون نے پہونچکر اسکا سر تن سے اُتار لیا۔ اسمین انگریز بالکل شریک نہ تھے۔ میر جعفر بخوبی واقف تھا۔ کہ وے ہرگز اسطور قیدی کے قتل ہونے کو روا نہ خیال کرینگے چنانچہ اسکو معذرت کرنی پڑی کہ وہ ہم سب کا نہایت قاتل دشمن تھا لہذا مین جوش انتقام کو ضبط نہ کرسکا۔

اب کمپنی و ملازمان کمپنی کے اوپر بے انتہا دولت کی بارش ہونی شروع ہوئی۔ نقد اسی لاکھ روپیہ بزاہ دریام شد آباد سے قلعہ ولیم کو روانہ کیا گیا۔ اس خزانہ کو پہونچانے کے لیے سو کشتیان متعین تھین سپاہیون نے خوب فتح کے باجے بجائے۔ اور گیت گاتے و نشان اُڑاتے ہوئے سفر دریا ختم کیا۔ کلکتہ جو چند ماہ قبل اُجاڑ و ویرانہ تھا۔ اب نہایت

آباد و سرسبز نظر پڑنے لگا۔ تجارت بحال ہو گئی۔ ہر انگریز بنگلہ پر امیری و دولت کے نشانات نمایان ہونے لگے۔ کلایو کے حاصلات کی کچھ انتہا نہ تھی۔ مگر اسنے اعتدال کو مدنظر رکھا۔ کل خزانہ بنگال اسکے ہاتھ مین تھا جسقدر چاہے لے لے۔ سونے اور چاندی کے سکے اور جواہرات کے ڈھیر چنے ہوئے تھے۔ ان مین چند قسم کے یورپ کے سکے بھی موجود تھے جو کسی یوروپین جہاز کے آنے کے قبل وہان موجود تھے۔ براہ اسکی ڈچ لوگ مشرق سے خوشبودار مصالحے اور قیمتی پارچے خرید کر لیجاتے تھے۔ انکے ذریعہ سے وہ سکے یہان پہونچے۔ مرشد آباد کے خزانہ مین کلایو سونے و چاندی و لعل و ہیرے و دیگر بیش قیمت جواہرات کے انبوہ کے درمیان چلتا تھا۔ اسکو بالکل آزادی تھی۔ کہ جسقدر چاہے لے لے۔ مگر اسنے صرف بتیس لاکھ روپیہ کی مالیت قبول کی۔

میر جعفر سے کلایو کے روپیہ لینے کا معاملہ سولہ سال بعد پارلیمنٹ مین پیش ہوا۔ اس پر نہایت سخت نکتہ چینی ہوئی اور بُرا کیا گیا۔ سر جون ملکم نے نہایت گرمجوشی سے کلایو کی جانب داری کی۔ فتح مند سردار کے مدعیون نے اُسکے منفعت کو رشوت ستانی و طالمانہ لوٹ سے تعبیر کیا۔ کہ ایک کمزور دوست و رفیق سے تلوار کی دہشت دلاکر زبردستی لی گئی۔ بخلاف اسکے حامیان کلایو نے بیان کیا کہ وہ منفعت مثل آزاد بخشش و عطیہ کے تھی جسکا لینا و دینا دونون قابل تعریف ہے۔ اور اسکو ان انعامات سے تشبیہ دی۔ جنکو غیر سرکارون نے مارلبورو و ناسن و ولنگٹن کو عطا کیا۔

راقم سوانح عمری کلایو تحریر کرتا ہے کہ مشرق مین نذرانہ لینے کا قدیم دستور ہے۔ اور تاہنوز کوئی قانون پارلیمنٹ سے نافذ نہین ہوا تھا۔ کہ انگریزی اہلکار متعینہ ہند اس رواج مشرق سے مستفید نہ ہون۔ مگر ہماری دانست مین یہ دلیل بالکل درست نہین ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہین کہ کلایو نے اپنے مالکان کا نقصان و ہرج کرکے اپنا فائدہ نہین کیا۔ مگر تاہم ہم اسکو بری الزام نہین خیال کرتے۔ اگرچہ اسکی کارروائی خود زبون نہ تھی۔ تاہم دوسرون کے لیے بد تمثیل ہوئی۔ یہ حقیقت صاف ظاہر ہے کہ ایک سپہ سالار کو صرف اپنی سرکار کا نوکر ہونا چاہیے اور کسی دوسرے کا نہین۔ لہذا یہ لازم ہے کہ جو کچھ معاوضہ وہ اپنی خدمات کا پاوے۔ یا تو خود اپنی سرکار سے پاوے۔ یا اُسکی مرضی و منظوری سے دوسرون سے پاوے۔ اس قاعدہ کا لحاظ ذرا فدا نذرانہ مثل ایک فیتا یا تمغہ یا کروس وغیرہ کے پانی مین ہونا چاہیے۔ مگر یہ کب ممکن ہے۔ کہ ایک گورنمنٹ کی خدمت وفاداری و ایمانداری سے ہو یا اُسکا فائدہ ہو جبکہ اُسکی فوجون کے سردارون کو بلا اسکی اجازت معہ بادشاہ و امیرون سے زر کثیر نذرانہ مین وصول کرنے کا اختیار ہو۔ یہ دلیل پیش کرنا محض لغو و بیہودہ ہے کہ اسوقت تک ایشیائی بادشاہون نے نذرانہ قبول کرنی کی ممانعت کے بارے مین پارلیمنٹ سے کوئی قانون نافذ نہین ہوا تھا۔ ہم صرف ایک ایسے قانون کی بنا پر جو ما بعد جاری ہوا کلایو کے جلین کو زبون نہین کہتے۔ بلکہ عام سمجھ و قانون کی بنا پر بُرا کہتے ہین۔ ہم جانتے ہین کہ کوئی قانون ایسا موجود نہین ہے جسمین ممانعت ہو کہ وزرائے انگلینڈ

غیر ملک کے بادشاہون سے تنخواہ مدلین - مگر تاہم وہ وزیر جو خفیاً فرانس کی سرکار سے کوئی رقم بطور نذرانہ قبول کرے - تو وہ اپنے فرائض کے خلاف کرنے کا قصوروار ہوگا - اور قابل سزا سمجھا جائیگا - سرجون ملکم - کلایو کے چلن کو ڈیوک اف ولنگٹن کے چلن سے تشبیہ دیتا ہے - صرف بطور دلیل فرض کیجیے کہ ۱۸۱۵ء کے یورش کے بعد ڈیوک اف ولنگٹن اُسوقت جب کہ فتحیاب فوج کو لیے ہوئے فرانس پر قابض تھا - بادشاہ یولس ہشتم سے ۲۰ لاکھ روپیہ بطور نذرانہ خاندان یوربن کے خدمات کرنے کی شکرگزاری کی علامت مین منظور کرلیتا - تو فرمائیے اسکے بارے مین کیا خیال جاتا - گو کتب قوانین مین کوئی دفعہ اس قسم کے نذرانہ قبول کرنے کی ممانعت مین نہ جب موجود تھی نہ اب ہی -

یہ بھی تسلیم ہونا چاہیے کہ کلایو کے معاملہ مین چند امورات ایسے ہین جنکی وجہ سے اسپر کم الزام عائد ہوسکتا ہے - اسنے اپنے تئین بادشاہ کا سپہ سالار نہین سمجھا بلکہ کمپنی کا - کمپنی نے اشارون سے اپنے گماشتون کو مجاز کردیا تھا - کہ دیسی نواب وراجون کی فیاضی اور دیگر اور بھی زیادہ معیوب و نامعقول وسیلون سے اپنے تئین مالامال کرتے رہین - یہ ہرگز ممکن نہین کہ جب ادائے فرائض و منفعت جاویجا کے بارے مین خود مالکون کو لحاظ نہین تو نوکر کو ہو - اگرچہ کلایو نے اپنے مالکون کو اپنی حاصلات سے آگاہ نہین کیا - اور نہ اُن سے منظوری کی التجا کی - تاہم اسنے اُسکو اس طور احتیاط کرکے پوشیدہ بھی نہین کیا کہ گویا اُسنے کوئی کار نامناسب کیا

بخلاف اسکے اسنے علانیہ یہ اقرار بھی کیا کہ نواب کی سخاوت و فیاضی نے مجھے دلتور بنا دیا۔ آخرش مین ہمین یہ بھی کہنا چاہیے۔ کہ جب ہم خیال کرتے ہین کہ اسطور اسکو لینا واجب نہ تھا۔ تاہم ہم یہ بھی کہتے ہین کہ باوجود کل اختیارات و آزادی ہونے کے اسنے اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جسقدر وہ چاہتا لیتا۔ مگر اسنے بہت کم منظور کیا۔ یہ کچھ کم قابل تعریف نہین ہے۔ اسنے صرف ۲۰ لاکھ روپیہ منظور کیا۔ مگر وہ وقت ایسا تھا۔ کہ اگر وہ ذرا زبان ہلا دیتا۔ تو ۲۰ سے ۴۰ ہو جاتا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ انگلینڈ مین بیٹھے ہوے کلایو کی طمع و غارتگری پر لعن طعن کرنا بہت آسان ہے۔ مگر اسکے سوا الزام لگانے والون مین ایک بھی ایسا نہ نکلے گا جو مرشدآباد کے خزانہ کو اپنے ہاتھ مین پاکر طمع کو ضبط کرکے اسقدر اعتدال کو مدنظر رکھتا۔

میر جعفر تخت پر صرف اسی سردار کی مدد سے قائم رہ سکتا تھا۔ جسنے اسکو وہان تخت نشین کیا۔ وہ محض ناوان لڑکا نہ تھا اور نہ امیرانہ ناز و نعم مین پرورش ہوا تھا۔ لہذا وہ ایسا نالائق و کمزور نہ تھا جیسا نواب سابق تھا۔ مگر تاہم اسمین وہ کل لیاقت و اوصاف نہ تھے۔ جو ایسی بھاری بادشاہت کے انصرام کے لیے درکار ہوتے ہین۔ اسکا پسر میران دوسرا سراج الدولہ تھا۔ وہ اس حال کو دیکھکر اکثر لوگ گھبرا گئے تھے۔ اکثر سردار نے نواب کے برخلاف ہوکر

باغی ہو گئے۔ مالدار وزیر صوبہ اودھ کے نائب السلطنت مغل بادشاہ نے جو دیگر سرداروں کے مثل آپ خود مختار بادشاہ ہو گیا تھا بنگال پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ ایسی حالت میں بجز کلایو کی زبردست لیاقت و قوت کے اور کوئی نہیں دیکھ پڑتا تھا۔ جو نواب بنگال کی حکومت کو قائم رکھ سکے۔ عین ایسے نازک وقت پر انگلینڈ سے چند مراسلات صادر ہوئے۔ جو پلیسی کی فتح کی خبر پہونچنے کے قبل صادر ہوئے تھے۔ صاحبان ڈائرکٹر نے بنگال کے درمیان اپنی آبادی پر ایک ایسے انتظام قائم کرنے کا قصد کیا۔ جو نہایت پُر دقت و لغو تھا۔ اور زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ اس نئے بندوبست میں کلایو کے لیے کوئی عہدہ مقرر نہیں کیا گیا۔ اِن عہدہ داروں نے جو اس نئے انتظام میں حکام منتخب ہوئے تھے۔ ان بیہودہ و فضول احکام کی تعمیل نہ کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیکر کلایو سے التجا کی کہ کل عالی اختیارات اسوقت آپ اپنے ذمہ رکھیے۔ وہ راضی ہو گیا۔ چند روز بعد کلایو کے عالی حاکم بنے رہنے کا حکم آگیا۔ گویا ملازمان کمپنی نے اپنے مالکان کی مرضی اول ہی جان لی تھی۔ ڈائرکٹروں نے کلایو کی عظیم الشان فتح کی خبر پاکر اسکو شکرگزاری و قدردانی کی علامت میں اپنی بنگال کی عملداری کا گورنر مقرر کیا۔ اسکو اختیارات اب بے انتہا ہو گئے۔ ڈپلیو کو دکھن میں اسقدر کبھی حاصل نہیں ہوئے تھے۔ میر جعفر اس سے نہایت خائف تھا۔ ایک مرتبہ نواب نے ایک عالی مرتبہ کے دیسی سردار سے کچھ سخت کلامی کی

جسکے ساتھیون نے کمپنی کے سپاہیون سے کچھ ونگہ وتکرار کیا تھا۔
نواب نے کہا "میان ہوش کی دوا کرو کیا تمین ابھی یہ جاننے کو باقی ہے
کہ کرنل کلایو صاحب کون ہین۔ اور خدا نے اسکو کیا مرتبہ بخشا ہے
یہ سردار میر جعفر کا قدیم دوست تھا۔ اور ٹھٹھول طنزاً بے ساختہ
کہنے لگا۔" اجی حضرت مجھے کیا جاننے کو باقی ہے۔ مین کرنل صاحب کا
مقابلہ کرونگا۔ مین صبح انکی گدھیا کو تین سلامین کرکے روز کھاٹ سے
اُٹھتا ہون"۔ بلاشک یہ کچھ مبالغہ نہ تھا۔ دیسی اور یوروپین سب
کلایو کے زیر قدم تھے۔ انگریز سمجھتے تھے کہ وہی ایک شخص ہے جو
میر جعفر کو اسکے عہد و قول کا پابند رہنے کو مجبور کرسکتا ہے۔ اور
میر جعفر خیال کرتا تھا کہ وہی ایسا زبردست ہے جو مجھ سے ونگہ باز
و سرکش رعایا اور دست انداز ہمسایون سے محفوظ رہ سکتا ہے۔
یہ بیان کردینا حق ہے کہ کلایو نے اپنے اختیارات کو نہایت
لیاقت و مستعدی کے ساتھ اپنے ملک کی بہتری و فائدہ مین استعمال
کیے۔ کرناٹک کے شمالی ملک مین اسنے ایک چڑھائی کی۔ یہان فرنچ
لوگون کی حکومت تاہنوز قائم تھی۔ اُنکو وہان سے خارج کردینا ہی پڑا
ضرور تھا۔ یہ مہم ایک افسر بنام فورڈ کے سپرد کی گئی۔ یہ شخص تاہنوز
مشہور نہ تھا۔ مگر کلایو کی تیز و باریک نظر نے دریافت کرلیا تھا
کہ اسمین اعلیٰ درجہ کی لیاقت جنگ موجود ہے۔
جبکہ فوج بنگال کا ایک بڑا حصہ یہان دور و دراز ملک کو

روانہ کردیا گیا۔ مغربی سرحد پر ایک خطرہ عظیم نمایان ہوا۔ دہلی مین مغل اعظم رعایا کے ساتھ مین مفید تھا۔ اسکا بیٹا شاہ عالم بعد جو مدت دراز تک اول مرہٹون اور بعدہ انگریزون کے ہاتھ مین مثل کٹ پتلی کے ناچتا رہا اپنے والد کے محلون سے شب کو مفرور ہوگیا۔ ہندوستان مین تاہنوز اسکے خاندان شاہی کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ چند زبردست بادشاہ مثل نواب اودھ اُسکی خاطرداری کرنے پر آمادہ تھے۔ شاہ عالم کو اپنے ساتھ بہت آوارہ سپاہ کرلیتا۔ جو اسوقت ہندوستان کے مختلف حصون مین مثل کھیون کے جھنڈ کے گھومتی تھی۔ کچھ دشوار نہ تھا۔ چالیس ہزار آدمی کی فوج جسمین مختلف اقوام و مذہب کے لوگ مرہٹہ جاٹ و روہیلہ شامل تھے اسکے گرد جمع ہوگئی۔ اسنے قصد کیا کہ بنگال کے تخت پر سے اس نواب کو اُتار کر جو بلا کسی جائز حق و دعوے کے انگریزون سے بٹھا دیا گیا ہے کل بنگال و بہار و اڑیسہ مین اپنی حکومت جمالون۔

یہ خبر سُنکر میر جعفر کے ہوش باختہ ہوگئے۔ اسکے ذہن مین صرف یہی تدبیر آئی کہ زر کثیر شاہ عالم کے نذر کرکے ملک کو حملہ سے باز رکھے یہی حکمت اکثر پیشتیران سے کی گئی تھی۔ جو دریا گنگا کے سوانہ کے زرخیز بحیرۂ ملک پر حکمران تھی۔ مگر نبابور دہمت ورکلایو نے اس تجویز کو بالکل ناپسند کیا۔ اور ایسی بزدلی پر حقارت ظاہر کی۔ اسنے نواب کو لکھا کہ اگر آپ شاہ عالم کو آج روپیہ دیکر منا لینگے۔ تو کل ہی نواب اودھ و مرہٹہ وغیرہ ملک کے دور و دراز حصہ سے حملہ آور ہوکر دھمکی دیکر آپ سے روپیہ چاہینگے

اور ناک مین دم کر دینگے - یہان تک کہ آپ کے خزانہ مین انکو دینے کے لیے
ایک پیسہ بھی نرہیگا - آپ انگریزون کی وفاداری و انکی فوج پر کامل بھروسہ
رکھین - بجز دشمن کو آنکھ دکھانے کے اور کوئی تدبیر مناسب نہین ہوسکتی
اسیطور اُسنے حاکم پٹنہ کو جو نہایت بہادر سپاہی تھا - اور جسکی کلایو
نہایت قدر و منزلت کرتا تھا لکھا " دشمن سے کوئی شرط و عہد نہ کرنا - اخیر
دم تک شہر کی حفاظت کرتے رہنا - خوب مطمئن رہو - انگریز آپکے قوی و
وفادار و سچے دوست ہین - جسکو وہ ایک مرتبہ ہاتھ دیتے ہین کبھی اُسکو
ترک نہین کرتے ہین اسنے اپنے قول کو پورا کیا - شاہ عالم نے پٹنہ کو گھیر
لیا - اور قریب تھا کہ ہلہ کرکے اسمین داخل ہو - جب کہ اُسکو خبر لگی کہ کرنل
کلایو اپنی فوجون کو لیے ہوے جھپٹا چلا آتا ہے - کل انگریزی فوج مین
جو پٹنہ کے قریب پہونچ رہی تھی ۵۰ ۴ گورے اور ۵۰۰ ۴ تلنگے تھے -
مگر کلایو و انگریزون کے نام کی دہشت اسوقت تمام مشرق مین چھائی
تھی - اُنکے نشانون کو دور سے دیکھتے ہی دشمن کی فوج مین تہلکہ پڑگیا -
اور کسی کی ہمت نہ پڑی کہ آگے قدم بڑھاوے - چنانچہ وہ سب جان
بچاکر بھاگ نکلے - چند فرانسیسی سپاہ نے جو شہزادہ کے ہمراہ تھی اُسکو
مشورہ دیا - کہ جنگ کرکے قسمت آزمائی کرنا لازم ہے - مگر سب کو اپنی
جان عزیز تھی - کسی نے نہ سُنا - قلیل عرصہ مین یہ عظیم الشان فوج جو دربار
مرشد آباد کو بے چین کیے ہوئے تھی - صرف انگریز کے نام کی دہشت سے
ایک آن مین درہم برہم ہوگئی -

فتحیاب قلعۂ ولیم کو واپس آئے۔ اب میر جعفر کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ جیسا اول خوف تھا۔ اسنے نہایت شکرگزاری کی علامت مین اپنے محافظ کے ساتھ نہایت دریادلی ظاہر کی۔ کلکتہ کے جنوب کی کل زمینداری جسکی مالگزاری کمپنی کو ہر سال تین لاکھ روپیہ دینا پڑتے ہین میر جعفر نے کلایو کو حین حیات کے لئے بخشدی۔ یہ ایسی عمدہ وعالی شان جاگیر انگلینڈ کے اول درجہ کے امیر کے پاس بھی شاذ ونادر ہی نکلیگی۔

ہم خیال کرتے ہین کہ اس عطیہ کے قبول کرنے مین کلایو نے کوئی ناجائز کام نہین کیا۔ یہ ایک اس قسم کا نذرانہ تھا جو کسی حالت مین پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ اب خود کمپنی اسکی اسامی ہوگئی۔ اور جب اسنے کلایو کو مالگزاری دینا تسلیم کرلیا۔ تو گویا میر جعفر کی بخشش کو پسند کرلیا۔

مگر میر جعفر کے دل مین جوش شکرگزاری زیادہ عرصہ تک نرہا۔ اسکو یہ خیال گزرا کہ یہ ممکن ہے کہ جس زبردست وقوی مددگار نے مجھے تخت نشین کیا وہ جب چاہیگا برطرف بھی کردیگا۔ لہذا اب اسکو یہ تلاش ہوئی کہ اسکے مقابلہ کی کوئی دوسری زبردست قوت نصیب ہو۔ جو وقت ضرورت پر میرے حامی ہوکر انگریزون کو ہٹا سکے۔ وہ بخوبی واقف تھا کہ ولیسیون مین کوئی ایسا نہین رہا جو انگریزون کا بکامیابی سامنا کرسکے۔ فرانسیس لوگون کا اب بنگال مین نام ونشان باقی نرہیگا۔ قوم ڈچ کی شہرت ایک زمانہ مین مشہور تی

بہت زیادہ ہو گئی۔ مگر تا ہنوز ایشیا مین یہ کسی کو نہین معلوم ہوا تھا۔ کہ یورپ
مین ملک ہولنڈ کی قوت کو بہت زوال آگیا ہے۔ دربار مرشد آباد اور چنسرا کی
کوٹھی ڈچ کے درمیان کچھ خفیاً خط و کتابت ہوئی۔ چنسرا سے نہایت تاکیدی
مراسلات گورنمنٹ بٹیویا کو روانہ ہوئے کہ فی الفور ایک ایسی فوج درست
کر کے روانہ کرو جو بنگال مین انگریزونکا مقابلہ کر سکے حکام بٹیویا بھی نہایت
آرزومند تھے کہ اپنے ملک کی عملداری کو ترقی دین۔ اور ایسی دولت حاصل
کرین جیسی حال مین انگریزون کو میسر آئی ہے۔ لہذا انھون نے چند جہازون پر
ایک زبردست فوج بنگال کو روانہ کی۔ سات جنگی جہاز یکایک دریا ھگلی مین
نمایان ہوے۔ کل فوج ۵۰۰ سپاہ کی تھی جسمین نصف یوروپین تھی۔ عین
موقع سمجھکر ڈچ لوگون کی یہ یورش ہوئی کلایو نے فرنچ لوگون کا مقابلہ
کرنے کے لیے بہت فوج کرناٹک روانہ کر دی تھی۔ اب جو فوج اسکے پاس
موجود تھی ڈچ لوگون کی فوج سے شمار مین کمتر تھی۔ اسپر آشکارا ہو گیا تھا
کہ میر جعفر خفیاً حملہ آوران سے سازش کیے ہوے ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا
کہ اگر ایسی سرکاری فوج پر حملہ کرون جس سے ہماری صلح ہے۔ تو سخت ناراضی
ہو گی۔ چونکہ فی الحال فرانس کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ اگر ہولنڈ کے ساتھ
بھی چھیڑ دیجائگی۔ تو وندلے انگلینڈ نہایت غضبناک ہونگے۔ اور مجھے
سزا دینگے۔ اسنے حال مین ڈچ کمپنی کی معرفت اپنا روپیہ یورپ روانہ کیا تھا
لہذا اسکو بدل مظور تھا کہ انکے ساتھ جھگڑا شروع نہ ہو۔ مگر اسنے یہ بھی بخوبی
سمجھ لیا کہ اگر یہ جنگی جہاز دریا مین بڑھکر چنسرا کی فوج قلعہ کے ساتھ اپنی سپاہ کو

ملا دینگے تو میر جعفر بھی اپنی فوج کو اُنکے ساتھ ملا دیگا۔ اس حالت مین انگریز سخت خطرہ مین مبتلا ہو جائینگے۔ اور تعجب نہین کہ اُنکی عملداری و اختیار وہان سے جاتا رہے۔ اسنے معمولی ہمت و جوانمردی کے ساتھ ڈچ لوگون سے مقابلہ کرنے کا قصد کرلیا۔ اور اسمین اسکے افسرون نے دل سے تائید کی۔ خصوصاً کرنل فورڈ نے جسکو اس کارروائی کے ضروری کام سپرد ہوے۔ ڈچ لوگون نے زبردستی دریا کی راہ سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کی۔ مگر انگریزون نے دونون سمندر و خشکی کی راہ سے انکا مقابلہ کیا۔ دونون جگہہ دشمن کی فوج زیادہ تھی۔ مگر تاہم اُسکو شکست فاش ہوئی۔ انکے جہاز گرفتار اور فوج پراگندہ کردیگئی۔ یقیناً کل یورپین سپاہ جو کل فوج کی جان تھی یا تو قتل ہوگئی یا گرفتار کرلی گئی۔ فتحیاب چنسورہ مین داخل ہوئے۔ وہانکے حکام اب شکست کھاکر عاجز ہوگئے تھے۔ کلایو کی شرائط کو منظور کرنے پر راضی ہوگئے۔ ان سے عہد کرلیا گیا کہ وہ کوئی قلعہ تعمیر نہ کرین۔ اور بجز چند سپاہ کے جو شہر کی حفاظت کے لیے ضرور ہو کوئی فوج نہ رکھین۔ اور یہ صاف صاف شرط ہوگئی کہ جسدم وہ ان شرائط کے خلاف کرینگے فوراً بنگال سے نکال دیے جاوینگے۔

اس فتح عظیم کے تین ماہ بعد کلایو۔ انگلینڈ روانہ ہوا۔ وطن مین عالی اعزاز و انعام و خاطرداری اسکے لیے موجود تھے وے اسکے مرتبہ و دعوے و حوصلے کے لحاظ سے بہت زیادہ تھے وہ ایرلینڈ کا امیر قرار دیا گیا اور اسکو ایک دوسرے خطاب پانے کی امید ہوگئی

جورج سویم جو ابھی تخت نشین ہوا تھا۔ اس سے نہایت خاطر داری کے
ساتھ ملا و عزت کی۔ وزرا نے اُسکے حال پر نہایت شفقت کی پٹ صاحب
جسکا رعب واب پارلیمنٹ مین بہت زیادہ تھا۔ اسکے عزت کرنے مین نہایت
سرگرم تھا۔ جسے اس قابل یادزانہ کی رونق افزوتی مین اسقدر مدد کی
تھی۔ اس آتش زبان نے پارلیمنٹ کے درمیان کلایو کو خداداد
لیاقت کا سپہ سالار اور جنگ مین ایسی عالی خوبی رکھنے والا سپاہ
بیان کیا کہ جسکی بہادرانہ کارروائیون پر خود شہنشاہ پروشیا کو بھی حیرت
ہو گئی اگرچہ پٹ صاحب کی تقریر بالکل کسی رپورٹ مین درج نہین ہوئی
مگر چونکہ یہ الفاظ زمانہ کے اول مدبر ملک کی زبان سے نکلے لہذا وہ ضرب المثل
ہو گئے۔ اور بنگال مین کلایو تک پہونچے۔ جسپر اسکو کمال ناز و فخر
ہوا اور بحقیقت ولف کے بعد کوئی انگریز سپہ سالار ایسا نہین ہوا۔
جسپر انگلشیہ نازان ہو۔ ڈیوک آف کمبرلنڈ بدنصیب تھا۔
صرف ایک فتح جو اُسکی سختی کی زیادہ سختی ہونے کے باعث شکست سے
بھی بدتر ہی۔ اسمین اسکی بہت بدنامی ہوئی کمنوے اگرچہ پیشہ جنگ مین
خوب ہوشیار تھا۔ مگر اسمین مستعدی و لیاقت نہ تھی۔ گنبی اگرچہ ایماندار
و فیاض دل تھا۔ مگر اُسمین ذہانت و تربیت نہ تھی۔ سکول کو اپنے
کسی ہمسر سے لیاقت و واقفیت مین کم نہ تھا۔ مگر اسپر ایک ایسا الزام
عاید ہوا جو ایک سپاہی کو ہرگز شایان نہین ہے۔ ایک پروسیسی سردار کے
زیر کمان ہو کر انگریزون نے منڈن و وربرگ مین فتح حاصل کی۔ مگر

یہ ایک طبیعی ہے کہ لوگون نے اپنے ایک ہموطن کپتان کی نہایت فخر کے ساتھ قدر و منزلت کی۔ جسکی ذاتی لیاقت و ہوشیاری کی بدولت فتوحات عظیم حاصل ہوین۔ جنپر عالی جرمن اُستاد فن جنگ رشک کرسکتے ہین۔

اب کلایو کی دولت اسقدر زیادہ تھی کہ وہ انگلینڈ کے اول درجہ کے امرا کی ہمسری کرسکتا تھا۔ ہنوز اس قسم کے ثبوت موجود ہین کہ اسنے ۱۸ لاکھ روپیہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی اور ۴ لاکھ انگریزی کمپنی کی معرفت وطن روانہ کیے۔ اور رقمین جو اسنے دیگر سوداگرون کے ذریعہ سے روانہ کین بہت زیادہ ہین۔ اسنے جواہرات کی خریداری مین بھی بہت روپیہ لگایا۔ اُسوقت ہندوستان سے روپیہ روانہ کرنے کا ایک یہ بھی عام دستور تھا۔ صرف مدراس مین ہی اسنے ڈھائی لاکھ کے ہیرے خریدے۔ علاوہ بہت زیادہ روپیہ نقد ہونے اسکے پاس علاقہ تھا۔ جسکی آمدنی خود اُسکے اندازکے مطابق دو لاکھ ستر ہزار روپیہ سالانہ تھی اسکی کل سالانہ آمدنی سرجون ملکم کے اندازکے مطابق ۴ لاکھ تھی۔ یہ تخمینہ بہت کم تھا۔ جورج سوم کے عہد مین اسقدر آمدنی والے رئیس ایسے کم تھے جیسے اب دس لاکھ سالانہ آمدنی والے ہین۔ یہ البتہ بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین کہ کسی پیشہ مین کسی انگریز کو کبھی صرف ۳۴ سال کی عمر مین اسقدر بے انتہا دولت نصیب نہین ہوئی۔

یہ نہ بیان کرنا کلایو کے حق مین ناانصافی ہوگی کہ اسنے اپنی دولت کو نہایت عمدہ و قابل تعریف طور پر استعمال کیا۔ جب کہ فتح پلیسی ہونے سے

وہ مالا مال ہوا۔ اسنے ایک لاکھ روپیہ اپنی بہنون کو بخشدیا۔ اور اسیطرح اپنے دیگر غریب دوست و رشتہ دارون کو بھی دیا۔ اور اپنے کارندہ کو حکم دیدیا کہ آٹھ ہزار روپیہ سال میرے والدین کو دیدیا کرو۔ اور باصرار اُسکو تاکید کردی کہ ایک گاڑی و گھوڑا ضرور رکھین۔ علاوہ برین اسنے اپنے قدیم افسر لارنس کے لیے جو نہایت تنگ حال تھا۔ پانچہزار روپیہ سال مقرر کردیا۔ کل رقم جو کلایو نے اسطور تقسیم کی پانچ لاکھ سے کم نہ تھی۔

اب اسکو شوق ہوا کہ پارلیمنٹ مین داخل ہو۔ زیادہ تر اسنے اسی نظر سے علاقہ خریدے۔ چنانچہ ۱۷۶۱ع کے انتخاب مین وہ پارلیمنٹ مین داخل ہوا۔ اور اسکے زیر تحت و اختیار اسقدر لوگ ہوگئے کہ اُنکی مدد و تائید ہر موقع پر اسکے لیے کارآمد ہو سکتی تھی انگلینڈ کے نظم و نسق مین اسنے دلچسپی نہین کی۔ اول اسکو فوکس کے ساتھ محبت ہوئی ما بعد پٹ کی ذہانت و کامیابی نے اسکو کشش کرلیا۔ مگر اخیر مین جورج گرنول کے جانب دارون مین ہوگیا شروع ۱۷۶۴ع مین جب کہ نالائق فتنہ انگیز ولکین کی ناجائز و غیر مصلحت آمیز نالش کے باعث عام کی توجہ مائل تھی۔ شہر کے لوگ ایک واقع پر خوب قہقہہ اڑاتے تھے۔ ضعیف رچرڈ کلایو جو اپنے پسر کی فراوانی کے باعث عام شائستہ لوگون مین داخل ہوگیا تھا جنکی صحبت کے لیے وہ اپنی شروع و مقامی عادتون کے باعث لائق نہ تھا

ایک مرتبہ دربار شاہی مین پیش ہوا۔ بادشاہ نے ازراہ الطاف خسروانہ دریافت کیا کہ آپکا پسر اسوقت کہان ہوگا۔ ضعیف نے ایسے زور سے کہا کہ کل حاضرین نے سُنا۔ کہ وہ بہت جلد شہر مین پہونچیگا تب جہان پناہ کو ایک ووٹ اور ملجائیگا۔

دراصل کلایو کے کل خیالات ابھی ملک کیجانب رہتے تھے۔ جسمین اُسنے سپاہی و منتظم ہوکر نہایت عالی شہرت و عزت حاصل کی۔ اور انگلینڈ مین اسی ملک کے انتظام کے بارے مین اسکی رائے وزنی سمجھی جاتی تھی۔ کمپنی کے اختیارات گو ہمارے زمانہ تک بڑھنگ بے ترتیب ہین گو خوشگوار ہین۔ مگر کلایو کے زمانہ مین نہایت ناگوار و مکروہ تھے تب بورڈ اف کنٹرول (مجلس جانچ) نہ تھا۔ ڈایرکٹر عموماً تجار و سوداگر تھے جو انتظام مملکت کے قواعد سے محض ناآشنا۔ اور اس ملک کے خصوصیتون سے بالکل ناواقف تھے جو یکایک عجیب طور پر انکے زیر تحت ہوگیا۔ کورٹ اف پروپرائٹر کو جب کسی کام مین دخل دینا منظور ہوتا حسب دلخواہ کرلیتا۔ زمانہ حال کی بہ نسبت اس کورٹ مین زیادہ شرکا تھے۔ اور انکے اختیارات بھی بہت زیادہ تھے۔ ہر پانچہزار روپیہ کے حصہ دار کو رائے دینے کا اختیار تھا۔ انکی مجلسین نہایت شور و شر اور مباحثہ اور بھی زیادہ تیزی و تندی کے ساتھ ہوتے۔ نہایت ضروری و اہم معاملات سکے تصفیہ رشوت ستانی و دغا و فریب کے ساتھ ہوتے۔ جعلی ووٹ

گڑھ لیجاتین — کلائیو نے خود دس لاکھ روپیہ کمپنی کے سرمایہ مین لگا دیا جس سے وہ دیگر حصہ دارون پر حاوی رہتا۔

زمانۂ حال کی بہ نسبت زمانۂ سابق مین ہندوستان کے معاملات پر انگلینڈ مین زیادہ دلچسپی لیجاتی تھی۔ اور اسکا سبب یہی ظاہر ہے۔ اب ملازمت مین صرف نوجوان داخل ہوتے ہین۔ انکی ترقی نہایت آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ اُن مین سے وہ نہایت خوش قسمت سمجھا جاتا ہے جو ۴۰ سال کے سن مین دس ہزار روپیہ کی پنشن پاکر اور دو تین لاکھ روپیہ تنخواہ سے بچاکر وطن واپس آتا ہے۔ انگریز اہلکار بلاشک ہندوستان سے بہت دولت کماکر لیجاتے ہین۔ مگر اب اتنا نہین ہے کہ کوئی یکایک زر کثیر جمع کرلے۔ اب جو روپیہ جمع ہوتا ہے تو محنت و ایمانداری کی کمائی سے آہستہ آہستہ جمع ہوتا ہے۔ صرف پانچ یا چھ عالی ملکی عہدہ تجربہ کار مدبران ملک انگلینڈ کے واسطے ہندوستان مین مخصوص ہین۔ عہدہ رزیڈنسی و سکرٹری و بورڈ و صدر دیوانی پر صرف وے مقرر ہوتے ہین جنھون نے مدت دراز تک کمپنی کی ملازمت کی ہو۔ دوسرے شخص کو یہ عہدے نہین دیے جاتے۔ گو وہ کیسا ہی عالی درجہ کا لائق اور کسی زبردست حاکم کا رشتہ دار کیون نہ ہو۔ یہ اون کے لیے مخصوص رکھے گئے ہین جو بتدریج ادنے عہدہ سے ترقی پاتے ہوئے وہان تک پہونچتے ہین۔ ۷۰ سال قبل ہندوستان سے وطن کو زمانۂ حال کی بہ نسبت کم روپیہ جاتا تھا۔ مگر جسقدر جاتا تھا۔ صرف ایک

قلیل شمار عہدہ دارون کے ہاتھ مین جاتا - اور بعض اوقات زر کثیر چند ماہ
کے درمیان ہی ایک کے ہاتھ لگ جاتا - ہر انگریز اسکی کچھ ہی عمر ہو -
ہندوستان مین خوش قسمت عہدہ دار ہونے کی توقع کر سکتا تھا - اگر ایک
لیڈن ہال اسٹریٹ مین کوئی خوش تقریر کرتا یا میر مجلس کمپنی کی حمایت مین
کوئی عمدہ رسالہ لکھتا تو وہ فوراً کمپنی کی ملازمت مین داخل ہو کر ہندوستان
مین روانہ کر دیا جاتا - اور تین چار سال مین کلایو - یا پاگوٹ کے مانند
امیر ہو وطن واپس چلا آتا - اسی طور دفتر ہند انگلینڈ مین ایک قمار خانہ تھا
جہان ہر شخص کو قسمت آزمائی کرنے کا موقع حاصل تھا - اور خوش قسمت
جیتنے والے کے لیے نوابون کی دولت موجود تھی - جب کہ عام پر روشن ہو
کہ دنیا کا ایک حصہ ایسا موجود ہے جہان ایک روز ایک لفٹنٹ کرنل کو
ایک ایسی جاگیر نذر مین میسر آئی جو آمدنی مین ارل آف باتھ یا مارکیوس اف
سروکنگہم کے علاقہ کے مساوی ہے - اور جہان دو تین لاکھ روپیہ
انگریزی اہلکار کو صرف ذرا زبان ہلانے پر ملجاتا - تو ہر کس و ناکس کے دلمین
پر جوش آرزو و بے اضطرابی پیدا ہوتی کہ کسی ترکیب سے وہ سونے کی چڑیا
ہاتھ آجاوے - اور وہ یکایک دولتور بنجاوے اور سب کے دل مین
دھڑکے اور اوسط و کم منافع سے نفرت ہوگی -

دفتر ہند مین ایک زبردست فرقہ کا سردار و سرغنہ ایک شخص
بنام سلیون مدت تک رہا - اسکو کلایو کے ساتھ سخت حسد
و رشک تھا اسکے دلمین سابق گورنر بنگال کی اس گستاخی پر سخت ملال

وغصہ تھا کہ اسنے ڈائرکٹران کمپنی کی اکثر حکم عدولی کی تھی - کلایو کے
انگلینڈ واپس آجانے پر ظاہرا دونون کے درمیان میل ملاپ
کرادیا گیا - مگر دونون کے دلون مین سخت کدورت بھری رہی - ان
ایام مین سابسال کل ڈائرکٹر منتخب ہوا کرتے تھے ۱۷۶۳ء کے
انتخاب مین کلایو نے اس زبردست وحاوی فرقہ کی قوت کو شکست
کرنے کی کوشش کی - اسمین نہایت شور وغل وطمطراق کے ساتھ مباحثہ
ہوا - جسمین سلیوون فتحیاب ہوا - لہذا اسنے اب اپنا انتقام لینے کی
کوشش کی - اکثر انگریز قانون دانون کی راے مین کلایو کا
میر جعفر کی بخشی ہوئی جاگیر سے مالگزاری پانا جائز ودرست تھا - یہ
بخشش بنگال مین اس حاکم سے کلایو کو عطا ہوئی جس سے کمپنی کو
اسکو خاص علاقہ ملے تھے - اور مدت دراز تک کمپنی کلایو کو
بلا عذر مالگزاری ادا کرتی آئی - اور کسی حصہ کا اعتراض نہین کیا -
ڈائرکٹرون نے اب سخت بے انصافی پر کمربستہ ہوکر اس سے وہ جاگیر
چھین لینے کا قصد کیا - لہذا کلایو کو انکے خلاف عدالت مین استغاثہ
کرنا پڑا -

اسوقت یکایک کاروبار مین اشد ابتری ہوگی - بنگال سے
ہر جہاز مین روپیہ کی خوفناک بد انتظامی کی خبرین آنے لگین - صوبہ کی
گورنمنٹ ایسی درہم برہم اور ابتر ہوگئی تھی - کہ ایک قدم آگے چلنے کی
امید باقی نہ رہگئی تھی - ایسے ملازمان سرکاری کے گروہ سے

کیا بہتری کی توقع ہو سکتی تھی جنکے سامنے ہر دم ایسی طمع موجود رہتی
جسکو کلایو نے ایکمرتبہ لکھا ہے کہ خون و گوشت برداشت
نہین کر سکتا۔ اور جنکے اختیارات ایسے نادر شاہی تھے۔ کہ کسی کی
مجال نہ تھی جو اُنپر اعتراض کر سکے۔ اور جو ایک ایسی کمپنی کو جوابدہ
تھے جو راشی و دنگہ باز و آشفتہ حال شرکا سے بنی ہوئی تھی اور
کہ جو ایسے دور و دراز مقام پر واقع تھی کہ ایک مراسلہ کے جواب آنے جانے
مین ڈیڑھ سال کا عرصہ درکار ہوتا تھا۔ چنانچہ کلایو کے بنگال سے
روانہ ہونے کے پانچ سال کے درمیان انگریزون کی بدنظمی اس درجہ
تک پہونچ گئی کہ انسانیت کی حد سے خارج ہو گئی۔ بنگال مین چہار طرف
انکے ظلم و لوٹ و مار سے واویلا مچ گیا تھا۔ رومن حاکم ایک دو سال
مین اپنے زیر حکومت صوبہ سے اسقدر زر کثیر کھینچتے تھے۔ کہ کمپنی
کے کنارے سنگ مرمر کے محل و حمام تعمیر کرا سکین۔ و نادر خوشبو مین
و نادر گانے والے پرندون کے گانے اور اقسام اقسام کے سامان
و چرند و پرند دل بہلاو کے لیے مہیا کر سکین۔ اسپین کے نائب السلطنت
مکسیکو یا سیمیا کے باشندگان کی سخت بددعائین و لعنت و ملامت
کمائے ہوے مدرڈ مین زرق برق و بھڑکیلی کوچ گاڑیون کی قطارین بنی ہوئی
جنکے گھوڑون کے سم مین چاندی کے نال جڑے رہتے داخل ہوتے تھے۔
انگریزی اہلکار اپنے ظلم و بے انتہا طمع مین ان سب سے بڑھ گئے۔ اگر
وہ اصل شی جسکو بے رحمی کہتے ہین کمپنی کے ملازمون مین موجود تھی اگر خود

بے رحمی سے ایسے بدنتائج نہ پیدا ہوتے جیسے انکے یکایک دولتمند
ہو جانے کے بے قاعدہ اصول و آرزو و شوق سے پیدا ہوئے
انھون نے اپنے آوردہ میر جعفر کو تخت سے اُتار کر دوسرے
شخص میر قاسم کو نواب بنایا۔ مگر یہ کچھ انسانیت رکھتا تھا۔ اگرچہ وہ خود
اپنی رعایا پر ظلم کرتا۔ مگر اسکو یہ برداشت نہ تھی کہ غیر لوگ ایسے کامون کے
لئے ستاوین جنسے اسکو کوئی فائدہ حاصل نہین۔ بلکہ جس سے اسکی آمدنی
بالکل بند ہونے کے قریب پہونچ گئی ہو۔ انگریزون نے اپنی مرضی کے
موافق میر قاسم کو اُتار کر پھر میر جعفر کو بٹھا دیا۔ میر قاسم بہت انگریزون
کو قتل کرنے سے اپنا انتقام لیکر نواب اودھ کی پناہ مین بھاگ آیا۔
اسکی یہ شقاوت و بیرحمی بیلك ھول کے قتل سے کچھ کم نہ تھی۔ ہر ایسی
تبدیلی ہونے پر جو کچھ اول نواب کے خزانہ مین باقی ہوتا تھا نیا نواب
اپنے تخت پر بٹھانے والے کے درمیان تقسیم کر دیتا۔ کل آبادی ملک کی
انکے لیے شکار ہو گئی جنھون نے اسکو تخت نشین کیا۔ اور جو جب چاہین
اسکو برطرف کر سکتے سب کی جان و مال انکے اختیار مین تھی جو چاہتے کر بیٹھتے
کوئی انسے بولنے والا نہ تھا۔ ملازان کمپنی نے کل ملک کی اندرونی
تجارت اپنے خاص اجارہ مین کر لی۔ وہ باشندگان کو گران خریدنی
وارزان فروخت کرنے پر مجبور کرتے۔ و نواب کے اہلکاران پولیس
و عدالت و خزانہ و مالگزاری کا ذرا لحاظ نہ کرتے اور نہ ذرا خوف کھاتے
انھون نے ایک گروہ ویسی ملازمون کا اپنی حفاظت مین ایسا تیار کر رکھا تھا

جو جہان جاتے غارتگری و خوف نازل کرتے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ انکو ظلم و ستم سے باز رکھے۔ ہر گماشتہ ملازم کمپنی فرعون بے سامان تھا اور سمجھتا تھا کہ جو میرے مالک کے اختیارات ہین وہ میرے ہی ہین۔ اور ہر اہلکار کمپنی سمجھتا کہ جو اختیارات کمپنی کے ہین وہ میرے ہی ہین۔ اسطور بہت جلد بڑی دولت کلکتہ مین جمع ہو گئی۔ مگر ۳۰ ملین بنی انسان نہایت مصیبت کی حالت مین مبتلا تھے اگرچہ وے مدت سے ظلم و ستم برداشت کرنے کی عادی تھے۔ مگر اس درجہ خرابی و ابتری و ایذا رسانی کبھی نہین ہوئی تھی۔ انکو کمپنی کی ذرا سی انگلی سراج الدولہ کی کمر سے زیادہ موٹی ہوئی قدیم حکام کے زمانہ مین انکے لیے ظلم و ستم سے محفوظ رہنے کے لیے ایک نکاس تھا۔ جب جور و ظلم قوت برداشت سے تجاوز کر جاتا تو وہی باغی بنکر شور و شر برپا کر کے اس موجودہ حاکم کو گدی سے اتار دیتے مگر انگریزی سرکار سے اسطور بھی گلو خلاصی نہین ہو سکتی تھی۔ یہ سرکار اگرچہ دیگر ناشایستہ جتھون کے مثل ظالم تھی۔ مگر کل ہر شائستگی سے قوی و مضبوط بنی ہوئی تھی — وہ خون کا پیاسا دیو کے حکومت کے مثل تھی نہ ظالم انسان کے بخت ایوسی مین بھی نازک و زنانہ بنگالیون کی جرأت نہین ہوتی کہ انگریزی نسل کے دیوے مقابلہ کرنے کی جرأت کرین۔ جو حال مین اپنی ہوشیاری و قوت کے باعث اپنے شمار سے دس گونہ شمار کے اوپر منتخاب ہو چکی تھی۔ اس بدبخت فرقہ بنی انسان نے کبھی مقابلہ کرنے کی جرأت نہین کی۔ بعض اوقات وہ بنایت صبر سے ظلم و ستم برداشت کر کے

خاموش ہو رہتے ۔ بعض اوقات گورے رنگ کے انسان سے ایسے ہی جان بچا کر بھاگ جاتی۔ جیسے انکے باپ دادے مرہٹون سے بھاگتے تھے اگر نیز مسافر کی پالکی اکثر ویرانہ و خاموش مکانون کے درمیان ہو کر گذرتی۔ باشندے گورے رنگ کے انگریز کی آمد کی خبر پاتے ہی اپنے گھر ترک کر کے بھاگ جاتے۔

بنگال کے پردیسی حکام سے کل ہمسایہ حکام کو طبعی نفرت و دشمنی تھی۔ وہ سب سے مقابلہ کرنے کو مستعد تھے۔ انگریزی فوج ہر جگہ شمار میں کم ہوتی۔ مگر ہر جگہ فتحیاب ہوتے۔ اکثر افسر جنھون نے کلایو کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کی تا ہنوز اپنے ملک کی بہادری قائم کیے ہوئے تھے۔ اس زمانہ کا ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے "اس قوم کی مستعدی و دل کی مضبوطی و بے خوف بہادری مین ذرا کلام نہین۔ انمین کامل بہادری کے ساتھ نہایت ہوشیاری و احتیاط بھی ہے وہ لوگ صف آرائی و قواعد مین بے نظیر ہین۔ پس اگر انکو ایسی عالی جنگی لیاقت کے ساتھ ان بندگان خدا کی رضامندی و بہبودی کے ساتھ حکومت کرنے کا سلیقہ حاصل ہوتا۔ اور رعایا کو آرام و آسایش پہونچانے کا ذرا بھی خیال ہوتا تو تمام دنیا مین کوئی قوم ان سے زیادہ لائق و قابل پسند نہوتی۔ انکی عملداری مین رعایا ہر جگہ ظلم سے گریہ وزاری کرتی نظر آتی ہے۔ حد درجہ کی محتاجی و مصیبت مین مبتلا ہے۔ اے خدا تو اپنی مصیبت مین فدہ بندون کی مدد کر اور انکے سخت ظلم سے انکی پناہ کر"

یہ غیر ممکن ہے کہ جنگی افسر بھی مدت تک ان خرابیون سے جو گورنمنٹ کے دیگر افسرون مین موجود ہو جاتے مین مبرا رہے۔ سخت گیری و لوٹ مار و آرام طلبی و صدول حکمی و سرکشی کی طبیعت عمدہ واران ملکی سے جنگی تک مین پھیل گئی۔ اور افسرون کی یہ کیفیت دیکھکر سپاہیونکا بھی یہی حال ہو گیا۔ یہ خرابی رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہونچگئی کہ ہر نشست مین سازشین ہونے لگین۔ جب کسی ایک سپاہی کو سزاے موت ہوئی تب سب کو ذرا خوف ہوا۔

آخرش کو بنگال کی ایسی کیفیت سنکر انگلینڈ مین بے چینی ہونے لگی متواتر تبدیلیان ہوئین۔ باشندے لوٹے گئے۔ تاہم کمپنی کو کوئی فائدہ نہوا۔ ہر جہاز مین دو چار قسمت ور ہندوستان سے خوب دولت کماکر آئے۔ اور عظیم الشان مکانات تعمیر کرائے۔ اور بڑے علاقہ خریدے مگر کمپنی دیوالیہ بنی ہوئی تھی۔ سرحد پر جنگ مچی ہوئی تھی۔ فوج مین بغاوت ہو رہی تھی۔ پنڈاریون کے مثل زیادتیون کے قوم کی نہایت بدنامی و ذلت ہو رہی تھی۔ یہ حالت سنکر وہ جو ہندوستان کے معاملات سے آگاہ تھے۔ نہایت خائف ہوے۔ عام نے بھی شور و غل مچانا شروع کیا۔ کہ کلایو ہی اس سلطنت کو جسکی اُسنے بنا ڈالی ہے۔ محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور کوئی ایسا لائق نہین ہے جو اُن ہولناک خرابیون کو رفع کر سکے۔

کورٹ آف پروپرائیٹر کے اجلاس مین نہایت تندی کے ساتھ

یہ خیال ظاہر کیا گیا۔ سب فرقے کے شرکا نے اپنے ذاتی قضیہ و تکرار کو فراموش کرکے اور اپنے منافع کے خیال کو برطرف کرکے ہموار ہوکر کہا کہ اس موقع پر کلایو کی ضرورت ہے۔ لہذا اسپر سب نے اتفاق رائے ظاہر کی۔ کہ اسکی جاگیر کے بارے مین جو ظالمانہ کارروائی ہوئی ہے ترک کردیجاوے۔ اور اُس سے منت کیجاوے کہ ہندوستان واپس جاکر کل انتظام مین اصلاح کرے۔

اسکے بعد کلایو نے مجلس مین کھڑے ہوکر کہا "اپنی جاگیر کے بارے مین صاحبان ڈائرکٹرے مین مناسب تصفیہ کرنے پر راضی ہون۔ وہ معاملہ آسانی طے ہوسکتا ہے۔ مگر اس سے زیادہ ایک اور مشکل ہے۔ وہ یہ ہے کہ تاوقتیکہ میرا بدخواہ سلیون کمپنی کا ممبر رہیگا مین کبھی سرکار بنگال کے کام کو اپنے ہاتھ مین لینے کی جرأت نہ کرونگا یہ مین نے واجب سمجھکر آشکارا کردیا" یہ سُنکر مجلس مین نہایت شور و غل شروع ہوا۔ سلیون نے کچھ کہنا چاہا مگر ایسا ہنگامہ و ہلڑ ہوا کہ کسی نے اُسکا ایک لفظ تک نہ سُنا۔ عنقریبًا کل شرکا موجودہ کلایو کے جانب دار تھے سلیون نے بذریعہ ٹکٹ تحریری رائے طلب کرنے کی کوشش کی۔ مگر کمپنی کا یہ ایک قاعدہ تھا کہ تاوقتیکہ نو شرکا تحریری رائے نہ دین۔ اسطور پر عام مجلس کی رائے نہین لیجا سکتی۔ اگرچہ مجلس مین کئی سو شرکا موجود تھے۔ مگر تاہم اُنمین نو اشخاص ایسے نہ نکلے جو سلیون کی اس درخواست کو منظور کرتے۔

لہذا اسی روز کلایو بنگال کا گورنر و کمانڈر انچیف مقرر ہوا۔ مگر اسنے اپنے عہدے کے فرائض کو ہاتھ مین لینے سے انکار کیا۔ تاوقتیکہ ڈائرکٹرون کا نیا انتخاب نہ ہو جاوے۔ نہایت جدو کد کے ساتھ یہ کارروائی ہوئی۔ آخرش کو کلایو فتحیاب ہوا۔ سلیون جو دفتر ہند مین کلیہ مالک تھا۔ کرسی میر مجلس سے برطرف کر دیا گیا۔ اور ایک بھی شریک نے اسکے بدستور اس عہدہ پر رہنے کی رائے نہ دی اب جو میر مجلس و نائب میر مجلس مقرر ہوئے وے کلایو کے دوست تھے۔

ایسی صورت مین کلایو تیسری و اخیر مرتبہ ہندوستان کو روانہ ہوا۔ مئی ۱۷۶۵ع کو وہ کلکتہ پہونچا۔ اور کل گورنمنٹ کو اپنے اول قیاس سے بھی زیادہ ابتر و بے ترتیب پایا۔ میر جعفر جسکا سب سے بڑا سپر میرن اول فوت ہو چکا تھا۔ اب جبکہ کلایو ہندوستان کی راہ مین تھا انتقال کر گیا۔ اہلکاران کے نام اول سخت حکم آچکے تھے کہ دیسی نواب و راجاؤن سے ایک حبہ تک نذر مین قبول نہ کرین۔ مگر طامع زر ہو کر اور اپنے دور و دراز کے ناواقف و غافل مالکون کے احکام کی کچھ پروانہ کر کے انھون نے اب پھر تخت بنگال کا نیلام شروع کیا۔ قریب چودہ لاکھ روپیہ کے کمپنی کے سب سے زبردست ملازمان کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ اس رشوت کے لحاظ سے نواب موفیہ کا ایک شیر خوردہ پسر تخت پر بٹھایا گیا۔ اس قابل لعنت قبیح کارروائی کی

خبر کلایو کو کلکتہ پہونچنے پر معلوم ہوئی۔ جہاز سے اوترنے کے
چند روز بعد اُسنے اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا۔ جس سے اسکے دل کا
افسوس و آزردگی ظاہر ہے۔ اور ہولناک ابتری کا حال آشکارا ہوتا ہے
جب یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ الفاظ ایک نہایت زبردست دل و شجاع کے
قلم سے لکھے گئے ہین اور جسکو مبالغہ کرنے کی ذرا عادت نہ تھی تو دل پر
نہایت اثر ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "ہاے افسوس قوم انگلشیہ کا نام
کیا خارت ہوگیا و ڈوب گیا۔ جب مین انگریزون کی اولوالعزمی کا خیال
کرتا ہون تو اپنے جوش رنج کو ضبط نہین کر سکتا۔ بے ساختہ میری چشم سے
اشک جاری ہو جاتے ہین۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عزت و شہرت اب
پھر کبھی حاصل ہوگی یا نہین تاہم خداوند خدا کو جو سب کے دل کے حال کو
جانتا ہے۔ اور جسکو مین آئندہ اپنے اعمال کا جواب دہ سمجھتا ہون
گواہی دیکر کہتا ہون کہ صدق دل سے میرا یہی قصد ہے کہ ان ہولناک خرابیون
کو رفع کرون یا اسی کوشش مین جان دیدون۔ یا خدا تو میرا شاہد ہے میری
یہ نیت ہرگز نہین ہے کہ بیجا طور پر زر حاصل کرنے کی جستجو کرون"۔

کونسل منعقد ہوئی کلایو نے انکی سامنے بیان کر دیا کہ میرا
قصد مصمم ہے کہ کل انتظام مین بخوبی اصلاح کرون۔ اور جو کچھ اختیارات
ملکی و جنگی مجھے عطا ہوئے ہین انکو پورا پورا استعمال کرون۔ جو نسٹن
جو کل مجلس مین سب سے نالائق اور نڈر تھا۔ کچھ مخالفت کرنے پر
آمادہ ہوا کلایو نے اسکو بولنے سے روک کر دھمکی دیکر دریافت کیا

کہ آیا آپ کو نئی گورنمنٹ کے اختیارات پر کلام ہے۔ جونسٹن ڈر گیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی اعتراض نہین ہے۔ کل شرکا کا رنگ فق ہو گیا۔ اور پھر کسی نے کوئی عذر نہ کیا۔

کلایو نے اپنے عہد کو پورا کیا۔ وہ صرف ڈیڑھ سال ہندوستان مین رہا۔ اور اس قلیل عرصہ مین نہایت اہم و وسیع و زبردست اصلاح کی۔ جیسی بہت کم دیگر مدبران ملک سے ظہور مین آئی ہو گی۔ اپنی زندگی کے اُس حصہ کو وہ نہایت فخر کے ساتھ ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا۔ اسوقت اسکے اختیار مین تھا کہ جسقدر دولت کثیر اسکے پاس موجود تھی اسکو تین مرتبہ اور زیادہ کر لیتا۔ اگر وہ انصاف کو بد نظر رکھتا ان خرابیون کی طرف سے چشم پوشی کر لیتا۔ جنکو دور کرنے کا اُسنے بیڑا اُٹھایا تھا۔ اسکے اختیار مین تھا کہ بے مدد و بزدل قوم کو بنگال کے انگریزون کے زور و ظلم و لوٹ و مار پر ترک کر کے ان سب کو رضامند رکھتا۔ وہ بدبخت لوگ نہین جانتے تھے کہ وہ جزیرہ کہان پر واقع ہے۔ جہان سے ہمارے خون کے پیاسے چلے آتے ہین۔ اور نہ اُن بیچارون کو کوئی ذریعہ حاصل تھا کہ جس سے اُنکی فریادین پندرہ ہزار میل سمندر کے پار پہونچ سکتین۔ کلایو نجوبی جانتا تھا کہ جب مین بسرگرمی اصلاح شروع کرونگا تو سب قسم کی بد گو میری مخالفت پر کمربستہ ہو جاوینگے۔ وہ اچھی طرح سمجھے ہوے تھا کہ وے ننگدل و بے ایمان و خونخوار جو وطن سے یہ امید کر کے چلے تھے کہ چند ماہ کے درمیان اسقدر دولت کثیر حاصل کر لینگے کہ باقی زندگی

نہایت امیری وعیش وآرام سے کٹیگی اور علاقہ خرید لینگے۔ مایوس ہوکر سخت دشمنی کرینگے۔ مگر اسنے پختہ قصد کرلیا تھا کہ مین لاکھون بی انسان کو اُنکے ظلم وستم سے رہا کیے بغیر نہ رہونگا۔ لہذا اسنے جنگ پلیسی سے تیز تر جنگ کے لیے اپنے دلکو مضبوط کیا۔ اول کامیابی ہونے کی ذرا امید نظر نہ آئی۔ مگر جلد ہی کل مزاحمت اسکے زبردست آہنی ہمت والے کے سامنے دور ہوگئین۔ دلیپون سے نذرانہ قبول کرنی کی سخت ممانعت کردی گئی۔ ملازمان کمپنی کی خانگی تجارت یکقلم موقوف کردیگئی۔ کل انگریز آبادی ان تدابیر سے سخت مخالف بنگئی۔ مگر یہ گورنر اپنے بندوبست سے کسی خوف کے باعث ذرا تجاوز کرنے والا نہ تھا۔ اسنے غور کیا کہ اگر قلعہ ولیم کے متعین میرے ماتحت خلاف ہین۔ تو مین دوسری جگہ کے ملازمان سول کو طلب کرلون گا۔ لہذا اسنے نیا بندوبست چلانے کے لیے مدراس سے چند عہدہ دارون کو طلب کرلیا۔ اولاً اسنے اُن سب کو جو اس سے مخالفت کرتے تھے موقوف کردیا۔ باقی عہدہ دارون نے خوف زدہ ہوکر مخالفت کرنا ترک کردیا اور پھر کسی نے آنکھ سامنے کرنے کی جرأت نہین کی۔

مگر کلایو نہایت دوراندیش وعاقل تھا۔ اسنے سمجھ لیا کہ یہ کل خرابیان ایک ایسے سبب کے باعث ہین کہ جب میرا مضبوط ہاتھ ہٹ جائیگا تو پھر بدستور سابق پیدا ہوجاوینگی۔ کمپنی ملازمان کی تنخواہ کم رکھنے مین نہایت غلطی کرتی تھی۔ انکی تنخواہ اسقدر قلیل تھی کہ گرم ملک مین ایک

یوروپین کو بتلی و تندرستی رکھنے کے کل سامان مہیا کرنے کے لیے
کافی نہ تھی۔ قلیل تنخواہ سے ایک پیسہ بچانا غیر ممکن تھا۔ یہ قرین قیاس
نہین کہ اوسط لیاقت کے اشخاص بھی اپنی زندگی کا عمدہ زمانہ گرم ملک
مین جلا وطن ہو کر محض خشک نان کے لیے صرف کرنا گوارا کرین۔ شروع
سے یہ سب سمجھے ہوئے تھے کہ گو کمپنی کی ملازمت مین تنخواہ برائے نام ہی
مگر ہر کس و ناکس کو خانگی و ذاتی تجارت سے مالا مال و امیر ہونے کا اختیار ہے
یہ دستور کمپنی کی تجارت کے لیے نہایت مضر تھا۔ بادشاہ جیمس اول
کے زمانہ مین اس نہایت عاقل صاحب غور ٹومس رونی صاحبان ڈائرکٹر
کو صلاح دی تھی کہ اس خرابی کو رفع کرین۔ اُسنے کہا تھا" کل خانگی تجارت
کی ممانعت کر دو تب کمپنی کا کاروبار بہتر طور پر ہوگا۔ مین جانتا ہون کہ یہ سختی
ہے اور سب ملازمان کمپنی کو ناگوار ہوگا۔ سب علانیہ کہتے ہین کہ ہم اسقدر
دور و دراز ملک مین صرف قلیل تنخواہ کے اوپر نہین آتے ہین۔ مگر یہ عذر
اُنکا دور ہو جائیگا۔ جب انکو معقول تنخواہ دوگے۔ اس صورت مین آپ پر
روشن ہوگا۔ کہ اس عمدہ تدبیر سے بجاے نقصان ہونے کے کسقدر
کمپنی کو فائدہ ہوگا"۔

باوجود اس عمدہ و نیک صلاح کے کمپنی نے اپنے قدیم دستور کو
ترک نہ کیا۔ اور ملازمان کی تجارت پر چشم پوشی کرتی رہی۔ ہر ممبر
کونسل کی تنخواہ صرف تین ہزار روپیہ سال تھے۔ مگر یہ عام مین مشہور تھا
کہ ایسا عالی عہدہ دار ہندوستان مین اس رقم سے دس گنا خرچ کرتا ہے

اور یہ ہرگز توقع نہین ہوسکتی کہ وہ ہندوستان مین تو ایسی عیش و آرام
کے ساتھ رہتے اور وطن واپس آنے کے لیے کچھ روپیہ نہ بچا کر رکھتے
بنگال فتح ہونے کے قبل اسطریق سے اگر کوئی نقصان تھا تو صرف
یہی تھا کہ سرکار کمپنی کو اپنے حصون کا کم منافع ملتا۔ مگر اب کمپنی ملک
کی حاکم ہوگئی تھی۔ گو اسکے نوکر تاہنوز کوٹھی والے وسوداگر ادنی و اعلے
کہلاتے تھے۔ مگر در اصل وے اب وسیع ملک کے حاکم اعلی و ماتحت
تھے۔ انکو اب کامل حاکمانہ اختیارات حاصل تھے انکی معمولی تنخواہین
حام کو منظور تہین۔ کہ بہت ناکافی تہین۔ قدیم رواج و اپنے مالکان کی
ظاہرا اجازت سے انکو دیگر وسائل سے روپیہ کمانے کے اختیارات
حاصل تھے۔ پس یہی اصل باعث اس ہولناک ظلم و رشوت ستانی کا ہوا
جسکے سبب سے تمام بنگال مین واویلا مچا ہوا تھا۔ و غارت گری طاری
تھی۔ کلایو نے خوب سمجھ لیا کہ ایک انسان کو اختیارات عظیم
دیدینا اور پھر یہ توقع کرنا کہ وہ مفلسی و محتاجی مین رہے محض لغو و بیہودہ
ہے۔ اسنے انصافاً گو نہ غور کرلیا کہ کوئی اصلاح مؤثر و دائمی نہین
ہوسکتی۔ تاوقتیکہ اسکے ساتھ ملازمان ملکی کمپنی کے مشاہرہ مناسب
و معقول نہ مقرر کیے جاوین۔ مگر ایک بڑی بھاری یہ دقت پیش آئی
کہ وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ ڈائرکٹران کمپنی اپنے خزانہ سے ایک حبہ زیادہ
دینا منظور نہ کرینگے۔ چنانچہ صرف ایک تدبیر اس مدبر کے لیے رہگئی
جسکے باعث اکثر لوگون نے اسکی رسوائی کی۔ مگر ہماری دانست مین

اُسکی وہ کارروائی نہایت واجب و مناسب تھی۔ اسنے ملازمان کی تنخواہ اضافہ کرنے کے لیے نمک کا اجارہ مقرر کر دیا جو آج تک سرکار انگریز کی آمدنی کی ایک خاص مد چلی آتی ہے۔ اس آمدنی سے اُسنے کل ملازمان کی حسب حیثیت و درجہ تنخواہ زائد مقرر کر دی۔ وہ سب نہایت انصاف کے لحاظ سے ہوئی۔ اسکی وجہ سے دشمنون نے اُسپر الزام لگایا کہ خانگی تجارت جسکے دور کرنے کے لیے وہ روانہ کیا گیا تھا اسنے اسطور اور زیادہ بڑھائی جو حوذ وعدہ کیے تھے۔ اُنکو شکست کیا اور جو ہدایتین اسکو کی گئی تھین اُنکا ذرا لحاظ نہین کیا مگر ہر شخص جسکو ذرا بھی عقل و تمیز ہو گی تسلیم کر لیگا کہ جس طریق کو اسنے مقرر کیا اور جسکو نیست و نابود کیا۔ ان دونون کے درمیان ذرا بھی مناسبت نہین۔ وہ شی دیگر وہ شی دیگر کلایو کے پیدا ہونے کے قبل ہندوستان کے حکام کے لیے اجارہ نمک ہمیشہ سے ذریعہ آمدنی چلا آیا ہے۔ اور اُسکی وفات کے بعد تک جاری رہا۔ ملازمان سول اس آمدنی مین سے ایک حصہ پانے کے انصافاً مستحق تھے کلایو نے اگر کوئی نیا بندوبست کیا تو صرف یہی کیا۔ کہ اس آمدنی مین سے انکی تنخواہین مقرر کین۔ اسنے اس ترکیب سے اس ظلم و ستم کو دفع کر کے جسکے ذریعہ سے قلیل عرصہ مین کمپنی کے لوگ زر کثیر رعایا کے خون سے کھینچکر چلدیتے تھے۔ انکے لیے ایک ذریعہ مہیا کر دیا۔ کہ وہ باایمان مشرق مین کچھ مناسب روپیہ وطن کے لیے بچا سکین۔ مگر افسوس بعض انسان کیسے

بے انصاف و بے تمیز ہوتے ہین کہ ایک ایسی تدبیر کو زبون و نامعقول بیان کرتے ہین جو کل اصلاح و کامیابی کی کامل بنا ہے - اور طرفہ یہ ہے کہ جو امور دراصل اسکی عمدہ کارروائی مین داخل ہین اُنکا کسی نے خیال نہین کیا -

اسنے ملازمان ملک کی مخالفت دفع کرکے سب مناسب بندوبست کردیا - مگر ملازمان جنگی مین ایسی اصلاحین جاری کردینا آسان نہ تھا حسب الحکم ڈائرکٹران چند قسم کی تخفیف فوج مین کردیگئی جسکے باعث ایک ایسا طوفان عظیم برپا ہوا کہ جسکو قیصر بادشاہ بھی بخوشی برداشت کرنے کی جرأت نہ کرتا - ایک ایسے ملک کے درمیان جسپر صرف بزور شمشیر حکومت ہوتی ہے ایسے لوگون کی مخالفت کرنا جنکے ہاتھ مین شمشیر کی قوت ہے - نہایت مشکل اور اہم ہے - دوسو انگریز عہدہ داران نے ملکر گورنمنٹ کے خلاف سازش کی اور ایک ہی روز اپنے عہدون سے استعفا دینے پر مستعد ہوگئے - انکو یقین تھا کہ اس دھمکی سے کلایو سے جو ہم چاہینگے منظور کرالینگے - وہ ہرگز گوارا نہ کریگا کہ فوج جسپر مشرق مین سرکار انگریز کی عملداری کا دارمدار ہے بلا تجربہ کار افسرون کے رہجاوے - اُنکو ذرا معلوم نہین تھا کہ کیسی زبردست طبیعت والے سے ہمین سروکار پڑا ہے کلایو کے پاس چند افسر ایسے تاہنوز موجود تھے جنپر وہ اعتبار و بھروسہ کرسکتا تھا - اسنے فورٹ سینٹ جورج سے چند افسرون کو طلب کرلیا - اور سوداگرون سے گماشتون تک کو جو سن بازک

وقت پر اسکی مدد پر تیار رہے فوجی عہدون پر مقرر کر دیا۔ اور حکم بھیجدیا کہ جو افسر استعفا دے وہ فوراً کلکتہ کو روانہ کر دیا جاوے۔ سازش کرنیوالون کو اب معلوم ہوا کہ ہماری تدابیر کل ناکامیاب ہوتی جاتی ہین۔ گورنر اس قماش کا انسان نہین ہے کہ کسی دھمکی مین آکر خائف ہو۔ سوا اپنے کام پر مستعد تھے کل سپاہی جسپر کلایو کا بڑا رعب داب تھا کامل وفادار بنے رہے۔ سرغنہ ان سازش کے گرفتار ہوے اور انپر مقدمے قائم ہوئے اور حراست مین کر دیے گئے۔ باقیون نے عاجز اور مایوس ہو کر منت کی کہ ہمارے استعفے واپس کیے جاوین۔ چند نے اشک بہا کر توبہ کی کلایو نے نوجوان عہدہ دارون پر رحم کیا۔ مگر سرغناؤن پر بہت سختی کی۔ وہ سختی ذاتی رنجش و ضد و کد سے برا تھی۔ جبکہ وہ انصافاً اپنے عہدے کے فرائض کو بے رو و رعایت ادا کرتا۔ ذاتی ذلت و بے ادبی کا بشجاعت ذرا لحاظ نہ کرتا۔ ایک سازش کنندہ پر گورنر کو قتل کرنے کی بندش کرنے کا الزام لگایا گیا۔ مگر کلایو نے اسکی ذرا پروا نہ کی۔ اور یہ کہکر ٹال دیا "وے افسر انگریز شریف آدمی ہین قاتل نہین ہین"۔

اسنے اس طور نہایت کامیابی کے ساتھ ملازمت جنگی و ملکی مین بخوبی اصلاح کر کے دیسی نواب و راجاؤن سے بھی صلح کر لی۔ اسکے ہندوستان مین قدم رکھنے پر بھی سب کے دل مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

اُسوقت نواب اودھ بہار کی سرحد پر فوج لیے پڑا تھا۔ اکثر افغان و مرہٹے اُسکے ساتھ آکر ملگئے تھے۔ اور کامل اندیشہ تھا کہ کل دیسی حکام اسکے ساتھ ملکر انگریزون کے خلاف ہو جاوین گے مگر کلایو کا نام سنتے ہی سب نے مخالفت ترک کر دی۔ دشمن صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی رضامندی ظاہر کی کہ جو شرائط گورنر تجویز کرے ہمین بسر و چشم منظور ہونگی۔

اُسوقت گورنمنٹ بنگال کا نیا بندوبست ہوا تھا۔ تا ہنوز وہان انگریزی سرکار کے اختیارات کی کوئی معینہ حد نہین تھی۔ اختیارات کے حد قائم کرنے کا قاعدہ یہان قدیم زمانہ سے نہ تھا۔ بنگال مین انگریزون کے اختیارات اسوقت ایسے تھے جیسے مغربی رومی سلطنت کی کمزوری کے اخیر ایام مین اُنکے درمیان غیر ملک والے سردار مرسیمر اور اودیسر وغیرہ کے تھے جو جب چاہتے کمزور بادشاہون کا جو قیصر و اگسٹس کے عالی نامون سے ممتاز تھے تخت سے اُتار کر ہر طرف کر دیتے۔ یہی حال اب ہندوستان مین تھا۔ طاقت ور پردیسیون نے سب اختیارات قانون اپنے ہاتھ مین کر لیے۔ تھیوڈورک نے اہمین مصلحت سمجھی تھی کہ دور و دراز کے دربار بین نیٹم سے حاکم اٹلی ہونے کی سند حاصل کرے اسطور کلایو نے دربار دہلی سے اُن اختیارات کے پانے کی درخواست کی جو دراصل اب اُسکے ہاتھ مین تھے۔ مغل بادشاہ بالکل بے مدد و ناچار تھا۔ اگرچہ وہ نہایت شاکی تھا۔ مگر تاہم انگریزون سے اس باعث راضی تھا کہ وے چند فارسی حروف کی تحریر کے عوض

جسمین اسکا کوئی ہرج نہ تھا نقد روپیہ دینے کو تیار تھے - مگر یہ ممکن نہ تھا کہ بلا اُنکی مرضی اُنسے ایک بھی روپیہ جبراً لے سکتا - دونون کے درمیان قول و قرار ہو گئے - اور براے نام بادشاہ ہندوستان نے کمپنی کے نام باین مضمون پروانہ عطا کر دیا کہ وہ بنگال و بہار اور یسہ مین آمدنی سرکار وصول کرے - اور اسکا کل بندوبست کرے -

ابتک نواب تھا جسکو انگریزون کے مقابل کچھ اختیار نہ تھا - ایک مرتبہ کلایو نے قصد کیا کہ اس تپلے کو اُٹھا دے - مگر پھر اسنے ایسی مصلحت سمجھی کہ دیگر سرکاران یورپ کے ساتھ کاروبار کرنے مین نواب کا نام رکھنے مین سہولت ہوگی - اسنے خیال کیا کہ فرنچ و ڈچ و ڈین لوگ ایک ہمسر تجارتی کمپنی کے بہ نسبت نواب کے اختیار کو جلد تر تسلیم کر لینگے - کیونکہ وے شروع سے اسکی تعظیم کرتے آئے ہین - یہ تدبیر اُسوقت مناسب تھی مگر بعد مدہ فضول و لغو ثابت ہوئی لہذا برطرف کر دیگئی - میر جعفر کا وارث تا ہنوز اپنے خاندان کے قدیم دار الخلافت مرشد آباد مین مسکونہ ہے - اور ابتک نواب کے لقب سے کہا جاتا ہے - اور کچھ قدیم حشمت و شان رکھتا ہے - سولہ لاکھ روپیہ سال کی پنشن سرکار سے اسکو تا ہنوز ملتی ہے اُسکی گاڑی کے ساتھ نقرئی عصا لیے ہوے چوبدار چلتے ہین - اُسکی ذات و مکان قانون کے عملدرآمد سے بری ہے - مگر اسکو کوئی پولیٹیکل اختیار حاصل نہین - وہ دراصل اب ایک اسیر ایا کمپنی مین داخل ہے -

دوسرے مرتبہ ملک کا انتظام کرنے مین کلایو کے لیے
آسان تھا کہ اسقدر زر کثیر جمع کر لیتا جسقدر یورپ مین کسی رعایا کے پاس
نہ نکلتا۔ وہ بلا کسی امیر رعایا پر ظلم و ستم کیے ہوے تین لاکھ روپیہ
سالانہ بطور نذر وصول کر لیتا۔ ہمسایہ دیسی حکام اسکی مہربانی حاصل
کرنے کے لیے جو وہ چاہتا بخوشی دیدیتے۔ مگر وہ خود نہایت تنگی کے
ساتھ اس قاعدہ کا پابند رہا جو اسنے دیگر عہدہ داران کی رہنمائی کے
لیے مقرر کیے۔ راجہ بنارس نے نہایت بیش قیمت ہیرا اسکو نذر دینے کو
پیش کیا۔ نواب اودھ نے ایک ڈبا نہایت بیش بہا زمرد و جواہرات
کا کلایو کے روبرو پیش کر کے اسکو منظور کرنے کے لیے اصرار
کیا۔ مگر اُسنے بخاطرداری و اخلاق اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔
اور زیادہ تعریف یہ کہ اسنے اسبات کا کبھی ذکر تک نہین کیا۔ اسکی
وفات کے بعد یہ امر ظاہر ہوا وہ نہایت احتیاط سے اپنی تنخواہ اور
تجارت نمک کے حصہ اور ان نذرانہ کا جنکو نہ دینا رواج مشرق کے
مطابق کمینہ پن خیال کیا جاتا ہے صحیح صحیح حساب رکھتا۔ جو کچھ زر
ان ذریعون سے وہ کماتا اپنے صرفہ مین لاتا جو زائد بچتا اپنی محبتی دوستون
مین تقسیم کر دیتا جو اسکے ہمراہ ہندوستان آئے تھے اسکو اس امر کا
فخر تھا۔ اور جہانتک ہم امتیاز کر سکتے ہین اسکا یہ فخر بجا تھا کہ دوبارہ
ہندوستان مین آنے پر بجاے اسکے دولت کو ترقی ہونے کے
تنزلی ہو گی۔

ایک بڑی رقم فی الحقیقت اسنے قبول کرلی - میر جعفر اپنے
اخیر دم مین اسکو چھ لاکھ روپیہ کا مال و اسباب و جواہرات وقف
کر گیا - فوائد جو نذرانہ قبول کرنے کی ممانعت کے بارے مین ہین صرف
زندون سے متعلق تھے نہ کہ مرحوم کی میراث سے - اسنے اس روپیہ
کو لے تو لیا - مگر اپنی ذاتی تصرف مین نہ لگایا - اسنے کل رقم کو کمپنی
کے حوالہ اس غرض سے کر دیا - کہ اُسکا منافع ان افسرون و سپاہ کو ہمیشہ
دیا جاوے جو نوکری کرنے سے معذور ہو جاوین - وہ مد جو تا ہنوز
اسکے نام سے کہی جاتی ہے اس فیاضانہ عطیہ کی بدولت قائم ہے -
۱۸ ماہ ہندوستان مین رہنے کے بعد اسکی صحت جسمانی مین
اسقدر خلل پیدا ہوا کہ یورپ واپس جانے کی ضرورت پیش ہوئی -
جنوری ۱۷۶۷ع مین اسنے اس ملک کو جسمین اسنے اسقدر زبردست
انقلابات پیدا کیے ہمیشہ کے لیے ترک کیا -
اسمرتبہ اسکے وطن واپس آنے پر مثل اول مرتبہ کے ہموطنون نے
اظہار خوشی نہین کیا - بے شمار مقدمات اُسپر تیار کیے گئے جنکے باعث
اُسکی زندگی کے باقی ایام تلخ ہو گئے - اور افکار و رنج نے اسکی جان
لے لی - اُسکے قدیم دشمنون کا دفتر ہند مین تا ہنوز بڑا زور تھا - اور اب
انکے ساتھ اور بہت ایسے لوگ شریک ہو گئے تھے - جنکی تندی و مخالفت
اُن سے بھی زیادہ تھی - ان کل ڈاکوؤن اور ہڑپنون و ظالمون کے گروہ نے
جنکے ہاتھ سے اُسنے بنگال کو بچایا تھا - نہایت کینہ و بغض و ذاتی کینہ خصلت سے

اسکو ذبح و تنگ کرنیکے لیے کمر باندھی۔ اُن مین سے اکثر نے صرف اس نیت سے کمپنی کے حصہ خریدے کہ انکو اس شخص سے جسکی مستقل مزاجی و نیک نیتی نے انکے ظلم و رہزنی کو بند کر دیا تھا۔ انتقام لینے کا بخوبی موقع حاصل ہو۔ صرف اسکو گالیان دینے و بدنام کرنے کے لیے جھوٹے اخبارات جاری کیے گئے۔ گو اور وقت مین سچائی و اصل لیاقت کے سامنے یہ فن و فریب نہ چلتے۔ مگر اُسوقت جھوٹ و لغویت سے عام دھوکے مین آ گئے۔

ہندوستان مین ان انقلابات عظیم کے برپا ہونے سے انگریزون مین ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا۔ جنکو انکے ہموطن نوابون کے نام سے پکارتے تھے۔ انکی پیدائش کسی امیر و قدیم خاندان سے نہ تھی۔ یہ شروع عمر مین کمپنی کی ملازمت مین داخل ہوکر ہندوستان گئے تھے جہان انھون نے زر کثیر جمع کیا۔ اور اب وطن واپس آکر نہایت امیری و شان و حشمت سے رہتے تھے۔ یہ ایک طبعی امر ہے کہ جب انسان کو شرفا و عمدہ لوگون کی صحبت نہین ہوتی تو بہت کمینی خصلتین بڑھ جاتی ہین جو سب کو ناگوار ہوتی ہین۔ اور اُسکو قابل لعنت بنا دیتی ہین۔ یہ بھی طبعی ہے کہ ایشیا مین مدت دراز تک بود و باش رکھنے کے باعث ایک انسان مین ایسی عادات و شوق پڑ جاتے ہین جو اُنکو ناگوار اور حیرت مین ڈالنے والے ہوتے ہین۔ جو کبھی یورپ سے باہر نہین گئے۔ یہ بھی ایک قدرتی بات ہے کہ جب مشرق مین انکو اختیارات عظیم و اعزاز نصیب ہوئے ہون

تو وہ وطن واپس آکر نا معلوم لوگون کے ماتحت رہنا پسند نہ کریگا۔
اور جب اسکے پاس روپیہ ہے اور کوئی اختیار و عالی مرتبہ حاصل نہین
تو ضرور وہ اپنی دولت کا ایسی طور پر اظہار کریگا جو دوسرونکو انکی بیجا
دست درازی معلوم ہو۔ جہان یہ کمپنی کے امیر ملازم سابق رہتے وہان
ضرور قدیم امرا خاندان و انکے درمیان کچھ نہ کچھ قصہ و تکرار پیدا ہوتے
یہ حال مدت تک رہا۔ اس زمانہ کے بیس سال بعد برک صاحب نے لکھا
مشرق سے آئے ہوئے انگریزون کو نہایت ناگوار ہے کہ وطن مین
ہماری عزت و تکریم ہمارے دوست کے ایک چوتھائی برابر بھی نہین ہے
چنانچہ انگلینڈ مین یہ دولت مند نواب جلد ایک ایسا فرقہ
ہوگیا۔ جو سب کی آنکھون مین کھٹکنے لگا۔ ان مین سے بعض نے مشرق
مین عالی لیاقت کا اظہار کیا۔ اور سرکار کے لیے بڑے بڑے کام
کیے۔ مگر وطن مین انکی لیاقت و خدمات سے کوئی واقف نہ تھا۔
وے اوفی الاصل معلوم خاندانون مین پیدا ہوئے۔ اور اب نئی
دولت پاکر کسی کو مال نہین سمجھتے۔ اور نہایت فضول خرچی کے ساتھ
صرف کرتے۔ اور اپنے قرب و جوار مین ہر شے کا نرخ تازہ آمدہ سے
لیکر اونی جائداد تک بڑھا دیتے۔ اور انکے نوکرون کی وردی
بڑے امیرون کے نوکرون سے زیادہ بھڑکیلی و چمکیلی رہتی۔ اور انکی
کوچ گاڑیان کانگریس کی گاڑی سے زیادہ نفیس و قیمتی ہوتین۔ اور
انکے بدانتظام خانہ داری کے باعث دیہات کے نصف نوکر اتبر و خراب ہو جاتے

بٹھانے سے شرمندہ تھا۔ خاندانی امرا سے حقارت کرنا۔ مگران مین شمار کیے جانے کی نہایت آرزو رکھتا۔ وخوشامدیون و بھڑوون مین اپنی دولت کو صرف کرنا۔ وکمپنی کے میر مجلس کو غیر ملک کے عجیب گلون کے گلدستے دینا۔ اور جاہل وناواقف لوگون کو لاکھون روپیہ وجاگیر کے تذکرون سے متحیر کرنا۔ مکنزی صاحب نے اپنے فسانہ مین نہایت نازک خیالی وسخن آرائی سے ایک وہقانی خاندان کا تذکرہ لکھا ہے۔ جو ہندوستان مین یکایک دولت کثیر حاصل کرکے امیر ہوگیا تھا۔ اور اپ خاندانی امرا وبزرگون کے طور وطریق کی نقل کرکے عام کی نگاہون مین خار وحقیر بنا ہوا تھا۔ شاعر کو پورے نہایت بلند خیالی وفصاحت سے جو خوبی مین ایرانی شعرا سے کم نہین ہے۔ ہندوستان پر ظلم وستم ہونے کو قومی جرائم مین بیان کیا ہے جسکی سزا خدا نے انگلینڈ کو مدت دراز تک مصیبت جنگ جاری رہنے۔ اور اپنے قرب کے سمندرون مین شکست ہونے وسلطنت امریکہ ہاتھ سے نکلجانے سے دی۔ اگر ہمارے ناظرین مین سے کوئی صاحب کسی پرانے کتب خانے مین ۶۰ سال کے چھپے ہوے قصہ وفسانہ (ناولس) تلاش کرکے وانکی دھول جھاڑکر پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائین۔ تو ضرور ہے کہ انمین سے کسی پرانے وحشی مزاج نواب کا ذکر ہوگا جسکے پاس دولت کثیر تھی۔ و ہنوز تنگدل نہایت کمینہ تھا۔

عام لوگون کے خیالات انگریز نوابون کے بارے مین ایسے ہوے تھے۔ ان سب نوابون مین سے اول سب سے لائق اور سب

زیادہ دولتور تھا۔ اسکے دولت کی نمایش اسطور پر ہوئی کہ جس سے بلا شک
کو نفرت پیدا ہوسے نرہی۔ وہ محلہ برلکی اسکوایر مین نہایت تزک واحتشام
کے ساتھ رہتا۔ اسنے ایک عالی شان محل سروپ شایر مین اور دوسرا
کلیرمونٹ مین تعمیر کرایا۔ اسکے اختیارات درعب داب پارلیمنٹ مین
بڑے بڑے خاندانون کے مطابق تھے کسطور ممکن ہوسکتا ہے کہ ایسی
صورت مین حسد پیدا نہ ہو۔ اسکے چند رشتہ دارون مین دولت نے
وہی کل خرابیان پیدا کردین جنکا مکنہ ہے صاحب نے ذکر کیا ہے
باوجود عمدہ عالی اوصاف رکھنے کے وہ خود ان عیبون وکمزوریون سے
بری نہ تھا۔ جو کل انگریز نوابون کے فرقہ مین پائی جاتی تھین۔ اور جن پر
زمانے کے شعرا و مصنفان نے لعنہ کی ہے۔ جب وہ اپنے کام پر متعین
ہوتا۔ تو نہایت سادہ رہتا۔ ہمیشہ گھوڑے پر سوار وردی پہنے ہوے
رہتا۔ کبھی ریشمی کپڑا نہین پہنتا۔ وہ کبھی پالکی مین سوار ہوتا۔ اور نہایت
سادہ غذا کھاتا۔ مگر جب اسکو فوج کا کام نہ رہتا۔ وہ اس پرہیزگاری
و سادگی کو ترک کرکے کل سامان عیش وآرام مہیا کرکے مثل نوابون کے
شان وحشمت سے رہنے لگتا۔ اگرچہ اُسکی صورت خوشنما نہ تھی۔ مگر تاہم
بہادرانہ و سردارانہ وضع اُسکے چہرے پر درستی تھی۔ وہ زرق برق امیرانہ
پوشاک کا شائق تھا۔ اور اپنے توشکخانہ کو عمدہ و نادر اشیایی لباس سے
بھرے رہتا۔ سرجون ملکم سے اسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہم نے ایک چٹھی دیکھا
ہے جسمین اسنے حکم دیا ہے کہ دو سو کمیزین نہایت نفیس تیار کرکے روانہ کرو

چاہے جسقدر روپیہ انمین صرف ہو اسکا کچھ خیال نہین ہے۔ اس امارت و وضع داری کا مقابلہ سر میتھو مایٹ بھی نہ کرسکتا۔

اس قسم کے چند نقص جو مبالغہ کے ساتھ عام پر ظاہر کیے گئے تو انکو کلایو کی جانب بدگمانی و بدظنی پیدا ہوگئی۔ مگر چندان اسکا مضائقہ نہ تھا۔ نہایت بے رحمی و ظلم کی حکایتین جسمین سے اکثر محض بے بنیاد تھین۔ دشمنون نے اُسکے بارے مین عام مین اُڑائین۔ چنانچہ اسکو عام کے لعن طعن صرف انھین کامون کے سبب سے برداشت نہ کرنی پڑی۔ جو خود اسنے ایک دو مرتبہ کئے تھے بلکہ ان سب بداعمالون کے باعث بھی جو دیگر انگریزون سے ہندوستان مین سرزد ہوئے تھے۔ جبکہ وہ وہان موجود تک نہ تھا۔ بلکہ ان سب بدکرداریون کے مرتکب ہونے کا الزام اسپر عائد کیا گیا جنکو اسنے مسدود کرنے کے لیے سخت کوشش کی تھی۔ اور انکے کرنے والون کو سزائین دی تھین۔ جن خرابیون کو رفع کرنے کے لیے اسنے نہایت ایمانداری و قصد مصمم کے ساتھ جنگ عظیم کی تھی انکے برپا کرنے کا ناحق الزام اسپر لگایا گیا۔ دراصل وہ ان کل بدیون و کمزوریون کا مجسم انبار سمجھا گیا جو ایشیا مین روپیہ کمانے کے لیے جانے والے انگریزون سے واجباً و غیر واجباً منسوب کی گیئن۔ ہمنے اکثر ضعیف لوگون کو جو اُسکے حال سے ذرا واقف نہین ہین۔ مگر جو اپنی نوجوانی کے تعصب کو تاہنوز قائم کیے ہوئے ہین اسکو مجسم شیطان کہتے ہوئے سُنا ہے

جونس صاحب ہمیشہ اسکے بارہ مین ایسی کریہ زبان استعمال کرتا۔
برڈن صاحب نے جسکو کلایو نے اپنے باغ کی قطع بنانے کے لیے لگایا
تھا۔ اسکے مکان مین ایک صندوق دیکھا جسمین ایک مرتبہ خزانہ مرشدآباد
بھرا ہوا تھا۔ اُسکو بار بار حیرت ہوتی تھی کہ کس صورت مین اس گنہ گار کا
ضمیر اسکو چین سے سونے دیتا ہوگا۔ جبکہ ایسی شی اسکے سونے کے کمرے
کے اسقدر نزدیک رکھی ہے۔ مقام سرے کے کسان نہایت خوف سے
اس عالیشان عمارت کو دیکھتے تھے جو کلیرمونٹ مین تعمیر ہو رہی تھی۔
اور باہم کانا پھوسی کرتے تھے کہ اس سخت گنہ گار و بیرذات امیر نے
اس غرض سے اپنے محل کی دیوار اسقدر زیادہ چوڑی بنوائی ہے کہ مبادا
شیطان اسکو معہ جسم کے اُٹھا لیجاوے۔ اور ایسا ایکدن ضرور ہونے
کو ہے۔ ان مُنھ پھٹ جاہل کسانون مین جو ایسی خوفناک حکایتین بڑے
دھیان سے سنتے۔ ایک نالائق بدشکل لڑکا بنام ہنٹ تھا جو مابعد
ولیم ہنڈ نگٹن کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ تعصب و خام خیالی کے ساتھ
جب اس فریبی کی بدذاتی شامل ہوگئی تو کلایو کے چلن و سرگذشت
زندگی کے بارے مین بنی تھی۔ اتہام و خوفناک حکایتین مشہور ہوئین۔
اس اثنا مین کلایو نے جو زور بنگال کی اصلاح انتظام مین
لگایا تھا رفتہ رفتہ کم ہوگیا۔ اسکی پولیسی زیادہ تر ترک کردیگئی۔ وہ
کل خرابیان جنکو اُسنے رفع کیا تھا۔ از سرِ نو پیدا ہوگئین۔ آخرش کو وہ
ابتری جو بد انتظامی سے پیدا ہوئی ایک ارضی آفت کے نازل ہونے سے

اور زیادہ ہوگی جو نہایت عمدہ انسانی انتظام سے بھی دور نہین ہوسکتی
۱۷۶۹ع مین بارش بالکل نہین ہوئی۔ زمین خشک پڑی رہی۔ تالاب دریا
سوکھ گئے۔ اور قاتل قحط نے ایسے ملک مین جہان ہر خاندان اپنی زمین
کے ٹکڑے کی پیداوار پر گذر کرتا ہے کل وادی دریاے گنگ مین سخت
مصیبت طاری کردی۔ ہزارون بنی انسان فاقہ سے مرنے لگے۔ نازک
و شریف عورتین جنھون نے زنانہ خانہ سے کبھی قدم باہر نہین رکھا تھا
اور نہ عام کے سامنے منھ سے نقاب اُٹھایا تھا۔ سڑک کے کنارے
بیٹھ کر نہایت ترسناک طور پر گریہ وزاری کرکے اپنے بچون کے لیے
راہ گیرون سے ایک مٹھی چاول مانگتی تھین۔ دریا ہگلی مین روز ہزارہا
لاشین انگریز فتحیابون کے بنگلون و باغون کے نیچے ہوکر بہتی نظر آتی
تھین۔ کلکتہ کی کل سڑکین مردون و مرتے ہوئے لوگون سے بھری
ہوئین تھین۔ لاغر و کمزور بچے ہوئے لوگون مین اسقدر طاقت باقی
نہ تھی کہ اپنے مردہ رشتہ دارون کی لاش کو اُٹھاکر چتا مین جلانے
کے لیے دریا کنارے لیجاوین۔ یا گدھون و چیلون کو اُڑا دین۔ جو
بروز روشن مردہ انسانون کی لاشون کو کھاتے تھے۔ یہ صحیح شمار نہین
کیا گیا۔ کہ کسقدر آدمی مرے ہونگے۔ مگر اسمین ذرا شک نہین کہ لاکھون
بھوک سے مرگئے۔ یہ خبر جب انگلینڈ پہونچی تو ہندوستان کے معاملات
کے بارے مین عام کی اور زیادہ توجہ ہوئی۔ اور تمام ملک مین گھبراہٹ
پھیل گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے الگان کو اپنے منافع کی نہایت فکر ہوئی

سب لوگون کو جنکے دل مین ذرا بھی انسانیت کا جوش تھا بدبخت رعایا ہند کی مصیبت پر کمال رنج و افسوس تھا۔ ترس کے ساتھ اب غصہ پیدا ہوا یہ افواہ اڑی۔ کہ ملازمان کمپنی نے ملک کی کل پیداوار چاول کو اپنے اجارے مین کر لینے سے یہ آفت عظیم رعایا پر برپا کی ہے۔ اور کہ انھون نے اصل خرید سے ۸ و ۱۰ و ۱۲ مرتبہ زیادہ قیمت پر چاول فروخت کیے اور کہ انگریز اہلکار نے جو اول ایکہزار روپیہ کا بھی مالدار نہ تھا۔ اس مصیبت عظیم کے درمیان چھ لاکھ روپیہ روانہ کیے۔ ہم ان اتہامات کو محض بے بنیاد سمجھتے ہین۔ یہ اغلب ہے کہ کمپنی کے ملازمان نے کلایو کی روانگی کے بعد چاول کے تجارت کرنے کی جرأت کی ہو۔ اور کہ ایام قحط مین بہت زیادہ منافع حاصل کیا ہو۔ مگر یہ خیال کرنے کی کوئی معقول وجہ نہین ہے کہ انھون نے ایک ایسی مصیبت نازل کی ہو اور بڑھائی ہو۔ جسکی از غیبی ہونے کے کل اسباب نمایان ہین۔ شور و غل و اتہام جو اسموقع پر پیدا ہوے ایسے لغو و بے بنیاد ہین جیسے خود انگلینڈ مین گرانی کے ایام مین گرانی برپا کرنے کا الزام غلہ فروشون پر بڈھی عورتین لگایا کرتی ہین۔ یہ غوغا اسقدر زور و شور کا ہوا کہ ایڈم اسمتھ کے مثل غافل تک دھوکے مین آگیا۔ اور نہایت تعجب یہ کہ انپر مصیبت واقعات کی وجہ سے کلایو پر عام کا غصہ ٹھہرا۔ قحط برپا ہونے کے کئی سال قبل وہ انگلینڈ واپس آگیا تھا۔ اسکے کسی اعمال سے اور مصیبت قحط سے ذرا نسبت نہ تھی۔ اگر ملازمان کمپنی نے تجارت چاول کی تو

انھون نے کلایو کے مقرر کیے ہوے قواعد کے محض خلاف کیا
جب وہ گورنر تھا اُسنے خانگی تجارت ملازمان کمپنی کو دور کرنے کے لیئے
سخت تدابیر کین - مگر تاہم وہ اپنے ہموطنون کی نگاہ مین جیسا کہ صدر
مین ذکر ہو چکا ہے مجسم ظلم و ستم تھا - اور فرقہ نوابان مین اول شمار
ہوتا تھا - جبکہ وہ سرے مین محل تعمیر کرا رہا تھا اسپر قحط بنگالہ
کی ذمہ داری عائد ہو رہی تھی -

تاہنوز مشرقی عملداری کے باعث پارلیمنٹ نے کچھ توجہ نہین کی
تھی - جورج ثانی کی وفات کے بعد پے در پے کمپنی ایسی کمزور ہوئی جسکے
انتظام ناقص ثابت ہوئے - شاہی خاندان کی سازش و دار الخلافت
کے دنگہ و فساد و امریکہ کی بغاوت کے باعث وزرا کو وزا مہلت نہ تھی
کہ معاملات ہند کیجانب توجہ کرین - جب کبھی انھون نے کمپنی کے
کسی معاملہ مین دخل دیا تو بے دل و بے پروائی سے جسکا کچھ عمدہ نتیجہ نہوا
جورج سوم کے عہد مین ولیم چیتھم صاحب نے کمپنی پر بہادرانہ حملہ
شروع کیا - مگر اُسوقت اُسکو ایسی مہلک بیماری ہو گئی جس سے اسکی سب
تدبیرین بیحاصل ہو گئین -

آخر ش کو ۱۷۷۳ع مین یہ سب پر روشن ہو گیا کہ پارلیمنٹ
اب معاملات ہند سے غفلت نہین کر سکتی پٹ صاحب فرقہ وگ کے
درمیان ۱۷۷۰ع مین تنازعہ ہونے کے بعد اُسوقت کے مثل خافل
و مضبوط وزرا کبھی نہین ہوئے تھے - کوئی یورپ یا خانگی معاملہ اُسوقت

ایسا پیش نہ تھا جسپر وزرا کی زیادہ توجہ درکار ہوتی۔ دو طوفان برپا ہونے کے بعد اب چند روز امن تھا۔ مڈل سکس کے انتخاب کی اضطرابی اب طے ہو گئی۔ اور امریکہ کی ناراضی سے فی الحال خانہ جنگی ہونے کا احتمال نہ تھا۔ کمپنی کے خزانہ خالی ہونے سے سخت دقت پیش تھی۔ لہذا وزرا کو مجبوراً اسپر توجہ کرنی۔ کل طوفان جسکے اسباب تو مدت سے جمع ہو رہے تھے یکبارگی کلایو کے اوپر ٹوٹ پڑا۔

اُسکی حالت فی الواقع نہایت قابل رحم تھی۔ تمام ملک کو اُسکے نام سے نفرت و دفتر ہند مین ہر شخص کو اُس سے دشمنی تھی۔ اور سب سے زیادہ قاتل دشمن اُسکے وہ دو لشکر ملازمان کمپنی تھے جنکے سخت ظلم و ستم و لوٹ مار کو اُسنے روکا تھا۔ اُسکو اب اپنے نیک و بد اعمال دونون کے سبب سے مصیبت اُٹھانی پڑی۔ ہندوستان کی ابتری و اصلاح دونون کے باعث چار طرف اُسکے دشمن بنے ہوے تھے۔ منتظمان ملک کی اُسوقت ایسی کیفیت ہو رہی تھی کہ اُسکو کسی فرقہ کے ساتھ ہونے مین امداد کی امید نہین ہو سکتی تھی۔ فرقہ جورج گرنول جس سے وہ متعلق تھا۔ گورنمنٹ کے خلاف تھا۔ مگر تاہم وہ دیگر مخالف فرقون کے شریک حال نہ تھا۔ اُسکو لارڈ چھتم اور لارڈ کنگھم کے ساتھیون سے کچھ سروکار نہ تھا۔ جورج گرنول کا اُسوقت انتقال ہو گیا۔ اور اُسکے ساتھی درہم برہم ہو گئے۔ چونکہ کلایو پارلیمنٹ کے کسی زبردست فرقہ سے متعلق نہ تھا۔ لہذا اُسکو صرف اپنے شرکا کی امداد کا

بھروسہ تھا۔ جنکو اُسنے پارلیمنٹ مین منتخب کرایا تھا۔ اسکے دشمن جو کہ دراصل اسکے نیک اوصاف کے دشمن تھے نہایت تند و خونخوار تھے انھون نے بھی قصد مصمم کیا تھا کہ کلایو کی کل دولت و شہرت کو غارت کردین۔ انکی یہی منشا تھی کہ وہ پارلیمنٹ سے نکال دیا جاوے۔ وا سکی کل جایداد ضبط کرلیجاوے۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ اسقدر ہونے پر بھی وے اپنے انتقام کو پورا ہوا سمجھتے یا نہین۔ وے اُسکے خون کے پیاسے تھے۔

کلایو کا پارلیمنٹ مین بحث کا طریق بھی ایسا ہی بہادرانہ تھا۔ جیسا میدان جنگ مین تھا۔ اگر دشمنون کا شمار دوستون کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا۔ اور سب نے اُسکو ترک کردیا تھا۔ اور چہار طرف سے محاصرہ ہوچکا تھا۔ سب ہاتھ سے نکلجانے کا خطرہ تھا۔ تاہم بجاے صرف بندش بچاو کے بندش یا بندہ نے کی اسنے بہادری سے دشمنون پر حملہ کرنا شروع کردیا۔ معاملات ہند کے بحث کی شروع مین ہی وہ اُٹھا اور ایک نہایت فصیح و مکمل تقریر مین اپنے تئین اُن الزامات سے بری کیا جو اسپر ناحق لگائے گئے تھے۔ کہتے ہین کہ اسکی تقریر سے سامعین کے دل پر نہایت اثر پیدا ہوا۔ لارڈ چھم جو صرف اب اپنی اصل کا سایہ رہگیا تھا۔ اس روز اجلاس پارلیمنٹ مین موجود تھا۔ اُسنے اقرار کیا کہ ایسی پُرجوش و موثر خوش تقریر اس سے پہلے مینے کبھی نہین سُنی تھی۔ بعدہٗ وہ اسپیچ کلایو کے ہدایت کی مطابق طبع ہوئی۔ اِس سے

صاف عیان ہے۔ کہ اسمین پختہ سمجھ و بہادرانہ طبیعت و مباحثہ و خوش
تقریر کرنے کی عمدہ لیاقت موجود تھی جو کسیقدر محنت سے اور زیادہ درست
ہوسکتی تھی۔ اس موقع پر اسنے اپنے اخیر انتظام کے واجب و درست
ثابت ہونے کے بارے مین تقریر کی تھی۔ اُسنے پارلیمنٹ مین اسقدر
اثر پیدا کیا کہ اسکے دشمنون نے اخیر بندوبست پر حملہ کرنے سے دست کش
ہونا مصلحت سمجھا۔ اور اول و شروع کارروائیون پر عیب گیری پر اکتفا کیا
بدبختی سے اسکی اول کارروائیون مین چند نکتہ ایسے تھے جنکو
اُسکے دشمن عام پر ظاہر کرکے اسکے شہرت مین داغ لگا سکتے تھے۔ عام
راے سے ایک کمیٹی معاملات ہند پر تحقیقات کرنے کے لیے منعقد
ہوئی۔ اس مجلس نے نہایت بدنیتی سے اُن کل واقعات کی چھان کی
جو سراج الدولہ کی شکست سے لیکر میر جعفر کے تخت نشین ہونے تک
ہوئے تھے۔ کلایو سے ذرا ذرا امورات پر سوال کیے گئے۔ جسپر
اُسنے بعدہ نہایت تلخی سے شکایت کی کہ مجھ پلیسی کے سی جنگ عظیم کے فتح
کرنے والے کے ساتھ ایسا بدسلوک کیا گیا۔ جیسا کہ ایک بھیڑی کے
چرانے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسکے جوابات کی صفائی و بہادری
سے بمان عیان ہے کہ جھوٹ و دغا سے اسکو نہایت پرہیز تھا۔ مگر تاہم
مشرق مین اپنے عہد و پیمان کے درمیان اسنے دغا و فریب کرنے سے
گریز نہین کیا تھا۔ اسنے تسلیم کیا کہ ہان امین چند سے جو فریب مینے
کیا اسکی مجھے ذرا شرم نہین ہے۔ خدانخواستہ اگر آج ایسا موقع پھر پیش آجاوے

تو مین پھر ایسے کام کرنے مین ذرا تامل نہ کرونگا۔ اسنے تسلیم کیا کہ مجھی میر جعفر نے معقول نذرین دین۔ مگر میری سمجھ مین اُسکے نذر قبول کرنے مین عزت و اخلاق کے خلاف کوئی امر نہین ہوا۔ برعکس اسکے کلایو نے بے غرض و بے لگاؤ کل تعریف کا واجباً دعوی کیا اسنے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ اسموقع کا تفصیل وار بیان کیا۔ جو فتح کے باعث اُسکو حاصل ہوا تھا۔ بڑے بڑے راجہ و نواب اُسکے ابرو کے چڑھاو و اُتار کو ہر دم دیکھتے رہتے تھے۔ ایک بڑے دولتور امیر کو اندیشہ تھا کہ مبادا وہ اُسکو لوٹے جانے کا حکم دیدے۔ نہایت تونگر کوٹھی وال اُسکی خوشنودی خیال کرنے کے لیے ایک دوسری کی ہمسری کرتے۔ سونے و جواہرات کے بھرے ہوئے خزانہ اُسکے سامنے کھول دیے گئے۔ اسنے پرجوش ہوکر کہا "اے صاحب میر مجلس بخدا اس وقت مین متحیر ہو آپکے روبرو کھڑا ہون کہ مین نے اُسوقت نہایت اعتدال ظاہر کیا۔"

تحقیقات ایسی طول و طویل ہوئی کہ قبل اسکے ختم ہونے کے دونون ہوس اف کامنز اور ہوس اف کامنز کے ایام اجلاس ختم ہوگئے دوسرے اجلاس مین بھی تحقیقات جاری رہی۔ آخرش کو کمیٹی نے اپنا کام ختم کیا۔ دو شضمیر و بے طرفدار لوگون نے سب کا صاف انجام سمجھ لیا یہ صریح ظاہر تھا کہ کلایو سے چند اعمال بد ایسے سرزد ہوئے۔ جو بلا پاک قانون و قواعد سے منحرف ہوئے۔ واجب نہین قرار دیے جاسکتے مگر اسمین ذرا کلام نہین کہ اسنے عالی لیاقت و چند عالی اوصاف بھی تھے

اسنے اپنے وطن و ہندو دونون کے لیے عالی خدمات کین۔ دراصل اسپر یہ کل فساد اس سبب سے برپا نہین کیے گیے کہ اسنے میر جعفر سے بہت روپیہ نذرانہ لیا۔ اور امین چند سے وفا کی بلکہ اس سبب کہ اسنے لوگون کی طمع و ظلم کو روکنے کے لیے سخت مخالفت کی۔

معمولی قوانین فوجداری مین مجرم کے لیے رعایت نہین ہے ایک شخص کیسا ہی لائق ہو مگر تاہم ذرا سے خلاف قانون کارروائی کی سزا سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ اگر ایک شخص ایک شمہ صبح کو شراب بیچنے کا قصوروار ہو تو اُسکا بچاو یہ دلیل پیش کرنے سے نہین ہو سکتا کہ اسنے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالکر اپنے ایک ہمجنس کی جان بچائی۔ اگر اسنے اپنی پچھیے کی گاڑی مین بینو فونڈ لینڈ کا کتہ جوتا ہو تو اسکی حمایت مین یہ نہین دلیل ہو سکتی کہ اسنے جنگ والٹرلو مین زخم کاری کھایا تھا۔ مگر اسطرح ایک ایسے انسان کا انسان نہین ہو سکتا جو بڑے بڑے غیر معمول لالچون سے آزمایا جا چکا ہو۔ اور جو معمولی مزاحمتون سے مبرا تھا۔ ایسے اشخاص کا انصاف موجودہ لوگون سے ایسا ہی ہونا واجب ہے جیسا آیندہ نسلون سے۔ اُنکے اعمال بد کو فی الحقیقت نیک نہ کہنا چاہیے۔ مگر کل نیک و بد کو بخوبی میزان عقل مین وزن کرنا چاہیے۔ لیکن اگر اعمال نیک وزن مین اعمال بد سے زیادہ ہون تو فتوی صرف رہائی ہی کا نہ ہونا چاہیے بلکہ تعریف کا بھی۔ دنیا کی تواریخ مین کوئی حاکم محض بے قصور و قابل تعریف نہین قرار دیا جا سکتا۔ اگر کوئی انکے صرف ایک یا دو نامناسب کام پر ہی لطرداے

بروٹس بحاد و ہندہ اسکوٹ لینڈ مورس جسنے جرمنی کو مخلصی بخشی و ولیم جسنے ہولنڈ کو آزاد بنایا۔ اور اسکی نہایت قابل قدر اولاد جسنے انگلینڈ کو ظالم کے ہاتھ سے رہا کیا و مہری جسنے بادشاہ کی نابالغی مین مثل مہربان پدر کے ملک کا انتظام کیا و کوسمو جسکو اوسکی رعایا شفیق پدر کے مثل سمجھتی تھی و ہنری چہارم والی فرانس و پٹر اعظم شاہ روس مین سے کوئی بھی بے داغ نہین ہوے۔ ان مین سے کوئی باوجود مربی بنی انسان ہونے کے ایسا نہین ہے جس سے کوئی بھی اعمال بد سرزد نہین ہوا۔ مگر مورخ فراغ دل ہوتے ہین۔ صرف ایک دو کاربد کے لحاظ سے عالی بزرگون کے بے شمار اعمال نیک کو فراموش نہین کرتے۔ اور نہ انکے احسانات کو فروگذاشت کرتے ہین۔

سمجھدار و غافل لوگون نے ایسی ہی خیالات کلایو کے معاملہ پر ظاہر کیے۔ اگرچہ وے اسکو محض بے قصور نہین سمجھتے تاہم انکی درامرضی نہ تھی کہ وہ کمینہ خصلت و بعضے حاسدون کے حوالہ کردیا جاوے جو اسکو زچ و تنگ کرکے جان لینے پر آمادہ تھے۔ لارڈ ناتھ اگرچہ کلایو کا دوست نہ تھا۔ مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ وہ غایت درجہ دق کیا جاوے۔ جبکہ تحقیقات جاری تھی کلایو جسکو چند سال قبل خطاب نائٹ اف دی باتھ عطا ہوا تھا بادشاہ ہنری کے گرجے مین نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ممتاز کیا گیا۔ قلیل عرصہ بعد اسکو لارڈ اجنٹ سرو پ شایر کا لقب بخشا گیا۔ جب وہ جورج سوم کی ملازمت سے شرفیاب ہوا تو شاہ نے ازراہ الطاف خسروانہ

اسکو علیحدہ خاص و عام مین طلب کیا اور نصف گھنٹہ تک انتظام ہند کے
بارے نہایت شفقت سے گفتگو کرتا رہا۔ جب کلایو نے اپنی خدمات اور
عام لوگون کی بدسلوکیون کا ذکر کیا۔ تو بادشاہ نے نہایت افسوس ظاہر کیا۔
آخرش کو الزامات ایک مقرری صورت مین ہوس آف کامنز کے
روبرو پیش ہوئے بزرگون نے میر مجلس کمیٹی تحقیقات۔ جو نہایت عاقل
و وضع دار و عزت دار و مصنف و راقم پسندیدہ ناٹک مشہور تھا۔ اور جسکی
اس زمانہ مین نہایت قدر ہوتی تھی الزامات کلایو کو پیش کیا۔ شرکاء گورنمنٹ
کی اختلاف راے تھی اس زمانہ مین کل معاملات علانیہ طور پر طے ہوتے تھے۔
بجز اُنکے جنکو گورنمنٹ خود پیش کرتی یا جسکی وجہ سے گورنمنٹ پر الزام
آنے کا اندیشہ ہوتا تھرلو صاحب اٹورنی جنرل کلایو کے مخالفین
مین تھا۔ وڈربرن صاحب سولیسٹر جنرل نے جو کلایو کا دوست
تھا نہایت عمدہ دلائل و فصاحت سے اُسکی حمایت کی۔ یہ ایک عجیب
اتفاق ہوا کہ چند سال بعد تھرلو صاحب وارل ہیسٹنگس کا نہایت
سرگرم و حامی و مددگار ہوا۔ جبکہ وڈربرن صاحب اس مدبر اعظم کا
جو بالکل بے عیب نہ تھا مخالف بنا کلایو نے نہایت مضبوطی و دلسوزی
کے ساتھ اپنے بچاو مین تقریر کی۔ اسنے اپنے کل کار عظیم اور جو ظلم اسپر
ہوے تھے شمار کر لیے۔ اور کل سامعین کو یہ یاد دلا کر کہ اسوقت آپکو
میری عزت کا تصفیہ نہین کرنا ہے بلکہ اپنی قوم کی عزت کا کرنا ہے اجلاس
سے اُٹھ کر چلا گیا۔

ہوس آف کامنز نے یہ راے ظاہر کی کہ کل جو کچھ فوج سرکاری کی بدولت حاصل ہوا ہے وہ حق سرکار کا ہے۔ اور کہ یہ ناجائز ہے کہ کوئی اہلکار سرکاری اس حاصل شدہ شے کو اپنے ذاتی کام مین لاوین اسنے یہ بھی راے ظاہر کی کہ بشروع سے کل انگریز اہلکاران نے بنگال مین اس قاعدہ کے خلاف کیا۔ دوسرے روز شر کا ایک قدم اور آگے بڑھے۔ اور راے ظاہر کی کہ کلایو نے ان اختیارات کے ذریعہ سے جو کمانڈر فوج انگریزی کی حیثیت سے اسکو حاصل تھے میر جعفر سے بہت روپیہ لیا۔ اسپر ہوس کو تامل ہوا۔ انھون نے تفیہ منطقی کو تسلیم اُسکے نتیجہ نکالنے سے گریز کیا۔ جب کہ یہ راے تسلیم ہوئی کہ کلایو نے اپنے اختیارات کو بُرے طور پر استعمال کیا اور دیگر ملازمان سرکاری کے لیے بد مثال قائم کی تو اول مسئلہ تسلیم ہوا۔ آخر شب کو تمام شب زور شور سے مباحثہ ہونے کے بعد صبح کو وڈ ربرن نے یہ راے منظور کرنے کے لیے پیش کی کہ لارڈ کلایو نے اپنے ملک کے لیے نہایت قابل قدر خدمات کین چنانچہ یہ راے بلا کسی اختلاف کے منظور ہوئی۔

ہماری راے مین اس قابل یاد کت کا نتیجہ پارلیمنٹ کی عزت و انصاف و اعتدال و امتیاز کے لائق ہوا۔ اسکو ظلم کرنے کے لیے کوئی ترغیب نہ تھی۔ اس سے جنکس و لکیز کے الزامات کے فیصلہ مین صحیح انصاف نہ ہوا ہو مگر کلایو کا معاملہ کسی فیاض حکومت سے متعلق نہ تھا

چنانچہ اسکے تصفیہ مین شرکا نے وہی نیک نیتی و نیک خواہش ظاہر کی۔ جو انگریز شرکا کے ایک ایسی عالی مجلس سے جو محض بے تعصب و لوس ہو امید ہو سکتی ہے۔

برٹش پارلیمنٹ کی منصفانہ و شایستہ کارروائیان سرکار فرانس سے مقابلہ کیجاتی ہین۔ لوئیس پنجدہم کی بدبخت سرکار نے عنقریباً ان کل فرنچ افسرون کو صریحاً یا حیلتہً مروا ڈالا۔ جنھون نے مشرق مین اپنے ملک کے لیے خدمات عظیم کی ہین۔ لبودڈنی قید مین ڈالا گیا۔ اور چند سال وہان تکلیف برداشت کرنے کے بعد رہا کیا گیا۔ تو قلیل عرصہ مین مرگیا۔ ڈپلی سے اسکی کل دولت چھین لیگئی۔ چنانچہ وہ ذلیل و شکستہ دل ہو کر فوت ہوا۔ لبلی کے منھ مین ڈاٹ دیدیگئی۔ جب عام کے سامنے وہ پھانسی دیا گیا مگر عام رعایا انگلینڈ نے اپنے زندہ کپتان کے ساتھ وہ انصاف کیا جو اکثر مرحوم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ انھون نے عام واجب اصول قائم کردیے اور باریکی کے ساتھ بتا دیا کہ کہان اُسنے اُنسے تجاوز کیا۔ انھون نے ملائم مذمت کے ساتھ فیاضانہ تعریف بھی کی۔ اس اختلاف پر ہنوز مصنف ولٹیر کو نہایت حیرت ہوئی۔ جو ہمیشہ انگلینڈ کے پارلیمنٹ کا ثناخوان اور فرانس کی پارلیمنٹ کا مذمت گو رہا۔ وہ نہایت شوق سے اخیر الذکر کے ابتری و خرابیون کا دکھاتا۔ اسوقت اسنے بنگال کے فتح کی ایک تاریخ لکھنے کا قصد ظاہر کیا۔ اسنے اپنا ارادہ ڈاکٹر مور سے ظاہر کیا۔ جب وہ فرنی مین اُس سے ملاقات کرنے گیا۔ ودربرن صاحب نے

اس معاملہ مین نہایت دلچسپی کی اور کلایو سے متقاضی ہوا کہ تاریخ کے لیے سامان مہیا کیے۔ اگر ولٹیر کا یہ ارادہ پورا ہوتا۔ تو ذرا کلام نہین کہ وہ ایک ایسی عمدہ کتاب لکھتا جس مین نہایت دلکش و خوبصورت حکایتین و نہایت منصفانہ و فیاضانہ نازک خیالات و بہت رنگی و بے سروپا غلطیان و موسی کی تاریخ پر بہت نوک چھونک اور رومن کیتھلک پادریون کی مذمت و ہجو اور اکثر عمدہ خیالات بہبودی بنی انسان انجیل سے لیکر نیک برہمنون سے منسوب کرکے تحریر ہوتے۔

اب کلایو کو اپنی دولت و عزت کے ساتھ بے خرخشہ امن چین سے رہنے کی مہلت ملی۔ اسکے گرداب بہت محبتی دوست و رشتہ دار ہوگئے۔ ابھی تک وہ پورا جوان و بخوبی دماغی و جسمی محنت کرنے کے لائق بنا ہوا تھا۔ مگر ایک مدت سے اثر افکار اسکے دلپر محیط تھے۔ مگر اب زیادہ تاریکی چھا گئی۔ شروع عمر سے اسکی عادت پڑ گئی تھی کہ جب کوئی غم یا فکر نازل ہوتی تو وہ نہایت غلطان و پیچان ہوکر اسمین ایسا غرق ہو جاتا کہ گویا غش کیحالت مین ہی۔ جب مدراس مین وہ صرف محرر تھا۔ تب اسنے دو مرتبہ خودکشی کرنے کا قصد کیا۔ کاروبار و اقبالمندی نے اسکی طبیعت پر صحت بخش اثر پیدا کر دیا تھا۔ ہندوستان مین جبکہ وہ بڑے بڑے کامون مین مشغول رہتا۔ اور انگلینڈ مین حسب دولت و عالی مرتبہ اسکے دلکو خوش رکھتا۔ تو اسکی طبیعت بشاش بنی رہتی۔ لیکن اب نہ تو اسکو کوئی خواہش پوری کرنے کو باقی رہی تھی۔ اور نہ کچھ کام کرنے کو تھا۔

اُسکی چُپت و تیز طبیعت بے شغلی مین ایسی پژمردہ رہنے لگی جیسے کوئی بھدا غیر موافق آب و ہوا مین ہو جاتا ہے۔ دشمنون کی مخالفت و بغض کمینگی کی بدسلوکی و ذلت و ھوس اُف کامنز کی ندمت گو وہ صرف برائے نام تھی اور اپنے ہموطنون کے ایک شمار کثیر سے بے رحم ظالم سمجھے جانے کے خیال نے اُسکو نہایت آزردہ خاطر و پژمردہ بنا دیا۔ اس عرصہ مین جسمانی تکلیف کے رہنے سے مزاج اور بھی تند و چڑچڑا ہو گیا۔ گرم ملک مین رہنے کے باعث چند قسم کی دردناک بیماریان اُسے لاحق ہو گئین تھین۔ اُنسے امن حاصل کرنے کے لیے اسنے افیون کھانے کی عادت ڈالی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ اُس بدشوق نے جسکو وہ مفید سمجھے ہوے تھا اسکو محض بے کار کر دیا۔ اخیر دم تک اسکا ذہن کبھی کبھی تاریکی کے درمیان چمک اُٹھتا۔ اسکے بارے مین کہا جاتا ہے کہ بعض اوقات گھنٹون خاموش و بیحرکت بیٹھے رہنے کے بعد وہ یکایک کسی بڑے معاملہ کے جاری کرنے مین بحث کرنے لگتا۔ اور مدبر و سپاہی ہونے کی کامل لیاقت کا اظہار کرتا اور پھر پینک مین غرق ہو کر خاموش ہو جاتا۔

ان ایام مین امریکہ کے معاملات کی صورت ایسی ہو گئی کہ جنگ کرنے کی ضرورت ہوئی۔ وزرا کی نہایت آرزو ہوئی کہ ایسے نازک وقت پر کلایو سے کام لیا جاوے۔ اگر وہ تا ہنوز ویسا ہی نا ہوتا جیسا کہ پٹنے کا محاصرہ دور کرنے وڈچ لوگون کے خوف سے دریا گنگ مین تجارت کرنے کے وقت تھا تو یہ اغلب ہے کہ امریکہ والونکی مخالفت و بادہ پیمائی اور اس ملک کی جدائی چند سال کے لیے

ملتوی ہو جاتی۔ مگر اب وہ کلایو نہ رہا تھا۔ اسکا مضبوط دل بہت قسم کی تکلیفات سے پست ہو گیا تھا۔ ۲۲۔ نومبر ۱۷۷۴ء کو وہ خودکشی کر کے مر گیا۔ اُسوقت اُسکا ۴۹ سال کا سن تھا۔

ایسے پر اجلال و اقبال آور شخص کے ایسے ہولناک طور پر خاتمہ ہونے پر کم عقل و گنوارون نے اپنے خام خیالات کی تصدیق سمجھی اور چند اصل و بیدار و ذہین لوگون نے بھی مذہب و فلاسفی کے اصولات کو یہانتک فراموش کر دیا کہ اس غمناک واقع کو انتقام لینے و گنہگار ضمیر سے منسوب کیا۔ مگر ہم بالکل دوسری نظر سے اس واقع کو دیکھتے ہین۔ یہ عالی دماغ کمال سیری سے غارت ہو گیا۔ عزت بگڑنے و ذلت کے اندیشہ و قاتل امراض اور اُنکے اور زیادہ قاتل علاج نے ملکر اسکا کام تمام کیا۔

بلاشک کلایو نے بڑے قصور کیے۔ اور ہمنے بھی اُنکو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہین کی۔ مگر جب ذرہ اُسکے عالی لیاقت کے مقابلہ وزن کیے جاتے ہین اور اُن بڑے بڑے لاچونکا لحاظ کیا جاتا ہے جو اُسکے گرد موجود تھے۔ تو وے ایسے نہین معلوم ہوتے کہ آیندہ نسلون مین تعظیم کے ساتھ یاد کیے جانے کی عزت سے اسکو محروم کرین۔

اسکے اول مرتبہ ہندوستان مین وارد ہونے کی تاریخ سے مشرق مین انگریزون کے بہادری کی شہرت پھیلی۔ اُسکے آنے کے قبل اُسکے ہموطن محض دوکاندار پکارے جانے سے نفرت کیجاتی۔ اور فرنچ لوگ نہایت بہادر سمجھے جاتے تھے۔ اور خیال کیے جاتے تھے کہ فتح و حکومت

کے لیے وے پیدا ہوئے ہین۔ کلایو کی لیاقت وہمت نے اس خیال کو لوگون کے دلون سے محو کر دیا۔ ارکٹ کی محافظت کی تاریخ سے ایک سلسلہ مشرقی فتوحات کا شروع ہوا۔ جو غزنی فتح ہونے پر ختم ہوا ہمین یہ فراموش بھی نہ کرنا چاہیے۔ اسکی عمر صرف ۲۵ سال کی تھی جبکہ وہ اول فوج کی کمان پر مقرر ہوا۔ اس عمر مین بہت کم کمانڈر ایسے مشہور ہوئے ہین۔ یہ سچ ہے کہ سکندر و کونڈی و چارلس دوازدہم نے اس عمر سے کم مین بڑے معرکہ عظیم سر کیے۔ مگر اُن شہزادون کے ساتھ تجربہ کار و جنگ آزمودہ سپہ سالار موجود تھے۔ جنکے مشورہ و صلاح و کارگزاری کی بدولت فتحات گرینکس و روکری و تروا حاصل ہوئین۔ کلایو خود ناتجربہ کار نوجوان تھا اور جو افسر اسکے ہمراہ تھے وہ اس سے زیادہ ناتجربہ کار تھے۔ اسکو نہ صرف اپنے تئین درست کرنا پڑا بلکہ اپنے افسران و سپاہ سب کو تربیت دینی پڑی۔ صرف ایک انسانکو ہم جانتے ہین جسنے اسقدر کم سنی مین ایسی عالی لیاقت جنگ ظاہر کی۔ وہ نپولین پوناپارٹا تھا۔

کلایو کے دوسری مرتبہ ہندوستان مین وارد ہونے کی تاریخ سے انگریزون کی ترقی ملک و عروج شروع ہوا۔ اسکی چستی و قصد مصمم و ہمت کی بدولت چند ماہ کے درمیان وہ ملک و حشمت انگریزون کو نصیب ہوئی۔ جو ڈپلیو کے خواب و خیال مین بھی نہ آئی ہوگی۔ کسی زمانہ مین کبھی روم کے سب سے اول فتحیاب سپہ سالار نے ایسا ایک وسیع ملک فتح نہین کیا

جو زراعت و مالگزاری و آبادی مین کلایو کے فتح کی برابر ہو - اور
نہ کبھی روم مین اسقدر غنیمت پاک راہ ہوکر انبوہ کثیر سے بھرے ہوے
بازارون مین دکھا کر جو پیڈ کے مندر مین رکھی گئی - انیوکس و ٹگرنس
کی شہرت اس انگریز نوجوان کے کار عظیم کے مقابل بے آب ہو گئی ہو -
کلایو کی فوج شمار مین رومی فوج کے نصف بھی مساوی نہ تھی -

کلایو کے سویم مرتبہ ہندوستان مین وارد ہونے کی تاریخ سے مشرق
مین ہمارے انتظام ملک کی صفائی و درستی شروع ہوئی - جب وہ ۱۷۶۵ع
مین کلکتہ مین جہاز سے اُترا تب تک بنگال ایک ایسی جگہ خیال کیا جاتا تھا جہان
انگریز صرف قلیل عرصہ مین مالدار ہونے کو بھیجے جاتے تھے - اور یہ کسی کو
کی فکر نہ تھی کہ کس وسائل سے وہ زر کماتے ہین - اسنے اول بیخوف ہوکر ظلم و ستم
و رشوت ستانی کو یکقلم دفع کرنے کے لیے جنگ عظیم کی - اس جنگ کے کرنے
مین اسنے اپنی آرام و شہرت و دولت سب کو نہایت جوانمردی سے قربان کر دیا
جس خیال ضعف سے ہم اُسکے اول عیوب و نقص کو نہین چھپاتے - اسکے
لحاظ سے ہمپر یہ اقرار کرنا بھی واجب ہی کہ نئے انتظام مین اعلے درجہ کی نفس کشی
و فیاضی و بیغرضی و نیک نیتی ظاہر کرکے اُسنے اپنے اول قصور و نکا نہایت شریفانہ
عوض پورا کر دیا - اگر کمپنی اور اسکے نوکرون کی ابتری و خرابی دور کر دی گئی
اور اگر ہندوستان مین غیر ملک والون کی حکومت ویسی راجا و نوابون کی نکو
کے بہ نسبت کم ناگوار و قابل برداشت کر دی گئی ہو - اور اگر اُن رہزن انگریزون
کے بعد جو تمام بنگال مین خون و غارت گری پھیلائے ہوئے تھے

ایسے شریف اہلکارون کی جماعت آئی ہو جو لیاقت و دلیری سے زیادہ راستبازی
و بے غرضی و فیاض طبعی و خیر خواہی بنی انسان کے لیے مشہور ہون - اور اگر ہم
سر و صاحب والنسٹن صاحب و مکاف صاحب کے مثل حالی راستباز
بزرگون کو دیکھین جو فتحیابا فواج کے کمانڈر ہوکر اور بادشاہونکو تخت پر بٹھاکر
اور اُتار کر اپنے پر اجلال و اعزاز مفلسی پر اپنے ملک سے قاصر ہوکر جہان ایک
زمانہ مین مرجع خلائق و بے ایمان لوگ بے انتہا زر غلام سے کماکر لیجاتے تھے
وطن واپس آتے ہوئے دیکھین - تو ہم خیال کرتے ہین کہ کلایو نہایت
تعریف کا مستحق ہی - فتحیابون کی فہرست مین اسکا نام عالی مرتبہ پر ہی -
مگر اسکا نام دوسرے نمبر فہرست مین بھی ہے - یعنی ان عالی بزرگون مین جنہون
نے بنی انسان کی فلاح و بہبودی کے لیے محنتین کین - اور ستم اُٹھائے
تو ارنج مین اس سپاہی کا مرتبہ لوکونس و ٹرہیجن کے مساوی سمجھا جائیگا
اور اس اصلاح کنندہ کی ویسی ہی تعظیم و تکریم ہوگی جیسے ملک فرانس مین
ٹرگوٹ کے نام کی کرتے ہین - اور جیسے ہندؤن کی آیندہ نسلین ولیم
بنٹنک کے نام کی کرینگے -

مترجمہ کاشی ناتھ

سرسا ضلع الہ آباد
۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء

اشتہارات

یہ نئی کتب آپ ہی کے دیکھنے کے لائق ہین

۱- **انگریزی ملک الشعرا شیکسپیر** انسان کے دل کے نشیب و فراز و جوش و خوشی و رنج و امید و مایوسی و محبت و فریب و صداقت وغیرہ کے تصور پیرایہ نقل مین اتارنے مین یکتائے زمانہ ہے تمام یوروپ مین اسکے نام کی عزت ہے - بندہ نے اسکے کل ناٹکون کا سلیس ہندی مین ترجمہ کیا ہے - حصہ اول ۹ ناٹک قیمت عہ ۸ر - حصہ دوم ۱۱ ناٹک قیمت عہ ۸ر

(۲) **کھیتی کی ودیا مول سدہانت** - اسمین ۳ علوم یوروپ کے مطابق زمین کی زرخیزی کو ترقی دینے و اقسام اقسام کی کھاد بنانے و ڈالنے و جنس تبدیل کرکے بونے و کھیت بوتنے و مویشی فربہ کرنے کے آسان طریقے بیان کیے گئے ہین - قیمت ۱۰ر ہندی -

(۳) **بدھوا بیاہ** ہندو بیوگان کا نکاح ثانی از روے دھرم شاستر جائز ثابت کرنے اور اسکے مروج نہ ہونے سے ہزارہا خرابیون کی بحث و مانع لوگون کے اعتراضات کے معقول جواب - قیمت ۰۶ر ہندی -

(۴) - **دنیا کی مشہور پارسا و شوہر پرست** عورتون کے نہایت پر لطف و مؤثر نصیحت آمیز ۵۰ تذکرے - یہ نہایت قابل قدر انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے - (۱۰ر)

۵ - انسان کی اولاد مین کس ترکیب سے حسن و جمال و ذہانت و عقل و قوت پیدا کیجا سکتی ہے یہ ایک امریکن مشہور حکیم و علم روح کے استاد کے لیکچر کا ہندی ترجمہ ہے - اسمین نہایت قوی و صاف علمی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حاملہ ہونے کی حالت مین جو عورت کے خیالات و خواہشین و اعمال ہوتے ہین وہ خوبصورت و خوفناک اشیاء دیکھتی ہے اور انھی سب کا مجمع مجسم وہ پیدا ہوتا ہے لہذا عورتون کا با اخلاق و تعلیم یافتہ ہونا بھی انسان کی ترقی کے لیے لابد ہے - قیمت ۰۳ر

۶- **نیتوپ دیس** ۱۰ر آئینہ تہذیب اخلاق کا ہندی ترجمہ -

۷- **بکھیات** رانیون کے جیون چرتر - ۰۸ر
ہندوستان کی مشہور رانیون کا ہندی ترجمہ ہے -

۸- **بالبیاہ** - ۰۲ر بچون کی شادی کے نقصانات کا ہندی ترجمہ -

۹- تین اتھیاسک روپک ۰۳ر تین تاریخی ناٹک کا ترجمہ ہندی ہے -

۱۰- کرنل اولکوٹ کے لکچر ہندوستان کی گذشتہ و موجودہ و آیندہ حالت کا ہندی ترجمہ - اسمین آریہ بزرگون کے اوصاف حمیدہ و ترقی کا حال بیان کرکے سامعین کو ترقی کرنے و حب الوطن ہونے کے لیے نہایت مؤثر و فصاحت آمیز تصنیف کی گئی ہے - قیمت ۰۲ر

۱۱- **انسان کے لیے سچی خوشی کسمین ہے** - یہ میرا ایک لکچر ہے اس لکچر مین کتب مقدس کے سوالون سے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کا رنج و راحت اسکے دل کی حالت پر منحصر ہے - اسکو سچی خوشی اپنے فرائض ادا کرنے و کل کام نیک ضمیر کے ہدایت کی مطابق کرنے

ونیکی و قناعت و مطالعہ نظم و عبادت مین حاصل ہو سکتی ہے۔ قیمت ۱۰ر

۱۲۔ گرام پاٹھ شالہ و نگریسٹ نوکری ناٹک۔ اول ناٹک مین مدارس دیہاتی کی اصل کیفیت دکھائی گئی ہے۔ دویم مین وہ کل خرابیان و دقتین ظاہر کی گئی ہین جو سرکاری نوکری حاصل کرنے مین پیش آتی ہین۔ ناظرین پر نقل کے پیرایہ مین روشن کر دیا گیا ہے کہ نوکری سے بدتر انسان کے لیے دوسرا پیشہ نہین ہے۔ ۳ر

۱۳۔ زبان ہندی کی ترقی کن کن صورتون سے ہونا ممکن ہے۔ یہ میرا لکچر ہے جو الہ آباد مین ایک عالی مجلس کے روبرو دیا گیا تھا ۲ر

۱۴۔ آئینہ تہذیب اخلاق۔ یہ کتاب مشہور عالم بے بدل جناب پروفیسر بلکی صاحب کی سلف کلچر کا اردو ترجمہ ہے اسکے اول حصہ مین طبعی لیاقت و غور و خوض یاد و دلیل کرنے کی قوتون کو قدر دینے پر اثر و دلاویز تحریر یا عام جلسون مین تقریر کرنے و غیر زبانون مین کامل دستگاہ حاصل کرنے کے عمدہ و آسان طریق بیان کیے گئے ہین۔ دوم مین تندرستی و قوت دماغی کی دربان کی نسبت و کثرت کرنے کے فائدے و کھانے و پینے و سونے و غسل کرنے و ہوادار مکان مین رہنے وغیرہ کے فائدے اور طریق مفصل تحریر ہین۔ سوم مین نہایت پر اثر فصاحت سے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان بلا نیک چلن و صاحب اخلاق ہونے کے تاریست اقسام اقسام کے مصائب و آفات و غم و رنج مین مبتلا و خراب حسنہ حالت مین رہتا ہے اوصاف اخلاق مین بزرگون کی و فرمانبرداری مین اطاعت و راست بازی و ترک و کاہلی و فیاض دلی و عمدہ صفت و خوبصورتی دیکھا تعریف کرنا و انکو حاصل کرنے کی آرزو کرنا۔ و اعتدال و یکبارگی دولت ور ہو جانے کی آرزو کی غلطی واسطے ترک کرنے و ثابت قدمی و ہمت و کوشش و دل کو ہر زمانہ کے بزرگون کو پند و نصائح سے بھرا رکھنے و نیک صحبت و خدا سے روز دعا مانگنے کی عادت ڈالنے کے بارے مین نہایت پر اثر طور پر نصیحتین کی گئی ہین یہ کتاب کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان بی۔ اے اور ایف مین داخل ہے اور انگریزی علم ادب مین ایک بیش بہا رتن خیال کیجاتی ہے۔ جن صاحبون کو اس ترجمہ کے دیکھنے کا شوق ہو اسکی قیمت معہ محصول ڈاک ۱۰ر میرے پاس بھیجکر طلب فرمائین

۷۔ فروری ۱۸۸۴ء کو مجلس فیکلٹی آف آرٹس پنجاب یونیورسٹی مین یہ کتاب پسند و مقبول ہو کر قابل درس قرار دی گئی اور مترجم کو امداد عطا ہوئی۔ سب سے زیادہ قابل تعریف یہ ہے کہ منشی کاشی ناتھ صاحب نے اول اخلاقی کتب انگریزی کا ترجمہ کرنا شروع کیا ہے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ سلاست زبان و با محاورہ الفاظ انکے کمال کو ظاہر کر رہے ہین۔ آفتاب پنجاب ۳۰ جنوری ۱۸۸۴ عیسوی۔ اسکا ترجمہ زبان ہندی مین بھی موجود ہے۔ قیمت بھی ۱۰ر

۱۵۔ رسالہ سچی شرافت۔ یہ نہایت مشہور عالم بے بدل جناب فیض مآب اسمایل صاحب کی اعلے تصنیف سلف ہیلپ کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ ہے اسمین نہایت پر اثر و دلاویز طور پر تفصیل وار بیان کیا گیا ہے کہ سچی شرافت کا اصل اصول کیا ہے اور وہ کن کن خوبیون کی چیز ہے اسمین کیا قوت ہوتی ہے اور جو انسان اس اعلی خوبی سے آراستہ ہوتا ہے وہ کتنا صاحب طاقت و ہر دل عزیز ہوتا ہے اور اسکے حاصل کرنے کے عمدہ و مناسب وسائل و طریق کیا ہین۔ اسمین چند سچے شریفون کی تمثیلین بھی درج ہین دراصل یہ رسالہ گو جوانون کو سچا شریف و راست باز و صاحب اخلاق و نیک چلن بنانے کے لیے اوستاد ہے بشرطیکہ وہ اسکی نصیحتون پر عمل کرین۔ قیمت ۴ر معہ محصول ڈاک ہے جن صاحبونکو میرے اس ترجمہ کے دیکھنے کا شوق ہو بنا ہے

طلب فرمائین۔
منشی کاشی ناتھ صاحب اپنے ترجموں مین بہت کچھ سلاست کا لحاظ رکھتے ہین اور ایسی شرعاری لکھتے ہین کہ دل سے نکلے اور دل مین جا نشین ہو۔ کوہ نور لاہور ۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء "دراصل یہی شرافت کی یہ تصویر منشی کاشی ناتھ صاحب نے ہماری نظر کے سامنے رکھدی ہے۔ اس رسالہ کی تعریف مین جسقدر کہا جاے تھوڑا ہوگا" دبدبۂ قیصری بریلی۔ مجلس پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو بھی پسند و قبول فرمایا ہے۔

۱۶۔ ہندوستان کی مشہور نیک و شریف رانیون کا تذکرہ

اس رسالہ مین اُن سب رانیون کا تذکرہ تفصیل و تاریخی صحت کے ساتھ لکھا گیا ہے جو شروع ایام عہد مسلمانون سے لیکر آج تک اس ملک مین نیک و مدبر و منتظم و پارسا و شوہر بہت شجاع و عالم و فیاض طبع و نیک سیرت مشہور ہوگی ہین ہے۔ رسالہ ہندی مین بھی لکھا ہوا ہے۔ جسپر حضور اعلے سری مہاراجا اودے پور نے رانی کو معقول انعام عطا فرمایا ہے یہ دوبارہ بہت کچھ بڑھا کر طبع کیا گیا ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک ۰۶ر۔ جن صاحبون کو اسکے دیکھنے کا شوق ہو بندہ سے طلب فرمائین۔

"بیشک یہ کتاب ہے جس سے موجودہ زمانہ کی پاک دامن عورتین سبق و نصیحت قبول کر سکتی ہین زبان اردو نہایت سلیس و عام فہم ہے۔ یہ کتاب عورتون کی عمدہ تواریخ ہے ناظرین قدردانی کرین" دبدبۂ قیصری ۲۔ دسمبر ۱۸۸۶ء۔
مجلس پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو بھی پسند فرمایا ہے۔

۱۷۔ بچپن کی شادی کی رسم کے نقصانات

اس رسالہ مین مضبوط دلائل و مباحثہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہماری ہم وطنون مین یہ قبل بلوغ بچون کی شادی کر دینے کی بدرسم اُنکو ضعیف و کمزور و کم عمر و کاہل و پست ہمت و بداخلاق بنانے و عورتون کی قابل افسوس حالت رکھنے کی باعث ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک ۰۲ر یہ رسالہ ہندی مین بھی ہے قیمت ۰۲ر

۱۸۔ تین تاریخی ناٹک

۱۔ دختر باکرہ راجہ سندھ۔ ۲۔ رانی گنور (بھوپال)

۳۔ خواب راجہ لوہی پسر سری رام چندر۔

اسمین نقل کے پیرایہ مین نہایت عمدگی سے دکھلایا گیا ہے کہ شہوت کے غلبہ سے مغلوب ہونے پر انسان بے تمیز و بے عقل و بے حیا و بے شرم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ نفس امارہ کی بیجا خواہشون کو ضبط نہین کرتے ہین دنیا مین خوار و ذلیل و بدنام ہوتے ہین گو وہ کیسے ہی اعلی مرتبہ و شان و حشمت رکھتے ہون جن صاحبون کو ان ناٹکون کے دیکھنے کا شوق ہو قیمت ۰۴ر معہ محصول ڈاک بھیجکر بندہ سے طلب فرمائین یہ ہندی مین

بھی ہے قیمت ۴۰ر ”کتاب نہایت عمدہ ہے خصوصاً اسکی کہانی نہایت دل پسند
وفائدہ بخش و جوش حب الوطنی پیدا کرنی والی ہے“ بابو ہریسن چندر صاحب بھارت اینڈ

۱۹ سوانح عمری لارڈ کلایو بانی عملداری سرکار انگریز درمیان ہند

یہ کتاب مشہور زبردست عالم لارڈ مکالے کی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے۔ مصنف نے
لارڈ کلایو کی سوانح عمری کے پیرایہ مین سرکار انگریز کی عملداری کے شروع زمانہ
ابتر و درہم برہم کیفیت و ملک و باشندگان کی بے مدد و ترسناک حالت و حکام انگریز
کی لوٹ و ظلم و ستم اور دیسی نوابون کا انکے ہاتھ مین مثل پتلی کے ناچنا وغیرہ مثل تصویر
کے نہایت خوش رنگون مین رنگا ہے گویا اس زمانہ کی حالت کی ہو بہو تصویر نظر کے سامنے
کھڑی کردی ہے۔ اس عالم تاریکی کے درمیان ایماندار و فیاض دل و رحیم اشخاص بھی
مثل روشن تارون کے چمکے ہین۔ انکی روشنی کے سایہ بھی اس کاریگر نے اپنے زبردست
قلم سے ہو بہو رنگا ہے۔ دراصل لارڈ مکالے کی تصنیف اس زمانہ کی صحیح و بے رو رعایت
قابل قدر تاریخ ہے۔ یہ ترجمہ بندہ کا کیا ہوا عام فہم و سلیس اردو مین ہے۔
قیمت

المشتہر
کاشی ناتھ کھتری
سرسا ضلع آباد

کتب خانہ
۲۰۴۲
واظہ نمبر
تاریخ
ادارۂ ادبیات اردو پنجہ گٹہ حیدرآباد

مطبع منشی گنگا پرساد ورما و برادران لکھنؤ
اس مطبع مین ہر ایک قسم کا کام پتھر اور ٹائپ کا اردو ہندی انگریزی
سنسکرت وغیرہ مین طبع ہو سکتا ہے جن صاحبونکو
کچھ طبع کرانا منظور ہو بالک
مطبع سے تخمینہ وغیرہ
طلب کر سکتے
ہین